گلدستۂ پنج

مرتبہ

پنڈت کشن پرشاد کول بی اے

اڈیٹر "ہندوستانی" و ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی

معہ دیباچہ

از

پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی

سنہ ۱۹۱۵ء

باہتمام پنڈت کشن پرشاد کول ایڈیٹر و پبلشر ہندوستانی پریس نظیر آباد لکھنؤ میں طبع ہوا

 اول ایڈیشن ۲۰۰۰ قیمت

فہرست مضامین

پولیٹکل شطرنج

جس کی کیفیت الگ صفحہ پر دی گئی ہے یہاں صرف اسقدر بتا دینا کافی ہے کہ سیاہ بازی روس کی اور سفید بازی

التماس

منشی محمد سجاد حسین صاحب کی وفات کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس
نامور شہنشاہ اقلیم ظرافت و سچے ہمدرد قوم کی یادگار اگر قائم ہوجاتی تو
اچھا تھا۔ بعض دوستون نے یہ مشورہ دیا کہ منشی صاحب مرحوم کی یادگار
اس سے بہتر اور کوئی نہین ہوسکتی کہ انکی ۳۶ سال کی محنت کے نتیجہ یعنی
پنچ کے لٹریچر کو ضایع ہونے سے بچایا جاوے۔ اس سے انکی یادگار بھی
قائم رہجائیگی اور اردو علم ادب کا قیمتی ذخیرہ بھی ضایع ہونیسے بچ جاویگا
بس اودھ پنچ کے منتخب مضامین کا ایک گلدستہ تیار کرنے کا ارادہ
کیا گیا گو یہ کام شروع مین بہت مشکل معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جناب
راجہ صاحب محمود آباد کی حوصلہ افزائی امداد و مشورہ نے بالآخر
اسکی پہلی منزل طے کرادی اور آج ہم گلدستہ پنچ کی پہلی جلد ہدیۂ
ناظرین کرتے ہین حتی الامکان مجموعہ کو دلچسپ اور کتاب کی صورت
و سیرت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی گئی ہی تاہم دو ایک
باتون کی کمی ہم خود محسوس کرتے ہین لیکن ہم اس وجہ سے مجبور ہین
کہ ان نقائص کا دور کرنا ہمارے حیطۂ امکان سے باہر تھا۔ یعنی بعض نہایت
اعلیٰ د[illegible] کے مضامین اس وجہ سے شامل نہ کئے جاسکے کہ خوف تھا
کہ انکی آزادخیالی اور بیباکانہ طرز تحریر ممکن ہی کہ پریس ایکٹ کے
طبع گرامی کے لیے بار خاطر ہو۔ اور بعض دوسرے مضامین اپنی
ظرافت کی تیزی مین موجودہ تہذیب کے دائرہ سے بہت

دیباچہ

ہندوستان کے جس جس گوشہ مین اُردو زبان کا نغمہ سنائی دیتا ہی وہان شاید کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے کان اودہ پنچ مرحوم کے ذکر خیر سے آشنا نہ ہون۔ اودہ پنچ نے تیس بتیس سال تک اپنی عالمگیر شہرت و وقار کے پردہ مین اخبارونکی دنیا مین سلطنت کی ہی اور اسکی پرانی جلدون کے گورغریبان مین اکثر ایسے اہل کمال وفن ہین جن کے قلم کی دہاگ دلون مین لرزہ پیدا کرنے کے لیے کافی تھی۔

جس وقت اودہ پنچ نے دنیا مین جنم لیا اُسوقت اخبار نویسی کا فن ہندوستان مین تخمیناً چالیس سال کے نشیب و فراز دیکھ چکا تہا۔ سنہ ۱۸۳۶ء مین پہلے پہل سرکار کی جانب سے ہندوستان کی بے زبان رعایا کو اخبار نکالنے کی نعمت عطا ہوئی اور سنہ ۱۸۷۷ء مین اودہ پنچ نے زبان اور ظرافت کے چہرہ سے نقاب اٹھائی۔ اس چالیس سال[1] کے عرصہ مین اُردو کے بہت سے اخبار جاری ہو چکے تھے۔ مثلاً لاہور مین اخبار عام اور کوہ نور کا دور تہا یہ اپنے وقت کے نامور اخبار تھے۔ دہلی مین اشرف الاخبار کی آواز سنائی دیتی تھی وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ سے جاری تہا۔ کشف الاخبار بمبئی اور جریدہ روزگار مدراس مین اُردو کا نقارہ بجا رہا تہا۔ کارنامہ اور اودہ اخبار لکھنؤ سے شائع ہوتے تھے عرصہ ہوا کہ کارنامہ کا کام تمام ہوگیا۔ اور اودہ اخبار ابھی تک اپنے باپ دادا کی شرم رکھے ہوے ہی مگر اسکا جو رنگ اب ہی وہی جب تہا انکے علاوہ اودہ پنچ کی اشاعت

---

[1] ان اخبارون کے اکثر حالات منشی بالمکند گپتا مرحوم کے اُردو اخبارون کے تذکرہ سے اخذ کیے گئے ہین جو بھارت متر اور زمانہ مین شائع ہوا تھا۔

آگے نکل گئے ہین اور بیسوین صدی مین انکا شائع کرنا خالی از قباحت نہین۔ اس کمی کی ایک اور وجہ یہ بھی ہوئی کہ اسوقت تک مجھکو پورا ذخیرہ اودھ پنچ کی جلدون کا باوجود بے حد کوششون کے دستیاب نہ ہوسکا اور اب بھی ۷ جلدون کی کمی باقی ہے لیکن یہ کمی ہین امید ہے کہ دوسری جلد کی اشاعت تک پوری ہوجائیگی۔

اس جلد مین ہم علاوہ متفرق مضامین کے منشی محمد سجاد حسین صاحب مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ پنڈت تربھون ناتھ ہجر نواب سید محمد آزاد اور منشی جوالا پرشاد صاحب برق کے مضامین کا انتخاب مع سوانحی حالات اور اونکی تصاویر کے شایع کرتے ہین دوسری جلد مین علاوہ ان صاحبون کے مضامین کے منشی احمد علی صاحب شوق سید اکبر حسین صاحب اکبر اور احمد علی صاحب کسمنڈوی کے مضامین کا انتخاب مع تصاویر و سوانحی حالات کے شایع کیا جاویگا۔

اس کتاب کی ترتیب دینے مین جو امداد اپنے عزیز دوست پنڈت برج نرائن صاحب چکبست اور قدیم عنایت فرما پنڈت منوہر لال صاحب زتشی سے ملی ہے اسکا شکریہ راقم الحروف پورے طور سے ادا نہین کرسکتا علاوہ برین پنڈت منوہر ناتھ صاحب ہجر۔ خان بہادر نواب سید محمد صاحب آزاد۔ و منشی محفوظ علی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بھی میرے شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ ان صاحبون نے جب کبھی مجھکو ضرورت ہوئی کبھی مدد سے دریغ نہین فرمایا۔

مولف

اشعار بہت کم ہیں مگر زبان نہایت صاف اور ستھری ہی۔ آزاد کا قلم نوابزادون کی
بیفکری عیش پسندی کا خاکہ کھینچنے مین مشاق ہی۔ منشی سجاد حسین کا طرز تحریر سب سے الگ ہی
مضمون کیا ہین چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے ذخیرے ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ
پڑھنے والا مصنف سے گفتگو کر رہا ہے۔ عبارت اکثر مختلف علوم و فنون کے پیچیدہ
استعارون سے گرانبار نظر آتی ہی مگر بیان کی تازگی کی وجہ سے پڑھنے والے کا
نہین ہوتا۔ ظریفانہ نظم کے میدان مین حضرت اکبر سب سے دس قدم آگے ہین۔ طبیعت کی
خداداد شوخی اکثر زبان کی صفائی سے بازی لے جاتی ہی مگر عموماً سوشیل پولیٹکل اور
مذہبی مسائل کے ظرافت آمیز پہلو جس خوبی کے ساتھ حضرت اکبر نے نظم کئے ہین وہ کسی
دوسرے کو نصیب نہین۔ انکا معیار ظرافت بھی اورون کے مقابلہ مین لطیف تر ہی
اودھ پنچ کی محفل انہین پُر مذاق اور نورانی طبیعتون سے آراستہ تھی اور اب بھی اگر
کوئی شخص اُردو زبان حاصل کرنا چاہے تو اودھ پنچ کے ٹوٹے کھنڈرون کی زیارت
اُسکے لئے ضروری ہی۔ اودھ پنچ کے مضامین کا دائرہ بہت وسیع تھا دنیا کا کوئی مسئلہ
ایسا نہ تھا جو اودھ پنچ کے ظریفون کی گلکاری سے خالی رہتا ہوا اسکے علاوہ لکھنؤ کے
طرز معاشرت کی پر مذاق اور دلکش تصویرون سے اسکے صفحے اکثر رنگین نظر آتے تھے۔
محرم۔ چہلم۔ عید۔ شب برات۔ ہولی۔ دوالی۔ بسنت کے جلسے عیش باغ کے میلے
رقص و سرود کی محفلین۔ مشاعرے۔ عدالت کی روبکاریان۔ مرغ بازی۔ بٹیر بازی
کے ہنگامے۔ الکشن کے معرکے ایسے مشغلے تھے جو ہمیشہ اودھ پنچ کی ظریفون کی نظر
مین رہتے تھے اور اُن کی طبیعتون کے لیے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ ساقی نامے
برہے۔ بارہ ماسے۔ دوہے۔ ٹھمریان۔ غزلین۔ رباعیان وغیرہ نظم کرنے مین اسکے

ممکن ہی کہ جن باتون کو ہم آج بہول سمجھتے ہین وہ آیندہ نسلون کی آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکین
ظرافت کے رنگ سے قطع نظر کرکے اودہ پنچ کی یادگار خدمت یہ ہی کہ اسنے اُردو نثر کو اسکا
مصنوعی زیور اُتار کر جسمین سوائے کاغذی پہولون کے کچھ نہ تہا ایسے پہولون سے آراستہ کیا
جن مین قدرتی لطافت کا رنگ موجود تہا۔ اودہ پنچ کے پہلے رجب علی سرور کے طرز تحریر
کی پرستش ہوتی تہی اور عام مذاق تصنع و بناوٹ کی طرف مائل تہا اُس زمانے مین جو
اُردو اخبار جاری تھے اُن کی زبان ایسی ہوتی تہی جسے ہم محض محبت سے اُردو کہہ سکتے ہین
آج نثر اُردو جس سلیس اور پاکیزہ روش پر جاری ہی اسکی ایجاد مین اودہ پنچ کا بہت بڑا
حصہ ہی علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم کے اودہ پنچ کے لکھنے والون مین مرزا مچھو بیگ معروف
بہ ستم ظریف حضرت احمد علی صاحب شوق پنڈت تربہون ناتہ ہجر نواب سید محمد آزاد۔
بابو جوالا پرشاد برق۔۔ منشی احمد علی کسمنڈوی حضرت اکبر حسین صاحب اکبر یادگار نام ہین
ان لوگون کے نظم و نثر کے مضامین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ محض اک طرز نو کے موجد
ہی نہین ہین بلکہ زبان و قلم کے دہنی بہی ہین۔ ان کی عبارت شوخی و تازگی اور
خداداد بے تکلفی سے معمور ہی اور ان کی زبان لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہی۔ نثر کی نامہ نگارون
مین طبیعت کے چلبلے پن اور شوخی کے لحاظ سے اور نیز زبان کی پختگی اور لکھنؤ کی بول چال
اور محاورہ کی صفائی کے اعتبار سے ستم ظریف کا رنگ اورون کے مقابلہ مین چوکھا ہی
احمد علی صاحب شوق کے مضامین مین ظرافت کی شگوفہ کاری کے علاوہ زبان و محاورہ
تحقیقات کا خاص لطف ہی۔ حضرت کسمنڈوی مرحوم کی عبارت خاص طور سے دلکش ہی
مگر فارسیت کا رنگ زیادہ ہی۔ ہجر کا رنگ خاص یہ ہی کہ اُن کی ظرافت بمقابلہ اورون کے
بد مذاقی اور طعن و تشنیع کے کانٹون سے زیادہ پاک ہی برق کی عبارت مین ظرافت کا

ذاتی مراسم کا پردہ قائم رہا لیکن رفتہ رفتہ طرفین سے طبیعتین بے قابو ہو گئین اور آخر کار فسانۂ آزاد پر اعتراضات شائع ہونے لگے۔ اودہ پنچ کا فسانۂ آزاد پر خاص اعتراض یہ تہا کہ جو بیگمات کی زبان اس مین لکہی گئی ہے وہ محلات کی زبان نہین ہی بلکہ ماماؤن اور مغلانیون کی زبان ہی۔ اس قسم کے اعتراضات کے دونگڑے عرصہ تک اودہ پنچ کے بادلون سے برسا کئے اور ظرافت کی بجلیان چمکتی رہین۔ اِن اعتراضات کی حقیقت یہ ہی کہ بعض ضرور درست ہین مگر زیادہ تر طباعی پر مبنی ہین۔

اودہ پنچ کا دوسرا وار مولانا حالی کو سہنا پڑا۔ مولانا موصوف کے دیوان کے مقدمہ مین شاعری کے اصلی مفہوم پر بحث کی گئی ہی۔ جب یہ مقدمہ شایع ہوا تو اس بحث نے اودہ پنچ کی بارود کے لئے چنگاری کا کام کیا۔ اودہ پنچ کو مولانا حالی سے دو شکایتین تہین۔ پہلا اعتراض تو یہ تہا کہ مولانا حالی کا شاعری کا مفہوم غلط ہی جسکو وہ شاعری سمجہتے ہین وہ محض قافیہ پیمائی ہے اور فطرتی شاعری کی لطافت و رنگینی سے خالی ہی۔

اختلاف کی دوسری وجہ یہ تہی کہ مولانا حالی نے اپنے مقدمہ مین مصنوعی اور خلاف فطرت شاعری کی جسقدر مثالین دی تہین انکا کثیر حصّہ لکہنؤ کے شعرا کے کلام سے لیا تہا جسکا لازمی منشا اودہ پنچ کے نزدیک یہ تہا کہ لکہنؤ کے شعرا کی توہین ہو۔ ان خیالات کا دلون مین امنڈنا تہا کہ دیوان اور مقدمہ کے ایک ایک شعر اور ایک ایک سطر پر اعتراضات کی بوچھار شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ بہی مدت تک جاری رہا۔ جس عنوان سے اودہ پنچ کے شہسوارون نے پانی پت[۱] کے میدان مین طراریہ بہری ہین

---

[۱] اودہ پنچ مین کلام حالی پر جو اعتراضات کا سلسلہ جاری تہا اسکے عنوان مین مندرجہ ذیل شعر مولانا حالی کے وطن کی مناسبت سے لکہا جاتا تہا۔ ؎ اے ہمارے حملون سے حالی کا حال ہی یہ میدان پانی پت کی طرح پائمال ہی۔ مؤلف

اکثر نامہ نگار خاص لکھا کرتے تھے۔ منشی سجاد حسین ہر ہفتہ ایک چھوٹا سا مضمون لوکل علیہ الرحمتہ کے عنوان سے لکھتے تھے جس مین اکثر موسم کی تبدیلیان ایسے ظریفانہ رنگ مین دکھائی جاتی تہین کہ پڑہنے والا ہنستے ہنستے لوٹ جاے۔

زندہ دلی کی یہ تمام تصویرین اودہ پنچ کے بوسیدہ مرقع مین موجود ہین۔ گلدستہ پنچ کی دو جلدون مین انکا پورا نقشہ اُتارنا اتنا ہی مشکل ہی جیسے کہ دریا کو کوزہ مین بند کرنا مگر زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوے جو کچھ ہوسکا وسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے علاوہ اودہ پنچ مین شاعری اور صحت زبان کے متعلق اکثر ایسے زبردست مباحثے چھڑے جو مہینون اور سالون تک قائم رہے اور جنکی وجہ سے اردودان سوسائٹی مین عرصہ تک چہل پہل قائم رہی۔

پہلے معرکہ کا تعلق فسانۂ آزاد سے ہی۔ سرشار مرحوم ابتدا مین اودہ پنچ کے نامہ نگار تھے اور اسکے گہوارہ کے گرد بیٹھنے والون مین تھے۔ جس رنگ کا اودہ پنچ عاشق تہا اُسی رنگ مین وہ بہی ڈوبے ہوے تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ زمانہ کے جس انقلاب نے دنیا کو اودہ پنچ کی صورت دکھائی اسی نے سرشار کی طبیعت کو بہی پیدا کیا۔

اودہ پنچ کے ایک سال بعد فسانۂ آزاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محض اتفاق تہا کہ اودہ اخبار کے اڈیٹر ہونے کی وجہ سے سرشار نے یہ سلسلہ اسی اخبار مین شروع کیا ورنہ فسانۂ آزاد کا دریا بہی اودہ پنچ ہی کے چشمہ سے جاری ہوتا کیونکہ دونون کا مذاق تحریر یکسان ہی اور دونون ایک ہی باغ کے دو پہول معلوم ہوتے ہین۔ مگر اودہ پنچ نے اودہ اخبار کو بنیا اخبار کا خطاب دے رکہا تہا اور اسکے حال پر اودہ پنچ کے ظریفون کی خاص عنایت تہی۔ جب سرشار اودہ اخبار کے اڈیٹر ہوے تو کچھ روز تک تو

اعتراضات شائع ہونے لگے اور عرصہ تک نظم و نثر کی پھلجھڑیان چھوٹا کین۔ یہ سلسلہ
بہی سال بہر بعد ختم ہوا۔ اس بحث کے غیر لطیف حصہ کے علاوہ نفس مضمون کے متعلق
جو مضامین نکلے اُن مین اکثر زبان و محاورہ کی تحقیقات کا خاص لطف موجود ہی۔
اِن مباحثون کے علاوہ اکثر دوسرے اخبارون سے بہی اودھ پنچ سے نوک جھونک ہوئی رہی
اُن مین اودھ اخبار اور طوطی ہند پر اس کی خاص توجہ رہی۔ زبان و شاعری کی اصلاح
کے علاوہ اودھ پنچ کی پولیٹکل خدمات بہی قابل ذکر ہین۔ اودھ پنچ ابتدا سے رعایا
کا خادم در سرکار کا آزاد مشیر تھا۔ کانگرس کے پہلے جو پولیٹکل معرکہ آرائیان پیش آئین
اُن مین اسنے ہمیشہ رعایا کا ساتھ دیا۔ الحاق اودہ انکم ٹیکس البرٹ بل وغیرہ کے
متعلق اکثر ایسے مضامین لکھے جنکا آج شائع کرنا موجودہ قوانین کے جکڑ بند کو دیکھتے ہوے
مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسنے والیان ریاست کی خوشامد سے
اپنا دامن پاک رکھا اور ہمیشہ اون کی غفلت و عیش پسندی کا پردہ فاش کرتا رہا۔
اودھ پنچ کی قومی محبت کے وسیع دائرہ مین ہندو مسلمان سب شامل تھے۔ ہندوون
کے تہوارون کی آمد کی خوشی مین اودھ پنچ عید اور شب برات کے استقبال سے کم
سرگرمی نہین۔ ظاہر کرتا تھا۔ ہولی اور بسنت کے زمانہ مین اسکا پرچہ سُرخ اور
زعفرانی رنگ کے کاغذ پر شائع ہوتا تھا اور رنگین مزاج نامہ نگارونکے ساقی نامہ
اور ترانے وغیرہ ہفتون تک چھپا کرتے تھے۔ اودھ پنچ ہندو مسلمانون کے قومی
اتفاق کا ہمیشہ سے معین تہا اور اگر دونون قومون مین کوئی نزاعی امر پیش ہوتا تہا
تو اسے ہنسکر اُڑا دیتا تھا۔ انڈین نیشنل کانگرس چونکہ قومی اتفاق کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی
لہذا یہ اس پولیٹکل تحریک کا دل و جان سے مددگار تھا۔ اسی صوبہ مین

وہ بعض صورتون مین قابل اعتراض ضرور ہو مگر نفس مضمون کو دیکھتے ہوئے یہ ماننا پڑیگا کہ اودھ پنچ کی شکایت بے بنیاد نہ تھی۔

تیسرے ہنگامہ کی رونق داغ کی شاعری سے ہی۔ اودھ پنچ نے داغ کی شاعرانہ عظمت کبھی تسلیم نہین کی۔ اسکا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک طرف تو اودھ پنچ کی ظریفون کے دل مین لکھنؤ اور دہلی کی قدیم رقابت کا زخم ہرا تھا۔ اور دوسرے جانب داغ کے شاگرد اپنے استاد کی شاعری پر تمام لکھنؤ کو قربان کر چکے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاگردون کی بدمذاقی کا خمیازہ غریب استاد کو اوٹھانا پڑا اور اودھ پنچ کے صفحون سے اعتراضات کی چنگاریان عرصہ تک اُڑا کین جنکا رُخ داغ کی شاعری کے علاوہ اسکے حسب و نسب اور صورت و سیرت کی طرف بہی تہا۔ ان اعتراضات سے داغ کی شہرت مین فرق نہ آیا مگر تہوڑے زمانہ تک ہنسنے ہنسانے کا مشغلہ قائم رہا۔

اودھ پنچ کا آخری یادگار معرکہ گلزار نسیم کا مباحثہ ہی۔ اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ لکھنؤ کے مشہور فسانہ نویس مولانا شرر نے گلزار نسیم کی زبان اور شاعری پر اعتراض شائع کیے اور اسی کے ساتھ تاریخی حیثیت سے یہ بھی لکھا کہ یہ مثنوی اصل مین آتش کی تصنیف ہی نسیم کا نام محض فرضی ہی۔ اودھ پنچ نے اپنی پرانی وضع کے مطابق ان اعتراضات کا خاکہ اُڑایا اور سب سے بڑی گرفت یہ کی کہ اگر یہ مثنوی آتش کی تصنیف ہی تو اسمین زبان اور محاورے کی شرمناک غلطیان کس طرح نظر آتی ہین۔ مولانا شرر نے اس اشارہ کو کافی نہ سمجھا اور اس عنوان سے جواب دیا کہ فریقین کی طبیعتین جوش پر آگئین اور اودھ پنچ کی بجھتی ہوئی آگ کچھ ایسی بھڑک اوٹھی کہ اسکی آنچ دور دور تک پہونچی۔ گلزار نسیم کا قصہ تو درکنار رہا مولانا شرر کی زباندانی اور شرنگاری پر

قرار دیکر اسکے بانی کو "پیر نیچر" کا خطاب دیا اور "نیچریہ مذہب" کا مضحکہ اڑانے
مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا۔ اسی طرح پردہ کی اصلاح اور تعلیم نسوان وغیرہ کے
متعلق جو تحریک اہل اسلام مین مغربی تہذیب کے اثر سے پیدا ہو گئی تہی اسکی بہی
سخت مخالفت کی۔ پردہ کی رسم کی تائید مین حضرت اکبر کے ذیل کا قطعہ
زبان زد عام ہی ؎

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بیبیان ۔۔۔ اکبر زمین مین غیرت قومی سی گڑ گیا
پوچہا جو اُنسے آپکا پردہ وہ کیا ہوا ۔۔۔ کہنے لگین کہ عقل پہ مردون کے پڑ گیا

اسے پڑھکر اصلاح پسند لوگ اپنے دانت پیسا کرین مگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس سے
زیادہ لطیف ظرافت کا نمونہ اودھ پنچ مین مشکل سے ملیگا۔ کاشکے یہ خداداد جوہر
اصلاح و رفاہ کی کوشش مین صرف ہوتا۔

اودھ پنچ کی ترقی و وقعت کا راز بہت کچہہ اسکے اڈیٹر کی ذات کے ساتھہ وابستہ ہی
منشی سجاد حسین کا مزاج عجب صفات کا مجموعہ تہا۔ خلقی ذہانت اور طباعی کے علاوہ
زندہ دلی اُنکی گھٹی مین پڑی تہی۔ مصیبت و تکلیف کے زمانہ مین بہی کبہی کسی نے
اُن کے چہرہ پر سوائے مسکراہٹ کے افسردگی کی شکن نہ دیکہی بیماری کی زمانہ مین
اگر کوئی مزاج پوچہتا تہا تو کہتے تھے کہ زندگی کا عارضہ ہی اور اپنی تکلیفون کا حال اسطرح
بیان کرتے تہے کہ سننے والے کو ہنسی آجاتی تہی دوا دعلاج سے مایوس ہو چکے تھے مگر
کہتے تھے کہ یہ سلسلہ محض اسلیے جاری رکھا ہی کہ باضابطہ موت ہو۔ بلا علاج مرنے کو
بے ضابطہ مرنا کہتے تہے اس زندہ دلی کے ساتھہ تنگ نظری اور تعصب سے کوسون
دور رہتے تھے۔ دنیا کے ناہموار رو کا واک پہلو اُن کی نگاہون مین خود بخود کھٹکنے

منشی سجاد حسین مرحوم کانگرس کے رکن تھے اور باوجود بہت سے انقلابات کے جنکے
دھکے سے اکثر قدم ڈگمگا گئے منشی صاحب موصوف آخر دم تک اپنی وضع پر قائم رہے
ابتدا مین جب سرسید مرحوم نے اپنی زبان وقلم کے جادو سے اہل اسلام کا دل
کانگرس کی طرف سے پھیر دیا تھا اُسوقت سوائے اودھ پنچ کے کوئی اسلامی اخبار ایسا
نہ تھا جو علیگڈھ کے پولیٹکل ہمپیر کا کلمہ نہ پڑھتا ہو ۱۸۸۸ء مین جب سر آکلنڈ کالون
سرسید مرحوم اور رسفت کے گنہگار راجہ شیو پرشاد کانگرس کا طبقہ اُلٹنے کی فکر مین تھے
اُس وقت ہندوستانی کے مضامین اور پنڈت اجودھیا ناتھ مرحوم کی دھوان دھار
تقریرون کے علاوہ اودھ پنچ کی شمشیر برہنہ اس قومی تحریک کی تائید مین اپنے
جوہر دکھا رہی تھی ۱۸۹۹ء مین جب کانگرس کا اجلاس لکھنؤ مین ہونے والا تھا
تو شہر کے چند سن رسیدہ بزرگون نے اسکی مخالفت کا غلغلہ بلند کیا۔ اس مخالفت
کی تردید مین ہندوستانی اور ایڈوکیٹ مین پند ونصائح کے دفتر کھل گئے
لیکن ان واعظانہ فہمائشون کے مقابلہ مین وہ مضمون زیادہ کارگر ہوا جو اودھ پنچ
مین "انڈے بچے والی چیل چلہار" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اکثر مزاج ایسے
ہوتے ہین جو بحث ومنطق کے کڑوے گھونٹ نہین قبول کرتے ہین مگر ظرافت کی
چاشنی سے راہ راست پر آجاتے ہین۔ اس صوبہ کے پولیٹکل بحث وتحریک مین
اس خدمت کا انجام دینے والا اودھ پنچ تھا۔ مذہبی اور قومی رسم ورواج کی اصلاح کی بابت مین اودھ پنچ کا
وطیرہ زمانہ شناسی کی رفتار سے الگ تھا۔ اسنے محض علیگڈھ کے پولیٹکل مسلک کی
مخالفت نہین کی بلکہ سرسید مرحوم کے نورانی دماغ سے جو مذہبی اصلاح کی
شعاعین نکلین اُن پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ علیگڈھ کالج کو لامذہبی کا مرکز

بند ہوتا ہوا دیکھین مگر واقفکار جانتے ہین کہ آخر دس بارہ سال مین اودہ پنچ مین سوائے خسارہ کے کوئی نفع کی مد نہ تہی۔ منشی صاحب موصوف نے ایک خط منشی بالکمند گپتا مرحوم کو لکھا تھا جو زمانہ مین شائع ہوا تہا۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودہ پنچ کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے تھے۔ لکھتے ہین

"مکرمی تسلیم۔ خط پہنچا۔ بہت بجا ہی۔ اودہ پنچ مردہ ہاتھون سے اس لئے نکلتا ہے کہ کوئی اُٹھانے والا نہین۔ دو اک سطرون کے سوا نہ ہاتھ سے لکھ سکتا ہون نہ مُنہ سے بول سکتا ہون۔ کچھ نوکر ہمت کر کے نکال دیتے ہین دس سال سے فالج مین گرفتار لب گور ہون۔ جب کسی طرف سے اطمینان نہین تو کیا انتظام ہو سکے۔ اخبار صرف اسلیے نکالتا ہون کہ جیتے جی مر نہین سکتا۔ ورنہ اس عارضہ کے ہاتھون ع

مجھے کیا بُرا تہا مرنا اگر ایک بار ہوتا

اودہ پنچ زندہ اخبارون مین نہین کہ اسکا ذکر ہو۔ ہان گذشتہ زمانہ مین کچھ تہا"

مگر یہ حالت کب تک قائم رہتی۔ آخر کار مرنے سے دو سال پیشتر شکستہ دل اڈیٹر کو اودہ پنچ کا جنازہ اپنے مردہ ہاتھون سے اُٹھانا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ ضعیف جسم مین خون کے دس بیس قطرہ ضرور باقی تھے مگر گرہ مین ایک پیسہ نہ تہا۔ اودہ پنچ چلتا تو کس طرح چلتا۔ گو کہ باوضع اڈیٹر کی باوجود لب گور ہونے کے یہ تمنا ضرور تہی کہ

لکھتے تھے اور اون کی یہ مذاق طبیعت کو بلا لحاظ قوم وملت بیتاب کر دیتے تھے
غیر کا ذکر نہین ان کے دلی دوستون اور عزیزون کو اکثر انکی بذلہ سنجی کا مزا چکھنا پڑا ہی
دوستون کی محبت اور قدر شناسی کی بدولت اُنھین ابتدا ہی مین اتنے ذہین اور
طباع نامہ نگار مل گئے جو ایک وقت مین شاید کسی دوسرے اخبار کو کم نصیب ہوے ہونگے
یہ لوگ محض اودھ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے بلکہ اسکے جان نثارون مین تھے۔ اسے
اپنا اخبار سمجھتے تھے اور کسی دوسرے اخبار مین لکھنا کسرشان سمجھتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ
بعد یہ رنگ قائم نہ رہا۔ بقول شاعر

کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

دس بارہ سال بعد اودھ پنچ کے شباب کی دوپہر ڈھلنا شروع ہوئی اور اس کے
نامہ نگارون کا شیرازہ درہم وبرہم ہونے لگا۔ ستم ظریف الہجر نے مرنے سے پہلے ہی
لکھنا کم کر دیا تھا۔ جوانی کی بیفکری دوسرے نامہ نگارون کا ساتھ عرصہ تک نہ
دے سکی اور رفتہ رفتہ اودھ پنچ کے صفحے قدیم طرز کے پُرانے مضامین سے خالی
نظر آنے لگے۔ جو کچھ رہی سہی آب وتاب باقی تھی منشی سجاد حسین کی علالت نے
اُسکا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس مین کلام نہین کہ اس مٹی ہوئی حالت مین بھی اودھ پنچ
کا نام بکتا تھا اور جب کبھی کوئی مضمون اسکے اڈیٹر کے قلم سے نکل جاتا تھا تو اُسکی
دھوم ہو جاتی تھی۔ علاوہ اسکے کبھی کبھی منشی احمد علی شوق نواب سید محمد آزاد اور
حضرت اکبر کے نظم ونثر کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ مگر اودھ پنچ کی
مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی۔ منشی سجاد حسین کی حمیت وغیرت
نے یہ گوارا نہ کیا کہ جب تک اُنکے دم مین دم ہے وہ اسے اپنی آنکھون کے سامنے
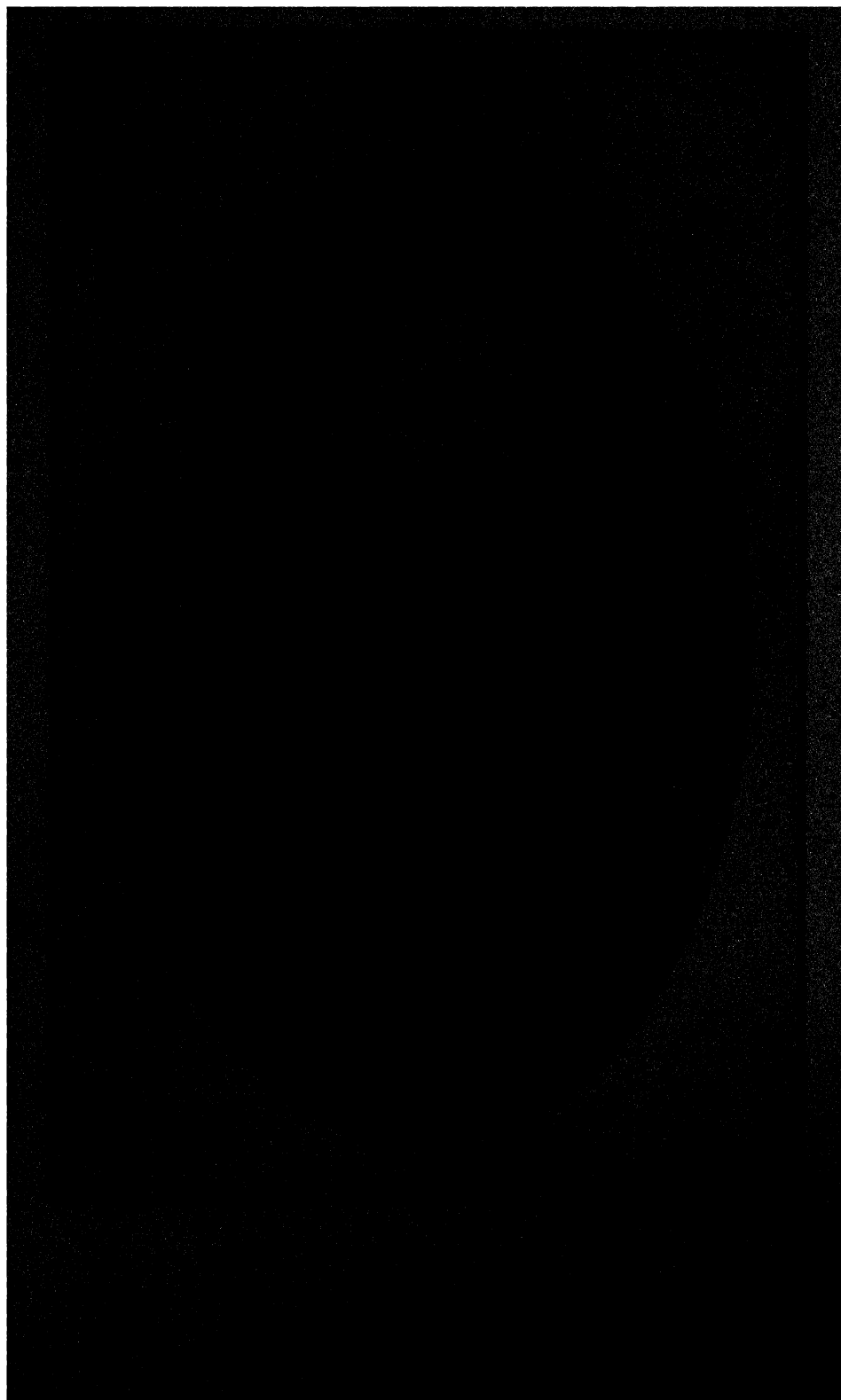
گو ہاتھ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی۔
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

خیر اودھ پنچ کا جاری رہنا تو درکنار۔ یہ وہ نازک زمانہ تہا کہ اگر اودھ کا ایک عالی ظرف رئیس جسکی فیاضی ضرب المثل ہی دستگیری نہ کرتا اور دو ایک پرانے دوستون کی محبت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اودھ پنچ کا اڈیٹر نان شبینہ کا محتاج رہکر دنیا سے سدھارتا۔

غرضکہ چھتیس سال تک زبان اور قوم کی خدمت کرکے اودھ پنچ نے دنیا کو خیرباد کہا اسوقت اُردو زبان مین بہت سے قابل قدر اخبار موجود ہین مگر اودھ پنچ کی جگہہ خالی ہی اور زمانہ کا رنگ کہہ رہا ہی کہ عرصہ تک یہ جگہہ خالی رہیگی۔

مگر اُردو زبان کی تاریخ مین یہ زندہ دلی کا افسانہ ایک یادگار افسانہ ہے اور اسکی یاد قدردانون کے دلون سے آسانی سے فراموش نہین ہوسکتی۔

آج اودھ پنچ ہماری نگاہون کے سامنے نہین۔ مگر اسکے تذکرہ سے سخن سنجون کی محفل خالی نہین۔ ؎

بھر گئے آنکھون مین مشتاق گذشتہ نشہ مین
دور جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا

چکبست لکھنوی

منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم

ایک خوشحال و عالی خاندان سے تھے۔ آپکے والد منشی منصور علی صاحب عہدۂ ڈپٹی کلکٹری
پر معمور تھے اور بعد پنشن کے ایک عرصے تک حیدرآباد میں عدل جج رہے۔ آپکے ماموں نواب
فدا حسین خان صاحب کرہ لکھنؤ کے ایک معزز وکیل تھے حیدرآباد میں عہدۂ چیف جسٹس تھا
تھے اور ریاست میں آپکا بہت اعتبار تھا۔ منشی سجاد حسین کاکوری میں ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے
اوائل عمر میں زیر نگرانی نواب فدا حسین صاحب لکھنؤ میں تعلیم پاتے رہے۔ ۱۸۷۳ء میں
انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور کچھ دنوں تک کیننگ کالج میں ایف۔ اے کی تعلیم بھی
پائی لیکن طبیعت انگریزی سے اُچاٹ ہو گئی اور ایف۔ اے کے امتحان میں شریک نہ ہوئے
کالج چھوڑ کر تلاش معاش میں فیض آباد پہونچے اور وہاں فوج میں اردو پڑھانے پر
منشی مقرر ہوئے۔ لیکن طبیعت کو اس شغل سے کیا مناسبت ہو سکتی تھی سال بھر کے
اندر ہی اسکو خیرباد کہکر اودھ پنچ کے شائع کرنیکا ارادہ کیا۔ منشی محفوظ علی صاحب جو حیدرآباد
میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے اور جنکی عنایت اور توجہ سے ہم کو یہ حالات معلوم ہوئے ہیں اس کام میں
آپکے شریک تھے اور انہیں کے مشورہ و شرکت سے ۱۸۷۷ء میں اودھ پنچ کی بنا پڑی
منشی صاحب نے پنچ کے لئے پہلے ہی سال میں ایسے ایسے سحر البیان و جادو رقم
نامہ نگار ڈھونڈھ نکالے کہ جو اُردو نظم و ادب کے آسمان پر چاند سورج ہوکر چمکے
انہیں سے پنڈت تربھون ناتھ ہجر۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ نواب سید محمد خاں صاحب
آزاد۔ سید اکبر حسین صاحب اکبر۔ منشی احمد علی صاحب شوق۔ منشی جوالا پرشاد برق
منشی احمد علی کسمنڈوی کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ پنڈت رتن ناتھ
سرشار بھی اول دو سال تک پنچ نظم و نثر سے اودھ پنچ کی سرفرازی کرتے رہے
لیکن عرصے کے بعد کچھ رنجش پیدا ہو گئی اور یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ منشی صاحب
[illegible] کے ایک [illegible] کے اول درجے کے [illegible] تھے۔ نظام معاشرت
میں [illegible] مغربی تہذیب کے مخالف تھے۔ [illegible] ء میں

کہلے خط وسربستہ مضامین

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

مولوی گلیڈاسٹن صاحب طول عمرہٗ۔ دعاے خیر نصیب شما باد۔ ایسے زمانے مین جبکہ چارون طرف سے ہواے شر و فساد۔ ہر ملک سے سموم بغض و عناد کے جھونکے آرہے ہین۔ تمہارے حق مین اس سے بڑھکر مناسب دنیا مین شائد ہی کوئی اور دعا ہوگی۔

تم غالبًا واقف ہوگے اور اگر نہین تو اب کان پھٹ پھٹا کر سن لو کہ یہ تمہارا بوڑھا خرانٹ۔ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ فلسفی۔ حکیم۔ مؤرخ۔ پولیٹشن۔ اور خدا جانے کیا کیا دوست۔ ایسا تاریک خیال اور نامنصف نہین کہ محض ضد۔ ہٹ دھرمی۔ استبداد سے کسی معاملے مین اک طرفہ راے قائم کرے۔ اور اوسکے دوسرے پہلو کی طرف سے عمدًا اور ارادۃً اپنی دوربین اور باریک بین آنکھین بالکل بند کرلے۔ آجکل ہزارون دوست ہین تو لاکھون تمہارے دشمن دشمن اچھا کہتے ہین تو بیسیون برا بھی۔ مگر یہ سب ہوا کے رُخ اپنا جہاز راے چلاتے انصاف کا انجن ہرگز کام مین نہین لاتے۔ لیکن یہ تمہارا اور اپنی ملکہ معظمہ کا سچا بے میل۔ پکا۔ سولہ آنے ڈبل۔ دوست۔ خیر خواہ۔ جان نثار۔ اور دم تیغ ان عیوب سے ایسا دور ہی جیسا روس۔ ایمان۔ یا ہندوستان نمک حرامی سے مصلحت وقت۔ دسترس انجام کار۔ سب باتون پر غور کرتا۔ اور تمہاری [illegible] مشکلات عہدہ کو خوب جانتا بوجھتا ہے۔ [illegible] صورت نہین بنایا جاتا ہے

نیشنل کانگرس مین شریک ہوے اور مرتے دم تک اسکے حامی رہے ۱۹۱۰ء مین
پہلی مرتبہ فالج گرا لیکن چند ماہ بیمار رہکر اچھے ہوگئے سنہ ۱۹۱۲ء مین فالج کا دوسرا دورہ
ہوا کر جسنے تندرستی ہمیشہ کے لئے تباہ کردی۔ اسوقت سے بولنے کی قوت قریب قریب
بالکل جاتی رہی تہی۔ گو گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تھے لیکن بات سمجھہ مین نہین
آتی تہی مگر چل پہر سکتے تھے اور دماغ اپنا کام برابر کرتا تہا۔ متواتر علالت
ضعف و دیگر مکروہات زندگی کی وجہ سے آخری زمانہ نہایت مصیبت و پریشانی
کا گذرا و بالآخر سنہ ۱۹۱۲ء مین اودہ پنچ بند کرنا پڑا۔ اسکے بعد حالت روز بروز
بُری ہوتی گئی اور ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کو اس دار المحن سے کوچ کیا ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنے والے مین

منشی محمد سجاد حسین صاحب اُردو اخبار نویسی مین طرز مذاق و ظرافت کے
موجد۔ لکھنؤ کی زبان اپنے رنگ کے اُستاد تھے اور اودہ پنچ کے ذریعہ سے جو
خدمات اُردو لٹریچر کی آپنے کین وہ جو قابل قدر اضافہ اس زبان مین آپکی
کوششون کے بدولت ہوا اس قابل نہین کہ آسانی سے بھلا دیا جاوے۔
آپکی سب سے بڑی خوبی یہ تہی کہ آپنے اپنا دامن شہرت مذہبی تعصب سے
خواہ پولٹکس ہو یا لٹریچر ہمیشہ صاف و پاک رکہا اور آزادی و ایمانداری
کو کبھی بھولے سے بھی ہاتھہ سے نہ جانے دیا جو وضع اختیار کی اُسکو مرتے دم تک
نبہایا کسی حالت مین اصول سے مُنہ نہ موڑا۔ بلا کی شوخ طبیعت پائی تہی اور ظرافت
و ظرافت تو گویا مزاج کا خمیر تہی۔ نہایت پریشانی و تنگی کی حالت مین بھی
حتی المقدور خندہ پیشانی رہتے و مذاق سے باز نہ آتے تھے منشی جوالا پرشاد
برق مرحوم سے نہایت درجہ کی خصوصیت تہی۔ آپ کے قدر دانون مین
آنریبل پنڈت بشن نراین در آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خان صاحب بہادر
والی ریاست محمود آباد و آنریبل بابو گنگا پرشاد ورما مرحوم کے نام نامی
خاص طور سے قابل ذکر ہین

فارن پالیسی کا مزعفر اور متنجن کیونکر خوشگوار چاشنی پیدا کرتا ہی۔ کہتے ہین جو کوئی چھچھوندر مار ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ سے لذت جاتی رہتی ہی۔ شاید ایسا ہی ہوا ہو۔ مگر اب یہ ضرورت بیشک معلوم ہوتی ہی کہ پہلے اچھا باورچی ورکابدار سب طیار کرے۔ پھر دسترخوان لگانے اور خاصہ چننے کو تم بلالیے جاؤ تم ہرگز اس لائق نہین کہ دونون کام تمہارے سپرد ہون۔ یہ خدمت کچھہ کنسرویٹو ہی خوب جانتے ہین۔ لیکن سر دست کچھہ کرتے دہرتے نہین بنتا۔ اس دفعہ کی الٹ پھیر مین تمہارا تو وہی حال ہوا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند

کھانا طیار۔ نہ سامان درست۔ مگر دعوت (جنگ) کی وہ دہوم دہام کہ عالم گونج رہا ہی۔ (ناخواندہ) مہمان ہین کہ چلے آتے ہین۔ بلکہ ایک آدھ تو آستین ہاتھہ دہوئے قرار واقعی تھپے مارنے پر مستعد ہین۔ نظر غور سے دیکھا جائے تو تمہارا قصور نہین۔ جن لوگون نے اس دفعہ تمکو بلایا اور وہ سمجھے کہ کھانا تو اس دفعہ رکابدارون نے ہنوز طیار نہین کیا۔ ہم اونکو باورچیانے سے کیون نکالے دیتے ہین۔ اب عین وقت پر کون ہتھیلی پر سرسون جمانے آتا ہی۔

اشارہ کنایہ برطرف صاف صاف یہ ہی کہ آجکل تمہارے واسطے بڑے بڑے افکار آموجود ہوئے۔ گو خزانہ۔ وفوج وقوم ہر طرف سے اطمینان ہے مگر سمجھہ لو شیطان مارتا نہین پریشان تو ضرور کرتا ہی۔ خیر اسکی نوبت خدا نہ لائے فی الحال لبرل الرایون نے تمکو اور بہی بوکھلا رکہا ہی۔ جو ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی اوٹھاتا ہی۔ مگر صلاح کی صلاحیت ایک مین نہین۔ سب اپنے

اول جب واقعی اوسمین صفت بنائے جانے کی پائی جاتی ہو۔ اور کھلی بازا اپنے ڈھب کا اوسے پاتے ہون۔

دوسرے اگرچہ وہ فی الحقیقت اس قابل نہو۔ مگر اتفاقاً کچھہ حرکات سکنات یا معاملات کی ظاہری صورت ایسی ہوجائے کہ لوگون کو غلط فہمی واقع ہو۔ بہرنوع دل لگی بازون۔ دور سے تماشا دیکھنے والون کا او کہین نہین گیا جہان تک میرا تجربہ ہے۔ اور مین تمہارے افعال ماسبق وحال پر انصافانہ غور کرتا ہون۔ کہہ سکتا ہون کہ تم بیچارے درحقیقت ایسے ہرگز نہین جیسا تمکو آجکل لوگ خیال کرتے ہین۔

مگر اسمین بہی کلام نہین کہ تم بن گئے اور خوب بن گئے۔ بخت واتفاق کو کوئی ڈذریلی روک سکتا ہی۔ نہ گلیڈ اسٹن۔ مگر اتبو بدنامی کا ٹوکرا تمہارے ہی سر ہے۔ اور سچ بہی یہی کہ اُسکے مستحق بہی تم ہی ہو۔ مین نے تمہاری فارن پالیسی کبہی لائق ستائش نہین پائی۔ رفاہ وفلاح۔ آرائش وزیبائش۔ ظاہری ٹیم ٹام۔ اوپری لیس پوت کے واسطے تمہاری ذات مخصوص ہے۔ مگر اسکے لوازم اور مصالحون کی فراہمی اور ترکیب سے تم ایسے محروم جیسے ہندوستانی جورت سے۔ تم پولیٹکل دسترخوان کے اچھے خانسامان اور ہوشیار خدمتگار ہو۔ پکا پکایا کہانا۔ طیار ہانڈی تم خوبی سے چن سکتے ہو۔ مگر ہانڈی پکانے اور چیز طیار کرنے کے نام سے خاک دہول بکائن کے پھول۔ تم نہین جانتے کہ طرح طرحکے کہانون کے واسطے کون کون مصالحہ کیونکر پیسا اور ترکیب دیا جاتا ہی۔ کبابون مین کس چیز سے گلاوٹ آتی ہی۔ پلاؤ کو دم کیسے دیتے ہین۔

کیا وجہ کہ مہدی ملک مانگتا ہی نہ سلطنت۔ اوسکو تو تجدید اسلام کا خبط ہے۔
اودہر اطمینان ہوا کہ ملّے اور ٹرکی پر لپکا۔

وسط ایشیا مین تمہاری کارروائی چندان قابل اعتراض نہین۔
اوسکی وجہ یہ کہ تم نے کچھ کیا ہی نہین۔ اچھا یا برا کیا کہا جاوے۔ باقی اِس
کاہلی سے جو نتائج پیدا ہوئے۔ وہ بلاشبہہ تمکو مجرم ٹھراتے ہین۔ اسکی وہی مثل
"دو کچھ نکرنا بھی بُرائی کرنا ہے" جہانتک تمہارا بس رہا ہاتھہ پانون نہ ہلائے۔
مگر ابتو روس منحوس کے سر جا کر شیطان چڑہا۔ ابتو وہ خواہ مخواہ افغانیان
کو پچھاتا ہے۔

چونکہ یہ مضمون طویل ہی اور مین سمجھتا ہون تمکو بہی آجکل کام کی کثرت ہی
مین اس خط کو ناتمام چھوڑتا ہون۔ اس بحث کو دوسرے خط مین لکھکر ان
سب کے علاج بتاؤنگا۔ تم گھبرانا نہین۔ دیکھو اوسان نہ جانے پائین۔
گرنیول ایسے وقت مین کام کا آدمی ہی۔ ڈفرن کی مستعدی قابل صاد۔
زیادہ عمرت دراز باد۔

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

نمبر ۲

مولوی گلیڈاسٹن صاحب ظوکلمرہ۔ دعاے ہمت و جرأت
مین اپنے پہلے خط مین وعدہ کرچکا تہا کہ دوسرے ہفتے اپنے خیالات روشن
سے تمکو مستفیض کرونگا۔ تم سمجھو کہ پولیٹکل معاملات پہ منحصر نہین عموماً ہر کام مین
ایفاے وعدہ وراستی تقریر و تحریر فی زمانا جوہر انسانی تصور کی جاتی ہی

دل کی آرزو پیش کرتے ہین اور تم جانو صلاح و آرزو مین بہت بڑا فرق ہے
اس لحاظ سے مین اپنے دست و قلم کو تکلیف دیتا۔ اور تمہاری دماغ خراشی
کرتا ہون۔ تم جانتے ہو فارن معاملات آجکل کیسے پیچیدہ ہورہے ہین۔
مصر اور وسط ایشیا کے معاملات تو سمجھو۔ دو بڑے ستون ہین جو جمعہ مسجد کی طرح
دور ہی سے سربلند کیے کہڑے ہین۔ باقی ٹرکی کا تذبذب۔ فوج کی حفاظت
مین امیر کی تحاشی۔ برہما مین کشیدگی۔ مغربی افریقہ مین جرمن کی بیہودگی
یہ سب امور اگرچہ فرداً فرداً خفیف ہین۔ مگر بہیئت مجموعی اطمینان خاطر کے
دشمن جانی ہین۔ بُرا نہ لگے تو مین صاف کہون کہ اکثر یہ دقتین تمہاری قوم کے
غلط قیاسات اور تفرضات سے پیدا ہین۔ تم نے جو کچھ کسی قوم یا معاملہ کی نسبت
رائے قائم کی وہ اکثر غلط نکلی۔ چنانچہ مصر کا معاملہ لیجیے تم بغاوت کو قومی نہین
شخصی سمجھے۔ مگر دیکھا۔ ایک عربی گیا۔ مہدی سودائی (یا سوڈانی) آیا۔ اوسکو زیر
کرو دیکھو کل ہی عثمان دغما موجود ہے۔ عثمان کو بھگاؤ یا گرفتار کرو۔ دوسرے
کوئی انکے بھائی بند بلائے بوغما پیدا۔ پھر آجتک خیال کرو کتنی فتحین پائین۔
کتنی شکستین دین۔ باغیون کو کیسے کیسے کنوین جھکائے لیکن بارہ برس بعد کتے
کی دم وہی ٹیڑہی۔ جب دیکھا مصر کا قوام وہی بگڑا ہوا۔ کوئی بادشاہ ہو۔
صاحب تخت و تاج ہو۔ اُسکو زیر کیا۔ تخت و تاج لے لیا دار السلطنۃ پر قبضہ کیا
یہان سب اک سرے سے لنگوٹی بند۔ خانہ بدوش۔ ادہر سے بھاگے ادہر ہوئے۔
ادہر سے آئے ادہر ہو رہے۔ بھلا ایسون سے اولجھنا اپنی بات کھونا نہین تو
اور کیا ہی اگر کسی حصہ ملک کو انکے حوالے بھی کردیا تب بھی مطلب حاصل نہوگا

پولیٹکل قربانی

اسمٰعیل (پاشا خدیو مصر) ع - راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہے

لہذا زیادہ زحمت کش انتظار نہین رکہتا - اور مخاطب کرتا ہون -
مین نے اپنا سلسلۂ سخن اوس دفعہ وسط ایشیا تک پہونچکر چہوڑا تہا -
یہ وہ مقام ہی کہ جس نے بہتون کے جی چہوڑا دیے ہین - اس سے تم اپنی
طرف کوئی اشارہ نہ سمجہنا - میرا دستور ہی کہ ہرکس و ناکس سے بتیے کی دل لگی
نہین کرتا - کیونکہ اس سے انسان اپنے ہی دل مین خجل ہوجاتا ہے -
اور مجھے سر دست شخصی - قومی - ملکی - سب مصلحتون سے تم کو بد دل کرنا
منظور نہین - کیا وجہ ایک تو تم یونہین صورتا سیرتا بچہیا کے باوا تھے -
اُسپر آجکل کی چکر گہنیون نے اور بہی کولہو کا بیل بنا دیا ہی - برداشتہ خاطر تو
ہو ہی رہے ہو - اگر ووٹ آو کریڈٹ کی ٹہرائی تو یقینی قوم سے ہنسی خوشی
رخصت ہو - ہوارڈن کیسل مین تیشے سے نجاری کرنا شروع کردوگے -
دل لگی بازون کا کیا بگڑے گا - یہان کارسلطنت مین خلل کا اندیشہ ہے
اور سب سے بڑہکر تو یہ سمجہ لو کہ آج تم نے استعفا ردا خل کیا اور کل روسی
ہرات پر قابض - وہ لوگ بڑے قابو پرست اور بیباک موقع شناس ہین
تم وقت گذر جانے کے بعد گُدی کی طرف چوٹی ڈہونڈہتے ہو - وہ دو قدم
آگے سے اوسکی پیشانی والے چار بال اس پہرتی اور چالاکی اور استواری
سے پکڑتے ہین - جیسے ہمارے مسٹر ٹیپو کا ڈوریا اپنی نازک بدن زوجۂ
محبوبہ کے جھونٹے - جب وہ شخص از راہ غمزۂ و عشوہ کسی دن اوسکے واسطے
کہانا نہین پکاتی -
اچہا اب مصر سے چلو - واقعی اگر تم مین کچہ انصاف و شرم و کانشنس ہے

تو تمہارا دل ہی جانتا ہو گا کہ اس ذراسی پھنسی نے کیسا دل باندھا ہے
اور زمانۂ تہذیب مین کیا کیا سفاکیان کرائی ہین۔ اسکی وجہ یہ ہی بعض دفعہ
پھنسی اپنی جسامت کی وجہ سے تو بہت خفیف سی ہوتی ہی۔ مگر موضع اور موقع
کے بدولت بڑے بڑے کاربنکل اور پھوڑون سے گوی سبقت لے جاتی ہے۔
مصر بجاے خود کچھہ نہ سہی۔ اوسکی سوزرائین یا دریعنی سلطان کچھہ تو اپنے ہاتھون
اور کچھہ خود غرض دغاباز دوستون کی بدولت چندان قابل خوف وخطر نہین
مگر یہ بھی معلوم رہے کہ تمہاری یورپین طاقتین سب مصر کے معاملات مین حصہ
بخرہ لگانے کو موجود ہین۔ وہان یورپ کی ناک پر بیٹھکر تم چاہو کہ کوئی ایشیا
کی سی کارروائی بے غل وغش کر جاؤ یہ محال ہی۔ دوسری بات یہ کہ ہمکو اپنے
زمانۂ طفولیت کا واقعہ یاد ہی۔ کہ ایک دفعہ ہمارے دوستون مین کنکوا لڑتا تھا۔
تم جانو جہان کنکوا لڑتا ہی۔ کٹے کنکوے چٹانے یونہین ہاتھہ کی صفائی دکھانے
کو بازاری لونڈے لاڑی بھی اردگرد اپنی دمڑچی اور دہیلچی کنکیان بڑہائے
رہا کرتے ہین۔ ایک صاحب اس بلا کے جلدباز اور عجلت پسند تھے کہ جب تک دوسری
طرف پیچ پڑے آپ اونہین کنکیون سے اولجھہ جائین۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے۔
اچھے اچھے شدہ کنکوے اور نفیس مانجھا اسی مین صرف ہو گیا ہی۔ اور جب
اودہر کا سر پہ تڑتڑایا تو حضرت ہاتھہ لگانے کی جگہ ہاتھہ ملنے لگے۔
پس مصر کی کارروائی بہت کچھہ اس سے مشابہ ہی۔
ہان یہ سچ ہی کہ یہ ساری گل افشانیان تمہاری ہی جودت طبع کا نتیجہ نہین
یہ قضیہ بھی گذشتہ وزارت نے ترکہ چھوڑا ہی۔ اور تم بیپاری کے سر پڑا

اب رہی کوئی اور یورپین طاقت خانۂ خود مطلبی خراب۔ ابتو برابر والون کے ساتھہ یہ حال ہے ؎

اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سی منع کرتی تہ　　اکیلے پہر رہے ہو یوسف بی کاروان ہو کر

ہان ایک اٹلی ہی۔ سو میرے نزدیک چہ خفتہ چہ بیدار۔ عقلا کے نزدیک کچھ نہ سہی۔ مگر حال مین فرانس نے تمکو زک فاش دی۔ فرانسیسی اخبار بند کروا کر مصر سے معذرت کرانا داب شاہنشاہی کے خلاف تہا۔ مگر تم سی ہمکو اول روز وزارت سے ایسی ہی امیدین تہین۔ وزارت سابق مین تم امریکہ والون سے کہا بدے۔ جنیوا مین چند چلتے پُرزے جمع ہوئے اور تمہاری سلطنت کو الباما کا تاوان دینا پڑا۔

وزارت حال پر آنے کے کچھہ روز پہلے تمنے سلطنت اسٹریا کو سخت سست کہا تہا۔ منسٹری نصیب ہوتے پر تمہاری پہلی حرکت کا تاوان دینا پڑا۔

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

پس تمنے تو بار باشا سے معذرت کرالی تو کون نئی بات کی۔ جسنے اپنی ٹوپی اوتار لی اوسکو اور کا کیا خیال۔

لیکن حال کی پیچیدگیون کو دیکہتے تمنے کمال حلم اور بردباری کی اسپر میرا صاد ہے۔ مین اس کارروائی کا مخالف نہین۔ واقعی ایسا ہی چاہیے تہا۔ کاش خدا تمہاری ایسی ہی موقع شناس عقل رکھے۔ جس دہن اور ڈہرے پر ہو اُسی پر قائم رہو۔

لیکن یہ بہی تو سمجہہ لو آخر قوم نے ایسی ہی ایسی خرابیون کی درستی کے واسطے تو تمکو قلمدان وزارت دلوایا- اور تم نے قبول کیا-

علاوہ اسکے بہت سی بے عنوانیان تو خاص تمہارے ہی صدقے مین واقع ہوئین- بہلا جنرل گارڈن کو بہیجکر تم خاموش ہو رہے- پہر اوس بیچارے کی خبر بہی نہ لی- آخر مروا ڈالا اس سے تمہاری کتنی بدنامی ہوئی اب بہی دیکہکر تو سر ہیٹر لمسڈن وسط ایشیا مین جہلا رہے ہین- دیکہو جتنا تمہارا فرقہ کشت وخون سے محترز تہا اوسیقدر اب باعث ہوا ہی-

خیر یہ تو داستان پارینہ ہے- اب مطلب کی یہ بات ہی کہ کرنا کیا چاہیے- خداوند کریم تم کو عقل اور ناصحان مفق کی بات پر توجہ دے- تو سب کچہہ درست ہو جائے-

اس امر کا تصفیہ کہ آیا مقصد مہم مصر حاصل ہوا کہ نہین تو میرے نزدیک کوئی نہین کرسکتا- اجی جب کوئی مقصد ہو تب تو دیکہا جاے- وہان سرے سی متزلزل ور مبہم کارروائی تہی- مقاصد بہی اوسیطرح پورے ہوتے رہے- بس اب انتظار ہی کس بات کا کرنا لازم آتا ہی- اب تم اپنی فوج ٹہکانے پہونچاؤ ٹرکی کو اول تو اس لائق نرکہا- دوسرے اگر کسی حکمت عملی سے چاہو گے کہ اسکی فوج وہان بہیجا دو کہ وہ بہی حیران پریشان ہوتی پہرے- تو یہ سمجہہ لو کہ تم وہی غلطی پہر کروگے جو اس فتنۂ عظیم کی بنا ہے-

شائد تم اپنی بطی الفہمی سے اس بلیغ جملے کو فوراً نہ سمجہوگے- مگر مجھے سردست صراحۃً منظور نہین- مناسب ہوا پہر کبہی بتادونگا-

مہدی و عثمان دیغا وغیرہ کی عداوت سینئہ بے کینہ سے آزاد ہو اب جسقدر
قبض و تصرف مین ہی اُسپر ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھکر پھونک دیجاوے۔
اور اوسی طرح اوسکی محافظت کی جاوے جیسے مرغی اپنی ساری جھول
بیٹ کے نیچے چھپائے رہتی ہی۔ اگر حملہ کرو تو دفاعی۔ مقابلہ کرو حفاظتی۔
ساری بلا لینا اور ملک کو اس سے تتر بتر کرکے چھوڑ دینا یہ کس خدا نے بتایا
اور کس ایمان نے سکھایا ہے۔ اب لازم ہی سب افواج دو مقام مناسب
محفوظ پر جمع رکھو۔ کہ مصر والون کے کام بہی لاسکو اور سرحد ہندوستان
کے جھگڑے مین بہی بلا سکو۔

اب رہا روس کا جھگڑا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی کے ساتھہ
حسن عقیدت ہوا کرتا ہی۔ کسی کو اپنے کسی دوست سے ایسی امید ہوتی ہی
کہ سراسر خلاف ترصد حرکات دیکھتا جاتا ہی مگر عقیدت نہین جاتی۔ کوئی
بزرگوار اپنی زوجۂ مقدسی کی جانب سے وہ حسن ظن (زن نہین) رکھتے ہین
کہ آیت حدیث غلط۔ سہ

حکم جوروجی بہ از حکم خداست انچہ جوروجی بفرماید رواست

کسی کو کسی حکیم طبیب ڈاکٹر پر وہ اعتقاد ہوتا ہی کہ صریح حضرت قلم کار تیغ و سنان
کر رہے۔ خدا گنج کی نو آبادی کو ہر روز ہزارون کا چالان بہیج رہے ہین
مگر یہان مسیحاے دوران حضرت ہی ہین۔ کسی کو کسی وکیل صاحب پر اطمینان
ہی۔ کہ معاملہ فہمی سے اسقدر دور جیسے اعمیٰ بینائی سے مگر یہان ہمارے عالم کا
قانون انہین کی نوک زبان پر ہی۔ بعض کو کسی شاعر کا عقیدہ ہو جاتا ہی۔

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۳

مولوی گلیڈ اسٹن طولعمرہٗ - آجکل زمانہ ایسی جلد جلد کروٹین بدل رہا ہی اور تم بھی اُسکے ساتھ وہ قلابازیان کہا رہے ہو کہ معلوم نہین اس تحریر کے پہونچتے پہونچتے چمن دہر مین کون کون جدید گل کہلین - اور کون انوکہے شگوفے سر بلند کرین - اسی جہت سے میری دو دو باتین تم چٹ پٹ اور سن لو - اور اپنا راستہ پکڑو - باقی اتفاقات کا چکر تو کسی کے روکے رُک نہین سکتا - جو جس کام کے واسطے بنا ہی جب عملت موقع پائیگا اپنی علت غائی پوری کریگا -

تم سمجہو - مہدی - عثمان دیغما - زار روس - اور اوسکے ارکان سلطنت ارنیل جرنیل - علی خانوف - کمروف - بیوقوف جنگی بے ایمانی پر ذوف - آخر عالم اسباب مین جہگڑے فساد قتل غارت ہی کے واسطے آئے ہین کہ میری آپ کی طرح علوم - فنون - حکمت - فلسفہ - تہذیب - ترقی کے واسطے جان کہپانے کو شش کرنے - یہ مانا کہ تم نے درگذر کر کے معاملہ مختصر کیا - مگر حرامزادے کی رسی دراز - سردست یہ سلسلہ ختم ہوتا معلوم نہین ہوتا - پس جو بات کرو زمانے کے موافق - مین نے پہلے خط مین سب تفصیل لکہدی ہی کہ اگر تم مصر کے جہگڑے کو یون چہوڑ بہاگے تو بڑی خطا کی - جنکا جنکا بہرسا تہا مین نے اونکی قلعی بہی کہولدی - پس اب سوا اسکے کوئی صورت ہی نہین باقی کہ مصر مین اگریسو پالیسی یعنی فتاحی کی حکمت عملی بالکل ترک کیجائے -

ہوا اوسکا عذاب تو اب اوسکی گردن پر۔ مگر انصافاً کہو کہ تم اوس پالیسی مین کیسے شریک غالب رہے۔ جھوٹ یا سچ جو کچھ وہ کرنے والے تھے تمنے ہفتہ ہفتہ بھر مین دو دو لمبے چوڑے رسالے شایع کرکے اونکو باز رکھا۔ بلگیریا کے مظالم رنگنے کو تو آپکا قلم خونین رقم روان دوان تہا۔ مگر اب فرمایئے بارہ سو افغان سرحد پر کٹ گیا۔ آپکی کمیشن کی توہین ہوئی۔ اوسکے ساتھہ کے لوگ بے رحمی فصل سے کیت رہے۔ جاڑے پالے کے مارے ٹھنڈے ٹھنڈے ملک عدم کا راستہ ناپنے لگے۔ مصر اور سوڈان اور خرطوم مین انسانون کی قربانی کرڈالی اوسپر جودت طبع صرف نہین ہوتی۔ ع

بس گرسنہ خفت وکس ندانست کہ کیست　　بس جان بلب آمد کہ بروکس نگریست

المختصر روس کو غلبہ نصیب ہوا۔ پھر اسکا نتیجہ کھلا ہی رکھا ہی کہ وسط ایشیا مین کارروائی کرنے کو اب سلطان کو اپنی طرف ملاؤ تو کیا اور جدا رکھو تو کیا۔ اب روس ذرا ذراسی بات پر اونکو دہمکا کر اپنی طرف سازش پر مجبور کرسکتا ہی۔ بہت رعایت کی نیوٹرل رہنے دیا۔ اس حماقت کا خمیازہ تمہاری حیات مین کیا بعد ممات تک انگلستان کو بھگتنا پڑیگا۔ تمہاری قوم جسقدر رٹر کی سے مغائرت کرتی جائیگی۔ اوسیقدر غرور لا یعنی اور تبختر فضول کے ثمرے اوٹھائیگی۔ دوسری خطا یہ ہوئی کہ جب معلوم تہا کہ افغانستان پر ہم قبضہ نہین رکھ سکتے۔ اوسمین آمدنی نہ منافعہ۔ قوم پرورش پا سکتی ہی نہ تجارت چل سکتی ہی تو پھر شیر علی خان سے لڑنا۔ اور کابل قندہار فتح کرنا سراسر فضول تہا۔ اسمین اتنی بات ہوئی کہ تم شریک نہ تھے۔ لیکن اول منزل پہونچانے کی خدمت

کہ ساری دنیا مہمل گوئی پر ملامت کنان ہی مگر آپ کو وہی کلام مرغوب و مطبوع۔ پس اسی طرح سمجھہ لو تمکو بہی روس کے ساتہہ حسن عقیدت ہی۔ تمہارا دل ودماغ اتنا وسیع ہی نہین کہ روس کی چالاکیون اور فریب کے دفتر کا ایک حرف بہی اوسمین سما سکے۔ تم بیچارے اوسکے فتنۂ وفساد کا ادراک ہی نہین کر سکتے۔ تم مین فر بودیت کا وہ جوش ہی کہ تم جان نہین سکتے۔ آن سلطنت۔ صولت وشوکت شہنشاہی۔ شکوہ وشان قیصری کیا ہی۔ پہر اوسکی کمی بیشی کا اندازہ تمکو کیا خاک پتہہ مل سکتا ہی۔

الغرض اس حسن عقیدت نے تمکو تگنی کا ناچ نچا رکہا ہی۔ علاوہ اسکے دو حماقتین تمہاری قوم سے ایسی ہوئی ہین کہ مدت تک اونکا اثر بد تمکو سہنا پڑیگا۔ اول تو مختلف تعصبات مذہبی۔ قابو پرستی۔ تنگ نظری کی بدولت تمہاری دونون پارٹیون نے سلطنت ٹرکی کو ایسا ضعیف اور نحیف کر دیا کہ روس کے ساتہہ کلہ بکلہ لڑنے والا کوئی نہین رہا۔ یونان کی بادشاہت نئے سرے سے قائم ہوگئی۔ کرسنڈم مین اسلامی سلطنت خلل انداز تہی وہ قوت مین کم ہوئی۔ مگر یہ بہی سمجہہ لو تم نے ایک دوست کے ساتہہ گہاٹ کے وقت پر کنائی کاٹی۔ سلطنت وشہنشاہی کے خلاف کیا۔ یہ تمہاری کوتہ فہمی ہے کہ دنیا کی بادشاہت کو مذہبی سلطنت سمجہتے ہو۔ اگر مذہب کو بادشاہت مین ایسا دخل ہوتا تو سارے پیغمبر اور اولیا رشی اور منی بادشاہت ہی کرتے تمنے ایک طرف مذہبی تعصبات پر قہقہہ اوڑایا اور دوسری طرف مذہبی عناد وعداوت کو ہادی بنایا۔ حال کی جنگ روم وروس مین اگرچہ کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت تہی۔ اور جو امر فرو گذاشت

کاہلی سے روس نے اوسکو محض آتشبازی بنایا۔ کمیشن سمیت بیچارہ چھنک کر رہگیا۔ اور اب اگر چھوٹا بھی تو کمیشن سے مستعفی ہوکر۔ بم کے گولے کی طرح سیدہا اپنے گہر کی طرف راہی ہوا۔ اب اس سگھڑ بھلائی کو تہ کرر کہئے اور سارے کمیشن کو بلا لیجیے۔ لندن ہو یا ڈنمارک بطور خود کارروائی کیجیے۔ اسکے بعد جب قضیئہ زمین بر سر زمین فیصل کرنے کی نوبت آئے تو اپنا کمیشن سینٹ پطرس برگ سے بمعیت کمیشن روس بہیجیے۔ کیونکہ پولیٹیکل معاملات۔ ایک طرف یون ہی دو شخص جب کسی جگہہ اس طرح ملنے کا بندوبست کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک دوسری طرف سے دوسرا چلکر مقام پر پہونچے تو وقت سی خالی نہین ہوتا۔

اب رہی شاہ ڈنمارک کی ثالثی۔ یہ سچ ہے کہ ثالث صاحب کی ایک بیٹی زار روس کو ایک پرنس آف ویلس کو بیاہی ہین۔ دونون سلطنتون سے قرابت قریبہ ہی۔ مگر تم اسقدر ضرور سمجھلو کہ گو وہ بادشاہ اعزاز مین قدیم ہی۔ مگر بادشاہت اور ملک گیری سے بالخلقت محروم ہی۔ (ایسے بادشاہ کے واسطے تمہارا سا وزیر بہت مناسب تہا۔) اوسنے اپنا ہی ملک جہیزون وغیرہ مین دے دلاکر مختصر کر رکہا ہی۔ وہ ملک گیری اور ملک دہی کی لذت سے بالکل ناواقف۔) اسکے علاوہ مین پوچھتا ہون اوسکی نظرون میں روس اور انگلستان بوجہ قرابت کیون برابر ہونے لگے۔ ہان تم کسی جدید منطق سے ثابت کردو۔ کہ جس طرح شہنشاہ روس کو ایک بیٹی بیاہی ہی۔ اوسی طرح ہماری قیصر ہند ملکہ معظمہ کو دوسری۔ تو البتہ مین بہی برابر سمجھون۔ ورنہ بادشاہون مین ایسی باتون کو مانین تو زار روس ہی کیون انگریزون کو ستائین۔

تمہارے ہی سر پڑی - اوپین تم نے اپنی حماقت صرف کی یعنی ساری کارروائی
کالعدم کردی - حالانکہ قندہار پر قبضہ رکہنا لازم تہا - خیر جو ہونا تہا ہوگیا -
اب روس نے قدم بڑہایا - اور تمہارے کمیشن کی سخت توہین کی - مین
اس جگہ اس سے بحث نہ کرونگا کہ تم سے اس بارے مین کیا عقلمندیان
ہوئین - مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو چال تم چلے وہ بری چلے - اگر کوئی اچہی
سوچی ہی تو انجام بخوش اسلوبی نہو سکا کمیشن سرحدی کی تجویز ایسی معقول تہی
کہ باید و شاید - مگر وہی دم کی کسر رہ گئی - جسکا اعادہ فضول ہی -
اب بعد قبضۂ پنجدیہ و مردچاک و چرابی بصرہ جو ثالثی کا معاملہ ٹہرا ہے -
اسکی نسبت بہی کچہہ نہ کہونگا - جو ہونا تہا ہوگیا - تمنے میرے اشارات پر عمل
نہ کیا - تمہاری قوم اور تمہارا خدا اپنے سمجہہ لیگا - اب واقعی انگریزی عظمت
وحشیون کی نظر مین کم کرادی - سر پیٹر لمسڈن سا افسر کمیشن روس کے
چالاک اور چلتے پرزے کمروف علی خانوف کے مقابلے مین دوسرا خدا نے
پیدا ہی نہین کیا - اب سے

قرنہا باید کہ تا یک لمسڈن از لطف طبع   صاحب غیرت شود یا زیرک ڈپلومٹسٹ

سر بمعنی صاحب نہین بلکہ یہی سر جو آجکل مصر کے مخروطی مینارون اور وسط
ایشیا کے لق و دق میدانون مین ہم آپ ٹکرا رہے ہین - اور پیٹر معنے
پیٹنے والا (ار علامت فاعل) لمس معنی چہونا - ڈن یا دن آواز توپ بندوق
پس مطلب یہ کہ ایسا سر پیٹنے والا کہ لمس کرنے سے دن سے چہوٹ جاتا ہی -
آدمی کا ہے کو چاندی کی بارود ہے - خشکی کا تار پیڈو ہی - مگر افسوس تمہاری

کھلے خطوط اور سربند مضامین

نمبر ۱

بنام ملکہ وکٹوریا قیصر ہند

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا - اگرچہ تمہارے ملک و حشم کے آئین و قوانین ملکداری رفتہ رفتہ ایسے ڈھرے پر آرہے ہین کہ حاکم وقت کو انتظام عام مین خودسری و خودرائی کے منہ زور رہوا پر سواری کی نوبت نہین آتی - اور محض زمانہ کی ہوا - قوم کی نبض دیکھکر اپنی رفتار مطابق کرلینا ہوتی ہی سلطنت ایک ٹرین ہی جسکا انجن پارلیمنٹ - چند چلتے پرزون کی قوت اور کام سی واقف ہوکر مباحث ملکی کی سردی گرمی سے رائون کی سلنڈر کی رفتار پر نظر رکہنا اور ٹرین چلانا صرف کار ریست کہ فراست حاکم میخواہد - اور باقی دنیا کے سارے بکھیڑے جھنجھٹ پارلیمنٹ کے سر اور وزرا کے حوالے - مگر پھر بھی بندہ بشر گہوارۂ عالم کے نشیب و فراز زمانے کی سردی گرمی دماغ پر تو کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور پیدا کرتی ہی - چونکہ میرے علم و یقین مین تم بھی انسان اشرف البنیان ہو - لہذا تمکو بھی ایسے خرخشون سے معرا و مبرا نہین پاتا - اور ضرورت دیکھتا ہون کہ بعد تعلیم و تلقین گلیڈاسٹن چند کلمات تمہارے گوش حق نیوش تک پہونچا دون -

آجکل معاملات کا قوام بہت کچھہ بگڑا معلوم ہوتا ہی - اگر فعالۂ اولوالعزمی کی چاشنی اندازۂ اعتدال سے بڑھکر حلاوت ملکداری مین زیادہ ترشی دکھائی تو چندان ناگوار نہین گذرتا - کیا وجہ کہ وہ تو ایک باطنی بنگ ہی جو کاسۂ دماغ مین گھُٹ گھُٹ کر اثر پیدا کرتی اور موجین دکہاتی ہی - مگر صلح اور امن کی حالت

تمہاری کارروائیون سے معلوم ہوتا ہی کہ روس جس حصۂ ملک پر قابض ہوگیا ہی۔ وہ برضامندی امیر کابل اوسی کے سر رہیگا۔ آیندہ کا وعدہ لے لیا جائیگا۔ مجھے افسوس ہی کہ تم فضولیات مین مبتلا ہوکر مقصد اصلی کو اس طرح سٹ سے نکلجانے دیتے ہو۔ جیسے چوہے دان سے چوہا یا ہاتھ سے زندہ مچھلی۔ امیر تو وہ ویران حصۂ ملک جو بقبضۂ روس آیا ۳۰ مارچ کو بیع کر چکے۔ اور تم سے دام بھی راولپنڈی مین وصول کر چکے۔ اونکو پرواہی کیا۔ تم نے جس مصلحت سے افغانستان کو وظیفے دیے۔ تحفے نذر کیے اوسکا خیال تو تمکو لازم ہی۔ اگر روس کو بڑہنے دیتے ہو تو خیر۔ جلال آباد۔ قطع۔ پشاور۔ ڈیرہ جات پر فوج جاکر منتظر روس بیٹھو۔ پھر امیر کی اعانت کی ضرورت۔ نہ وظیفون کی حاجت۔ اور اگر ہمسائگی روس نہین چاہتے تو ایک چپہ زمین نہ لینے دو۔ یا ہرات دجسپر وہ کوئی دن آیا ہی چاہتا ہی روس کی سرحد ہو۔ اور قندہار پر خود قبضہ کرو۔ جی چاہے دام دونو نکے اپنی خزانے سے دینا۔ روس بیچارہ مفلس ہی سمجھہ لینا ڈچس اڈنبرا کی مہر مین رقم مجرا ہوئی۔

اگرچہ جانتا ہون تم میری باتونکو کم سمجھتے ہو۔ مگر اتنا پھر بتاؤنگا کہ یہ سامان طیاری افواج جاری رکھو۔ اسکی بدولت پارلیمنٹ روپیہ دیگی۔ روس دیکھیگا۔ افاغنہ تالیان اور نعلین نہ بجائینگے۔ وحشی اقوام عبرت کی نظر سے دیکھین گے۔

چونکہ یہ اخیر خط تھا کسیقدر طویل ہو گیا۔ اب مجھے اور شاگرد ونکو تعلیم دینا ہی۔ تمکو چندے کوئی خط نہ لکھونگا۔

مکرر اینکہ ان اہم معاملات کی علاوہ اور جو چھوٹی چھوٹی خرخشے ہین وہ بھی ایلچی پرستی کی ساتھہ خود درست ہوجائینگے

دیگر نتائج کے یہ نقصان ہوتا ہی کہ وقت پر چند ایسے امور ناپسندیدہ وناطبوع سے سامنا ہو جاتا ہی کہ جنسے طبیعت میل کہاتی ہی۔ نہ گوارا کر سکتی ہے۔

عالی ہمتی اور بلند خیالی اور کارہاے سترگ کرنے کے واسطے خفیف سی لاپروائی اور بلند نظری وہی خدمت انجام دیتی ہی جو راہگیر کو لاٹھی یا چہڑی۔

مگر کون کہ سکتا ہی کہ بہرام گہاٹ کے پورے لٹھے کی لاٹھی موجب زحمت نہو گی۔

ترقی ہو یا تنزل دراصل دونون ایک اور ایک ہی دو ہین۔ صرف نام کا فرق ہی۔ گیند کو دیکھو اور بتاؤ وسمین سے کس مقام کو اونچا اور کسکو نیچا کہ سکتے ہو۔ اسی طرح زمانے کو چکر یا دائرہ یا چرخ جو چاہو کہو۔ دنیا کی ساتھہ رواں دواں ہی۔ یہ محض ہماری فہم ہی کہ مختلف نام پیدا کرتی ہی۔

حیات وممات صحت وعارضہ ترقی وتنزل چولی دامن کا ساتھہ رکہتے ہین۔ تمہاری قوم تہذیب اور ترقی کے درجے کو طے کر چکی اب اوسکو سنبھلنا چاہیے۔ اور بہت پہونک پہونک قدم رکہنا لازم ہی۔ سارا یورپ اپنے واسطے ایک طوفان عظیم بنا رہا ہے۔ تمہارا ملک اس سے قبل کسیقدر فصل اور مغائرت کے باعث بہت سی آفات مین شریک یورپ نہو سکا۔ اب عنایت خدا سے تمہاری وہ سلطنت ہی جسپر آفتاب غروب ہی نہین ہوتا۔ اب ہر جگہ کی سرد وگرم ہوا کچہہ نہ کچہہ اثر ضرور پیدا کریگی۔ اگر تمہاری قوم عقیل ہی تو اُسکو لازم ہی کہ

اگر خواہی سلامت برکنارست

منفعلہ کا شربت بزوری معتدل ذرا سی کمی بیشی مین بگڑ جاتا اور خدا جانے
کیسی اولٹی پلٹی تاثیرات پیدا کرتا ہی۔ جب کوئی فعل درجۂ لازمی سے گذر کر متعدی
ہو جاتا ہی تو ایک شخص کی ذات تک محدود نہین رہتا۔ ممکن ہی کہ بہت سے
امور کا وقوع ایک کو ناپسند ہو مگر ضرور نہین کہ دوسرا بھی اوسیقدر کراہت
کرے۔ پس انسان لامحالہ چارناچار طوعًا وکرہًا بہت سے افعال اسی وجہ
سے کرتا ہے۔ تم بھی اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہین ہو۔ سب سے اہم
اور ضروری کام عمومًا حاکمون اور خصوصًا تمھارے واسطے زمانے اور قوم
کی رفتار پر نظر رکھنا ہے۔

زمانے کا چلن آجکل پر کیا منحصر ہے ہمیشہ آگے کی جانب رہا ہی۔
چستی اور سستی عارضی امور ہین مگر میل اور رجحان اسی جانب ہے

قدم وقت بیشتر باشد

گاہے ماہے وقفہ یا مکث زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ روان ہونے کو
ہوا کرتا ہی۔ جیسے آندھی آنے کے پہلے ہوا مین سکون کی سی کیفیت ہو جاتی ہی
اوسی طرح جب عالم اسباب مین تولید واقعات کم پر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ
مادر گیتی اس دفعہ بڑے بڑے گھن گرج جھول نکالنے والی ہی۔ عقلمند اور
انجام بین ہر وقت چوکنا اور ہر کام کے واسطے مستعد رہا کرتے ہین۔ تم بھی
ایسی ہی ہو۔ مگر اتنی کسر ہی کہ تمھاری قوم کثرت کامیابی اور فرط سامان
سے اسقدر مغرور اور متکبر ہو گئی ہی کہ اب بلا خوض وفکر اور داہنے بائین دیکھے
دوسرون کے مقابلے مین اپنی ہر چیز کو اعلیٰ اور افضل سمجھتی ہی۔ اس سے علاوہ

کھلے خطوط اور بستہ مضامین

نمبر ۵

ملکہ سکندر حشم دامت ظلہا۔ مین نے اپنے پہلے خط مین دوسرے کا وعدہ کیا تہا۔ اسی جہت سے اگرچہ مجھے سارے دنیا کے بکھیڑون اور تمکو اپنی پارلیمنٹ کے جھگڑون وزرا کی استعفا سے مہلت کم ہی۔ مگر ایفاے وعدہ کرتا ہون۔

سب سے پہلے پیش پا افتادہ مضمون وزارت کا ہی۔ جو کچہ ہوا اور تم نے اور گلیڈاسٹن نے کیا وہ تو ہو چکا اوسکا ذکر نہین کیا وجہ کہ میری عادت ہے معاملات گذشتہ کہ بجز مورخانہ تجربہ کے اور کسی لائق نہین سمجھتا۔ تم نے سالسبری کو وزارت دی۔ اچھا کیا نہ برا۔ آخر تم بیچاری کرتی ہین کیا۔ کنسرویٹیو فرقہ اب ایسا بے سرا اور بے تکا ہو رہا ہی کہ کوئی ٹھکانا نہین۔ بس یہی ند ہون مین کانے را جاتھے۔ اب نظر تعمق سے ملاحظہ کیجیے تو ایسے فرقے کا کمزور ہوتا جانا جو قدیم باتون کا (جن مین شخصی سلطنت بہی شامل ہی) حامی ہو بادشاہون کی ذات کی واسطے فال نیک نہین۔

لارڈ رنڈالف چرچل جو بدقسمتی ہندوستان سے وزیر ہند ہوئے ہین۔ بجاے خود تیز آدمی ہین۔ مگر کم سنی اور درشت گوئی اور بدزبانی مانع ترقی ہی۔

معاملات ہندوستان تمہاری خاص توجہ کے محتاج ہین اور میری راے مین تم ہی اوسکی۔ آجتک تمہارے ملک اور پارلیمنٹ مین جسقدر توجہ ہوئی ہی وہ بالکل ناکافی ہی۔ اور لاپروائی سے ملو۔ یہ سمجھ لو کہ آزادگی

پر عمل کرکے پھونک پھونک قدم رکھے۔

لبرل فرقہ باعتبار پولٹیکل مباحث بے شک مجھے پسند ہی۔ مگر اعتدال کی دم ضروری۔ افعال لازمی اسکے بہت اچھے ہوتے ہین متعدی مین بوجہ ہا ہبر و غرور قومی۔ اور لاپروائی کسبی۔ و دیگر اسباب خفیف و عظیم معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔

ایک اور امر جو تمہاری توجہ خاص کا محتاج ہی یہ ہی کہ یورپ کی ساتھون ساتھ تمہارے انگلستان مین مذہب کی خیالی باغ و بوستان کی ہری بہری سبز و شاداب تنا ور درخت سموم علم نظری و ظاہری کی جھونکون سی جڑ سی اکھڑ اکھڑ کر گر رہے ہین۔ صرف تھوڑے سے لنڈ منڈ تنے اپنی سخت جانی سے بچ رہی۔ سو وہ بھی امروز فردا مین کوچ کرتے نظر آتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی قوم ظاہری صوری و معنوی طور سی خود سر و آزاد ہوکر بادشاہی کو اچھی نظر سی نہین دیکھہ سکتی جس نے حاکم حقیقی کی اطاعت کا بوجہ سر سے پھینکدیا وہ حاکم مجازی کو پہلی سلام کرچکا مذہب اب صرف ظاہری مراسم اور آرائش اور زیبائش کیواسطے رہگیا ہی۔ اوسکے اصلی تقدس و تسکین سے مدت ہوئی کہ ناآشنائی ہو چکی ہی۔ اگر کچھہ ہی تو تقدس کی جگہہ وضعداری۔

خلقی و زنجیرل رفتار زمانہ کسی کے روکے نہین رک سکتی۔ آگ پانی اور ہوا کسی کی تدبیر سے اپنی قوت ترک نہین کرسکتے۔ مگر انکی قوتون سے کار مفید لینا آجکل کے حکما اور عقلا کا کام ہے۔

المختصر اسی طرح اور بھی چند امور ہین جنکو دوسرے خط مین لکھونگا۔

اب تم جاؤ زار روس کو خط بھیجو۔ مین بھی کائنات کی سیر کو جاتا ہون۔

تہذیب اور ترقی صدق اور راستی کے جانی دشمن ہین مگر کیسے جیسے
مار آستین۔ حکما کہتے ہین کہ نیکی کو کسی طمع سے عمل مین لانا نیکی نہین۔ اور
اسی کو ایشیائی شاعر یون کہ گیا ہی ؎

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی — حورون پہ مر رہا ہے یہ۔۔۔۔۔ ست ہی

اصلی نیکی وہ ہی جو از خود بلا ارادہ سرزد ہو۔ پس مہذب دوستی ہرگز طمع اور
نمایش کی آلایش سے پاک نہین ہوتی۔ تم مہذبون کے جو لمبے چوڑے
عہدنامے اقرارنامے۔ اسٹامپ۔ رجسٹری سے اپنے وعدے کو آراستہ وپیراستہ
کرتے ہو بجنسہ اوس ہندوستانی سبزہ رنگ۔ ملیح دلربا معشوق کی طرح ہو جو
انگریزی صابون سے عارض باصفا کو دہوکر آنکھون کے پپوٹے سیاہ
کر ڈالتی ہے۔

پس نتیجۂ سخن یہ ہی کہ آجکل کسی کی دوستی اور عہد پر اعتماد نہ کرو عہدنامے
چاک کرنے اور اقرار توڑنے دوستی دشمنی کرنے کے واسطے ہوتی ہی۔ انگریزی
مثل ٹرسٹ ان گاڈ اینڈ کیپ یور پوڈر ڈرائی۔ (خدا پر بہروسا کر اور بارود
خشک رکہو۔) پر عمل کرو اور دیکہو جنگ گاہ عالم مین کیا تماشا ہوتا ہے۔

جس انسان مین اخلاط متضادہ جمع ہین ممکن نہین کہ ایک کم اور دوسرا
زیادہ نہو۔ یہی حال سلاطین کے جبروت وسطوت کا ہی۔ گلیڈاسٹن لی ور
آرام طلب قوم نے خون صالح اور طاقت اصلی بہت کچہہ فضول فصدون اور
مسہلون مین نکال ڈالی ہی۔

مثل مشہور ہی آپ کاج مہا کاج۔ تمہاری قوم بڑی خودغرض اور

اور شوریدگی قوم کے دست برد سے اعزاز قیصری محفوظ رکھنے کا صندوقچہ ہندوستان ہی ہی۔ اگر تنکا ہوا کا رخ بتاتا ہی تو ایک شہزادے کی تنخواہ کے بارے مین قوم کی خست بہت کچھہ سجھاتی ہی۔ یہ اسی ہندوستان کے جگرے ہین جو بادشاہون کا تقدس تک چاہتا ہی۔

بھلا کچھہ تو ہی کہ ہر اولوالعزم کو جہان زمانے نے کسی قدر بھی وسعت دی اوسنے اسی طرف کو رُخ کیا۔ ظاہر مین اگرچہ مین یہان کا باشندہ نہین۔ مگر درصل مین ساری دنیا کا رہنے والا ہون۔ ازل سے اس ملک کی خوبیان مجھپر اسطرح روشن ہین جیسے بادشاہون مین آجکل زار روس۔ سکندر نے میرے ہی مشورے پر کاربند ہو کر ادہر کا قصد کیا تھا۔ مگر افسوس اوسکی فوج نے وہی ارادے ایک دوسرے عنوان سے برتے جسکے جام سے تمہاری قوم آجکل بدمست ہی۔ اور آخر اوسکا نتیجہ جو ہوا اوس سے میرا یا سکندر ہی کا دل آگاہ ہی۔ اور تھا۔ جب تک ہندوستان انگلستان کا ضمیمہ وڈم چھلا بنا رہے گا پارلیمنٹ انگلستان مین اس کا گیند دہڑ کا ہو گا۔ وہان کا ادنیٰ سے ادنیٰ گورا ہندوستان مین دیوتا بنکر جہاز سے اوتریگا۔ تب تک ہندوستان ہندوستان نہوگا۔ لاکھہ روپیہ کی بات تمکو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر شے کی خوبی ذاتی اُسی وقت تک قائم رہ سکتی ہی جب تک اوسکی ذات مین فرق نہ آئے۔ آم تب ہی تک آم ہی جب تک املی نہین بنایا گیا ہی۔ بس اسی طرح ہندوستان اوسی وقت تک ہندوستان ہی جب تک ہندوستان کی ذات مین خلل نہین آیا۔

سلطنت چھوڑ جانے والے ہون دنیا مین چندان رنج وتاسف نہین پیدا کرتا۔
بعض جگہہ تو ادہر مرنے والے باپ کی نعش پڑی ہوتی تھی۔ اور ادہر صاحبزادہٗ
بلند اقبال جشن تخت نشینی مناتے ہوتے تھے۔ ایک جلد باز جلے تن نے بوڑھے
باپ کو اسی بات پر مار ڈالا کہ تم تو مروگے نہین۔ ہم بوڑھے ہوئے جاتے ہین
لطف ریاست کب اوٹھائین گے۔ پس اب نہ تو میری صلاح ہی۔ اور نہ غالباً تمہارا
دل باپ کا غم منانے کو چاہتا ہوگا۔ مضیٰ ما مضیٰ۔ اب ریاست کا جھگڑا۔
ملکداری کا بکھیڑا تمہارے لیے کیا کم ہی۔

تمنے جو کچھہ گدی پر بیٹھتے ہی رفاہ و فلاح کے احکام جاری کیے۔ اوس سے
نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مدت کے سوچے ہوئے ہین۔ بلکہ اسکا بھی پتا چلتا ہی
کہ آجکل کی مصلحت کے سوافق بیہودہ دستور اور لایعنی تکلیف وہ مراسم کی قدر
اوسیقدر تمہارے ذہن مین ہی جتنی ہونا چاہیے۔ بات تو اچھی ہی بشرطیکہ
تمہارے دماغ سے نکلی ہو۔

تمہارا ملک دستکاری۔ نفاست میوہ جات۔ لطافت۔ موسم۔ خوبی۔
آب وہوا مین ضرب المثل۔ مگر ساتھی اوسکے بدانتظامی و بدحالی مین شہرۂ آفاق
ہی۔ تمہارے خوشامدیون نے اگر انگریزی یا اور ہندوستانی عملداری کی نظر مین
پیش کرکے نیچی آنکھہ اوپر اوٹھوادی۔ عرق خجالت رومال خوشامد سے پونچھدیا۔
تو اس سے نہ شالبافون نے گاڑھی کمائی کا پورا جورہ پایا۔ نہ مفلوک اور
کنگال مسلمان خوش ہوئے۔

آجکل کی تہذیب کی کنجی یہ مثل ہی۔

خود مطلب تمسے تو چاہتی ہی کہ خدمت لی۔ مگر تمہاری خدمت پر چون و چرا کرتی ہی
پس ایک نصیحت آخری تمکو کرتا ہون۔ اگر اوسپر عمل کیا تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔
ورنہ گلیڈ اسٹن کی طرح اس کان سے سن اوس کان سے اوڑا دیا
تو تم جانو تمہارا کام جانے۔ اپنے تاج کے نہایت درخشان اور تابان
جواہر کو پہلے اس ترکیب سے جدا کر دکہ نہ تو اوس فرنگی کی طرح اوسکو صدمہ
پہونچاؤ جسنے اورنگ زیب سی دوستی کے واسطے لیا۔ اور کاٹ چھانٹ کر
ستیاناس کیا۔ اور نہ اپنی تاج کو بدنما بناؤ۔ اوسکے بعد ایک جداگانہ تاج بنوا اور
اوسمین وہ جواہر لگا کر کسی اپنی اولاد کے سر رکھو ہم خوش ہمارا خدا خوش
الکنایۃ ابلغ من التصریح۔

کھلے خط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام مہراجہ کشمیر

مہراجہ صاحب۔ آجکل طویلۂ عالم مین وہ لتیا ہے۔ عرصۂ کائنات مین وہ
دم پخ ہی کہ ہر متنفس محتاج پند و اندرز نظر آتا ہی۔ مگر تم جانو میری نگاہ بلند تو
ازل سے آج تک کبھی نیچی پڑی ہی نہین۔ اور خاصکر جب محل اور موقع دیکھا ہو
اپنے مذہب مین آئی پر چوکنا حماقت اور گناہ دونون خیال کیا ہی۔ اسواسطے
آج تمہین سے لگا لگاتا ہون۔ تمہاری اہلیت اور معقولیت جو تم مین حد سے
زیادہ ہی۔ شائد ہڑک مٹا کر اس بوڑھے خرانٹ کی دو باتین سننے دے۔
ہم تم اچھی طرح سمجھ لو کہ ایسے باپو لگا مرنا جو اولاد کو دولت ثروت۔ ریاست۔

وہ کم ہی۔ برمحل کارروائی کرنے والے توگہات کے منتظر ہی رہتے ہین۔
والیان ملک کچہ آئے دن تو مرتے ہی نہین۔ غالبًا کو ہاگرم ہی پیٹا جائے۔
مگر تم کو مین ایک گر بتائے دیتا ہون۔ تم سب کرنا مگراوسان نہ کہونا۔ قیام
رزیڈنٹ منظور کرنا مگر سمجہ کے۔

جو حماقت عقل سے نادانی جان بوجہکر ہو وہ حماقت ونادانی نہین ہے

من نگویم کہ این مکن آن کن مصلحت بین وکار آسان کن

اب مین تم سے رخصت ہوتا۔ اور تم کو انگریزون کے سپرد کرتا ہون۔ چند نکتے
مین نے بتادیے ہین۔ اور باقی مفصل مشورے تمہارے اباجان کو اودہ پنچ
نے سالہا سال دیے ہین۔ اگر اونپر غور اور عمل کروگے لطف اوٹہاؤگے۔
ورنہ مابخیر شما بسلامت۔ ع

بررسولان بلاغ باشد وبس

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام حضور نظام دکن

ڈیر۔ یہ تو مجھے معلوم ہی۔ آپ نے اورون کے نام خط دیکھکر کسیقدر شک
کہایا ہوگا۔ مگر تم جانو یہ پرانا خرانٹ ناصح بہت کچہ دنیا دیکھے ہوئے ضرورتون
اور حاجتون کو خوب پہچانتا ہی۔ جیسی مصلحت وقت دیکھتا ہی کارروائی کرتا ہی
سچ ہی کہ تمکو میرے نصائح کی سخت حاجت اور بے انتہا ضرورت ہی۔ اور آج
سے نہین جب سے تمہارے وزیر باتدبیر سرسالار جنگ اس جہان سی سدہارے

ہاتھ پاؤن بچائے   اور موذی کو ٹھکائے

جب تک اسپر عمل ہی مزے سے ڈل مین عیش مناؤ۔ گلرغ مین جشن اوڑاؤ
کس تمے پر سدکہ بیٹا کون ہو۔ سرحد کا جھگڑا کچھ تمہین کو بیم ورجا مین نہین رکھتا
سارے ہندوستان اور انگلستان۔ اور افغانستان مین بکرکود مچاتا پھرتا ہی۔
ہندوؤن مین سانڈ چھوڑ دیتے ہین۔ وہ جانتے ہو کسقدر ظلم کرتا پھرتا ہی۔
بازار مین جدھر رخ کیا دوکاندار کی جان اگاڑی پچھاڑی تڑا کر تو دو گیارہ
ہو گئی۔ پس اسی طرح سمجھ لو علۃ العلل نے روس کو بھی سانڈ دیا ہی۔ اسکے علاوہ
نوش مین گزند نیش۔ گلستان شادی مین خار غم۔ شیرینی الفت مین
چاشنی شکایت۔ بہار حیات مین خزان موت۔ رنگ مین بھنگ۔ کلیل
مین غلیل نہو تو لطف کیا آئے۔ قدر منزلت کیا معلوم ہو۔ قدر عافیت کسی
داند کہ بمصیبتی گرفتار آید۔ صاحب توبۃ النصوح کا قول ہی۔ اگر مرنا نہوتا تو لوگ
درختون سے گر کر۔ کنوؤن مین پھاند کر جان دیتے۔ سرکس مین محض تماشائیون
کی توجہ مین تحریک پیدا کرنے کے واسطے سہوًا وعمدًا گھوڑون پر سے گر گر
پڑتے۔ اور دوڑتے ہی مین اوچک جاتے ہین۔ یہ سب کیا ہی۔ بندہی ٹکی
وضعداری۔ سلامت روی کی چالون مین چہل پہل پیدا کرنا ہی۔ تاکہ دلچسپی
ہاتھ سے جانے نپائے۔ روس ادہر سے آئیگا نہ آئیگا۔ مگر تم یہ سمجھ لو۔ ٹلیکے کا ڈر
شیر کا پتا پانی کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ناؤ مین خاک اوڑاتے۔ یا پانی گندہ کا
بہانہ تو بآسانی مل سکتا ہی۔

آجکل رزیڈنٹ کا تقرر بہتون کو چکر مین ڈالے ہی۔ تمہاری جو حالت نہ

نمک حلال۔ وفادار۔ خیر خواہ۔ عقیل۔ عالی دماغ دیوان کے حقوق کو خوب ادا کیا۔ مگر ؎

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل   کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ می آرد سکندر را

لاپروائی۔ استغنا۔ گستاخی۔ جو بعض اوقات۔ سوء ادبی کی حد تک پہونچ جاتی ہی۔ سب خاک مین ملاے دیتی ہی۔ تم تو اپنی سی کرگذرے۔ آگے جو جیسا کرے گا۔ ویسا پائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ سکھائے پوت (یعنے بیٹے) دربار نہین جاتے۔ قصہ یون ہی کہ ایک سلطنت مین نہایت لائق ہوشیار وزیر تھا۔ بادشاہ بہی اوسکو مانتے اور بہت معزز جانتے تھے۔ وزیر انجام بین نے اپنی اولاد کی آیندہ بہبود۔ اور وزارت موروثی کرنے کے واسطے مناسب سمجھا کہ میرا لڑکا حین حیات اگر دربار شاہی مین حاضر ہوکر کاربار سیکھا کرے۔ تو غالب ہی بعد میرے میرے آقا اور لڑکے دونون کو دقت نہ پڑے۔ وزارت بہی بلاتکلف خاندان مین قائم رہے۔ مگر سلامتی سے صاحبزادے پورے صاحبزادے ہی تھے۔ باپ تو ریاست کے وزیر تھے۔ صاحبزادے احمقون کے بادشاہ نکلے۔ تاہم وزیر پُر تدبیر نے طبیعت انسانی کی تربیت پذیری پر اطمینان کرکے خیال کیا کہ کچھہ نہ کچھہ میرے جیتے جی سیکھہ جائینگے۔ آگے کام چل نکلے گا۔ چنانچہ ایک روز کسلمندی مزاج کا حیلہ کرکے خود تو دربار نہ گئے۔ مگر صاحبزادے کو بہیجدیا۔ اور چلتے وقت امور ذیل بطور ہدایت نامہ پڑہادیے۔

اول۔ پہلے بادشاہ اور پھر ولیعہد کو نہایت ادب اور محبت سے سلام کرنا۔ کیونکہ وہ ہمارے بڑے خواجہ اور یہ چھوٹے خواجہ ہین۔

اور بقول بازاری عوام کے۔

گل گئے گلشن گئے جگ مین دھتورے رہگئے

کا معاملہ ہوا۔ یا جب سے تخت ریاست نصیب ہوا۔ مگر تم جانتے ہو عذر معذرت
ورسگھڑ بہلائی کا میدان سلامتی سے اسقدر وسیع ہی کہ عمداً پہلو تہی کیجیے۔
نا دانستہ غفلت کی تلبیہ کچھہ نہ کچھہ بیش ہی ہوسکتی ہی۔ اس لیے اگر مین یہ صحیح
اور واقعی بات کہون کہ مجھے پہلے تمہاری طبیعت اور لیاقت اور عقل کا حال
دریافت ہونا مقدم تہا تو کچھہ بیجا نہو گی۔ چنانچہ اتنے عرصے کی نگرانی سے
یہ مقصد پورا ہوگیا۔

انسانی خوبیون اور بدیون کے اعتبار سے اگر مین تمکو بشریت اور
ورانسانیت کا معدن کہون تو مبالغہ نہو گا۔ بلکہ بعض اوقات اپنی طبع وسیع
وخلقت گنجائش طلب سے تمہاری انسانیت حیوانیت تک بہی پہونچ جاتی ہی۔
لیکن مین اوسکو بہی بشریت قرار دیتا اور تمکو مستوجب لزام نہین سمجھتا۔ کیا وجہ
کہ التزام۔ سامان۔ لوگون کی ہمت۔ نیت۔ صحبت کے اثر سے تم کسی طرح محفوظ
نہین رہ سکتے۔ خصوصاً ایسی حالت مین جب ہر طرح کوشش کی جائے۔ کہ فعالہ
کی جگہ صرف انفعالیہ ہی ترقی پکڑے۔ اب بجز اسکے اور چارۂ کار نہین۔ کہ
مہام ریاست۔ حالات رعایا۔ کارگزاری اہلکاران مداخل ومصارف خزانہ
بغیر عینک کے دیکھو۔ اور پہر جس بات پر دل کا استخارہ واجب آئے۔ اوسپر
عمل کرو۔ تم انتخاب دیوان مین ہر انسانی خوبی کو کام مین لائے۔ قدردانی
ریاست مصلحت۔ وقت۔ عزت افزائی۔ سب کچھہ کر گزرے۔ اور واقعی

مزاج پوچھا۔ مین نے کہا روئی۔ ریشم۔ سمور۔ قاقم۔ سے بڑھکر کون چیز نرم ہوگی۔
وہی مین نے بتایا۔ مشغلہ پوچھا لڈو۔ پیڑا۔ برفی کہا۔ اسپر بادشاہ بہت خفا
ہوئے۔ آپ ہی فرمایئے اس سے میٹھی کون شے ہوسکتی ہی"
وزیر نے سر پیٹ لیا اور کہا واقعی سکہائے پوت دربار نہین جاتے۔
نتیجہ سخن یہ ہی تم نے بہی سلام لیا۔ اور باوجود مخالفت بٹھایا۔ مزاج پوچھا۔
مشغلہ دریافت کیا۔ بعد حد ہوچکی۔ آگے جو جیسا نکلے ویسا سمجھو۔
اولاد مین اکثر جسمانی ونفسانی تاثیرات آبائی ہوتی ہین۔ مگر کبہی کبہی
نہین بہی ہوتین۔ ملکداری اور ریاست کے امور سترگ کی انجام دہی کے واسطے
جابجا بادشاہ تک بدل جاتے ہین۔ وزیرون کو کون پوچھتا ہی۔
اس موقع پر پہونچکر یہ بہی گوش گذار کرنا ضرور ہی۔ کہ جو کچہہ کرنا اپنی بہروسے
پر کرنا۔ قدیم فریق پیرانہ سالی اور بوڑہاپے کے مارے سست تدبیر ہو رہا ہی۔
سوچتا بہت ہی۔ کر کچہہ نہین سکتا۔ ڈاک کے گہوڑے۔ کرکری تلوارین۔
سر دیا سے پڑاتے کام نہین دے سکتے۔
دنیا مین ریاست کے انتظام کے واسطے نوکر چاکر ہوتے ہین۔ مگر
تہوڑے عرصے سے ریاست نوکری چاکری کے واسطے ہوگئی ہے۔ دو چار
چلتے پرزون کی بدولت۔ اونہین کے پہیر بدل سے مہلت نہین ملتی۔ احکام
کی خوبی وبدی۔ ریاست کی بہبود وفلاح پر کیونکر نظر ہوسکتی ہی۔ انقلاب
مین نفع ذاتی وصفاتی حاصل کرنے والے آئے دن ریاست کا تختۂ
انتظامی الٹا کرتے ہین۔ اُنکو دوزخ جنت سے کام نہین۔ اپنی حلوی مانڈے سے مطلب ہے۔

دوسرے ۔ چونکہ تم وزیر کے بیٹے ہو۔ کسی ایسے ویسے مقام پر نہ بیٹھ جانا۔ جب بادشاہ اشارہ کرین کسی اونچی جگہ پر بیٹھنا۔

تیسرے ۔ اگر کوئی بات بادشاہ پوچھین تو نہایت نرم اور میٹھی باتین کرنا۔

اب بیٹے حضرت داخل دربار ہو کر کیونکر نصائح آبائی و تعلیمات پدری کو صرف کرتے ہین ۔ کہ پہلے جاتے کے ساتھ ہی باآواز بلند پکارے "بڑے کھوجنیا ٹھکا (تجھے) سلام اور چھوٹے کھوجنیا تو ہوگا (تجھے بھی) سلام۔

بیٹھنے کا اشارہ پاکر آپ لگے بلند مقام ڈھونڈہنے ۔ آخر ایک گوشے مین سامان روشنی کے واسطے ڈیوٹ کی قطع کی چیز رکھی ہوئی تھی ۔ آپ اوچک کر اُسپر بیٹھ گئے ۔ بادشاہ نے محض اپنے لائق وزیر کی قدر افزائی کے خیال سے مزاج پوچھا۔ جواب ملا۔ "روئی ریشم ۔ سمور ۔ قاقم"

دریافت کیا کیا مشغلہ رہتا ہی ۔ ارشاد ہوا "یہی لڈو پیڑا ۔ برفی"

اب تو بادشاہ سے نہ رہا گیا۔ حکم دیا۔ اس مردود مجنون کو نکال دو دربار سے۔

گھر پر پہونچکر والد بزرگوار نے پوچھا کہو کیسی گذری تو آپ فرماتے ہین ۔ اجی بس جائیے ابا۔ آپ نے کس دیوانے کے پاس مجھے بھیجا تہا۔ جو جو آپ نے سکھایا سب کمال احتیاط سے عمل کیا۔ مگر بادشاہ ہین کہ کسی طرح خوش ہی نہین ہوتے پہلے تو ہمنے دونون کو سلام کیا۔ آپ نے خواجہ کہا تہا ہمنے مارے محبت کے "کھوجنیا" کہا۔ بیٹھنے کو کوئی اونچی جگہ تھی نہین ۔ ایک ہوگی بچی تھی ۔ اوسپر بادشاہ خود بیٹھے تھے ۔ زیادہ گنجائش نہ تھی ۔ آخرکار بعد تلاش ایک کونے مین دیوٹ سب سے بلند رکھی تھی مین اوسپر اوچک گیا۔

کے واسطے منتر ہی تو ہی۔ اور خزانۂ ترقی کے لیے کلید ہی تو ہی یعنے جب غور کرلیا کہ یہ امر ہماری ذات و صفات کی واسطے مفید ہی۔ اور اسکو تکمیل تک پہونچانا ضروری۔ تو پہر ہر وقت ہر لحہ۔ ہر جگہ اوسکا خیال رکہنا فرض ہے۔ اسی کا نام دُھن ہی۔ جب تک اسمین پکے نہوگے ہرگز ہرگز مقصود حاصل نہوگا۔ تمہارے وزیر کو بہبود و ترقی ملک کی بہت سی دہنین تہین جنہین وہ سوتے جاگتے ہر ساعت مستغرق رہتے تہے۔ تم جانو دنیا مین بجز ایک کے نقصان کے دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا۔ پس وہ فکرین ہی اسی طرح کی تہین کہ جہان تمکو اور تمہارے ملک کو فائدہ پہونچاتین وہان دوسرونکا نقصان بہی کرتین۔ پس اب اون حضرات نے موقع اور گہات پاکر ایسے ایسے رخنے اور جہگڑے بکہیڑے شروع کردیے کہ تمکو ریاست ملنے پر دُہن نہ بندہنے پائے۔ گو تم کمسن تہے مگر نہ ایسے کہ اپنے وزیر کی تدابیر و مساعی واپسی برار کی خبر نہ سنتے ہو۔ اوس کو مرتے مرتے بہی دہن رہی۔ اب انصاف کرو۔ اوسکے بعد پہر بہی کبہی اسکا چرچا ہوا۔ ملک وہی۔ والی ملک وہی۔ برار وہی۔ سرکار وہی۔ مگر افسوس انگریزی مثل "کوشش کرو کوشش کرو۔ اور پہر کوشش کرو" پر عمل کرنیوالا نہین۔ ممکن ہی تمہارے دلپر ایسا اثر ڈالا گیا ہو۔ کہ واپسی برار کا جملہ سنکر رونگٹے کہڑے ہوتے ہون۔ یا طبیعت وحشت کی لیتی ہو۔ مگر سمجہ لو اگر تم کچہ کہوگے تو ایسے ہی مہمات سر کرنے سے ورنہ کٹہہ تپلیون کا ناچ تو عالم مین ہوا ہی کرتا ہی۔

ایک اور بات اخیر مین کہتا ہون۔ کہ غور کا مقام ہی خدا کو عوام اور بعض خواص خدا کیون مانگتے ہین۔ صرف یہی وجہ ہی کہ اپنی ذات کسی قدر ممتاز

گھوڑ دوڑ۔ تفریح امرا و روسا کے واسطے مردانہ کھیل ہی۔ مگر وہی "بوقت فرصت"
ہم نے یہ بھی سُنا ہی کہ بعض بعض لوگ عمدہ گھوڑونکی سوداگری کرتے ہین۔ اور غالبًا
یہی وجہ اور یہی بار بار انتظام بدلنے کی ہوگی۔ خیر سر دست اور کچہ نہین
اس تجارت پر محصول جنگی تو تم بھی قائم کردو۔
اور بھی چند مضامین دوسرے قابل تحریر ہین۔ انشاءاللہ
دوسرے خط مین لکھے جائینگے۔

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۸

بنام نظام دکن

ڈیر۔ مین اپنے پہلے خط مین تم کو لکھہ چکا ہون۔ کہ تمکو اپنے ہی دل سے
استخارہ کرنا چاہیے۔ اوس سے یہ نہ خیال کرو کہ کوئی شخص مشورے کے لائق
تمہاری قلمرو مین باقی نہین رہا۔ نہین۔ ہین۔ اور متعدد ہین۔ مگر اون کو
پہچاننا۔ اور اونکی مناسبت طبیعت کی لحاظ سے رائے لینا اور اوس رائے
کو میزان عقل مین تولنا تمہارا کام ہی۔ دیکھو تمہارے وزیر مرحوم نے کیسے
کیسے متضاد صفات کے حضرات مختلف اقطاع ہندوستان سے جمع کیے تھے۔
مگر ہر ایک سے کام وہی لیتا تھا جس مین اوسکو لیاقت ہوتی تہی۔ یہ سمجھ لو
جسقدر تیز جست چالاک گھوڑا ہوگا۔ اوسیقدر سوار کو اور بھی ہوشیار بیٹھنا ہوگا
مین تمکو ایک نسخہ فقیرون کا بتاتا ہون۔ گو یہ آسانی اور مفت میسر آنے
کی وجہ سے تم قدر نہ کرو۔ مگر سمجھ لو کہ کشود کار۔ سرانجام مہمات۔ حصول مقصد

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

حضرتنا - مین نے جو آپ کے نام خطون کی بہرمار شروع کر دی ہی - اوس سے مقصود یہ ہے کہ کچھ دنون یاد کیجیے - جسقدر کم توجہی کی شکایت تہی غالبًا وہ رفع ہوگئی ہوگی - اور کچھ کچھ آنکھین کہلی ہونگی - کہ ابتک مین نے کیا کیا - اور کیا کرنے کو باقی ہی - لیکن مشکلات و معاملات موجودہ کا جم غفیر ایسا مضطرب الحال بنائے ہی کہ آپکو مشکل سے آگے پیچھے نظر پہیر دیتا ہی - خیر یہ تو امور اتفاقی ہین - چارہ ہی کیا ہی - اگر اتنا ہی خیال ہی جتنا میرے خیال مین ہی وہی بہت ہی ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

آدمی کی تلاش عالمگیر اور سعادت علیخان کو عمر بہر رہی - اور ہمیشہ پہیلیان بجہایا کیے - کہ وہ کیا ہی - کہ بہت ہے اور پہر نہین - یعنے انسان - مگر خدا کی عنایت سے کوئی نہ ملا - اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اوسوقت کوئی بھی انسان نہ تہا - بلکہ بات یہ تہی کہ اونکی طبیعت اور مزاج کے موافق کوئی نہ مل سکا - اسپر کوئی کام اونکا رُک رہا نہ انتظام ملتوی - ایک نے سلطنت کی شاخین - انتظام کی سختیان اُوہر تک پہونچا دین - دوسرے نے ایک جدید ریاست کی بنا ایسی قائم کی کہ سلطنت کی حالت نصیب ہوئی - پس اسی طرح کام چلانے کے واسطے تم بہی رُکے نہ رہو - کسی نہ کسی طرح جہگڑا

اورکسی قدر مجبور پاتے ہین۔ اور اوس سے نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جب ہمارے
اختیارات محدود ہین تو ضرور ہی کوئی ذات ایسی ہو جو بہمہ وجوہ مکمل اختیارات
رکھتی ہو۔ پس وہی ذات خدا ہی۔ غرض یہ کہ جو کچھہ ہین یہی لوگ حضرت اختیار
صاحب ہین۔ جو لوگ اسکی قدر کرتے ہین وہ حتی الوسع اپنی ہی اختیارات
وسیع رکھا کرتے ہین۔ تمہاری طبیعت نے بہی دانستہ یا نادانستہ تمکو اسی وادی
پر پہونچایا ہی۔ اب تم کو لازم ہی اپنے ہی اختیارات کا میدان گھوڑ دوڑ کے
چکر سے زیادہ وسیع بنائے رکھو۔ اورکسی دوسرے کو عام اس سے وزیر ہو
یا وزیر کا بہائی۔ عزیز ہو یا قریب۔ کسی کو نہ دو۔ میری صلاح تو یہا نتک ہی۔
اگر ملک غارت بہی کرو تو اپنے اختیار سے اور خزانہ لُٹا دو تو اپنے اختیار سے۔
کسی بہیا دے کو نوکر رکھو اپنے اختیار سے۔ غرضکہ جو کچھہ جا بیجا کرو اپنے اختیار سے۔

ایک بات اور چلتے چلاتے سن لو کہ مالی انتظام تو خیر جیسا ہی۔ ویسا ہی۔
مگر اہل سیف کی جانب بہی تمکو توجہ چاہیے۔ پُرانے اور قدیم طریقے نے تمہارے
خزانے کو سپاہیون کی جیب مین ڈالا۔ نہ تمہارے صندوقون مین رکھا۔ بلکہ
اکثر جمعدارون کے پیٹ کی لپیٹ مین اولجھایا۔ اسکا انتظام بلطائف الحیل
نہایت سہولیت سے کرنا چاہیے۔ کیا وجہ کہ ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اور بہی چند امور باقی ہین۔ اگر فرصت ہوئی تیسرے خط مین گوش گزار
کیے جائینگے۔

وہ رزیڈنٹ کا جانا آنا۔ وہ مراسلہ لانا۔ وہ تخلیے مین ہی سرگوشیان۔ وہ اخفا مین اہتمام۔ جو کچھہ ظاہر کرتا ہی اس بوڑھے خرانٹ پر آئینہ ہی۔ ہان (سر ہلا کر) اچھا تو ہی۔ تمھاری خاطر کسکو منظور نہین۔ خصوص جب تم ناراض بہی نہ کرو۔ امور ناگوار زبان تک نہ لاؤ۔ مشرق کے جانیوالے کو سمجھہ لینا چاہیے اگر برابر چلا ہی جائیگا تو ایک دن مغرب مین آنکلیگا۔

"اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست"

تمھارے مدار المہام کے چھوٹے بہائی گھوڑ دوڑ مین (جو تمھارا خاص مشغلہ ہی) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور خود بازی جیتے۔ اونکو اور تمکو مبارک۔ اگر حیدر آباد کی مدار المہامی مین صرف شہسواری درکار ہوتی تو پھر کیا تھا۔ ترقی و تنزل مدارج کے واسطے حاکم کی توجہ یا کم توجہی کے ساتھہ امور اتفاقی لازمی ہین۔ پس یہ بہی اونہین امور اتفاقی سے ہی۔

مجھکو تو تم جانو ہندوستانی نہ دکنی۔ پارسی نہ مدراسی۔ انگریزی نہ ارمنی۔ مین تو باشندۂ دنیا ہون۔ میری نظر وسیع مین سب یکسان۔ پس میری صلاح و مشورت مین کسی کی جنبہ داری کو دخل نہین ہو سکتا۔ فی الحال ہندوستانیون دکنیون کا چڑہاؤ اوتار ریاست کو ہنڈولا بنائے ہی۔ تم کو لازم ہی سب مین اپنا مطلب مقدم رکھو۔ نہ وہ افراط کہ ادہر سے کوئی بہی بال کترا فبر ہووے جہاڑن کا کوٹ پتلون پہن۔ کھڑے گہاٹ نیچری بن۔ سید صاحب پیالہ پی بھٹی کے چادر گہاٹ جا اوترا۔ اور آنکھہ بند کر تمھارے یہان سے تنخواہ۔ عمدہ جگہہ۔ کام سب بگٹٹ چلا آتا ہی۔ بلکہ اسٹیشن پر ریل سے قدم نیچے رکھا نہین

چلا جائے۔ چلتی کا نام گاڑی ہی۔

سعادت علی خان کوئی نائب نہ مقرر کرتا تہا۔ اگر لوگ پوچہتے یہی جواب دیتا۔ کہ وہ ریاست ہی ایسی کیا ہی جسکے واسطے نائب کی حاجت ہو۔ مین دیکہتا ہون تمہارے ہان معاملہ بالعکس ہی ریاست اور اوسکی آمدنی سے شائد محض اسوجہہ سے ترقی نہین کی جاتی کہ وہ نیابت ہی کیا ہی جسکے واسطے ریاست بڑہائی جاے۔ خیر اسمین اور دیگر امور مین کلیہ یاد رکہو۔ کہ وزارت ریاست کیواسطے ہی۔ نہ ریاست وزارت کے لیے۔

عاشق و معشوق کے خطوط کیسی احتیاط سے کیون نہ بند ہون ضرور تاڑ لیے جاتے ہین۔ وہ اونکا وزن۔ وہ چارون طرف سے نئی نویلی دولہن کی طرح سمٹا سمٹایا۔ ٹہسا ٹہس بند ہونا۔ وہ گوند کی چار چار تہین۔ وہ سیکڑون تختے کاغذ۔ اور لمبے چوڑے مضامین۔ ارمانون۔ آرزؤن۔ حسرتون کے جم غفیر سے چست اور تنگ لفافے کے گوشے سطحہ معشوق نوخیز کے سینہ و بازو کی طرح اوبہرے اور بہرے بہرے۔ وہ اعلی درجی کا کاغذ وہ انتہا کی خوش خطی۔ وہ خوشبوؤن مین بسا ہونا۔ وہ بند کرنے کی جگہہ پر اکثر پان کی ہلکی سرخی۔ وہ اسم بر خاتمہ۔ وہ دوسرون پر طلاق۔ یہ سب محبت الفت شکوہ و شکایت۔ راز بتاتے۔ لب اور پان خوردہ کی شیرینی ظاہر کرتے ہین۔ مشاق اور نظر باز ع

خط کا مضمون تاڑ لیتے ہین لفافہ دیکہکر

بس ہندوستانی رئیسون کے ساتہہ گورنمنٹ انگریزی کی مراسلہ بازی۔

نا ے و نوش مستی کا جوش و خروش - کیا مزا دیگا - جب ہم پڑے پڑے
مسہری پر بالسم کپیبا - اور مرکیوری کے مرکبات کے محتاج نیم کا ٹیرا بلا
رہے ہین - تاج پر زر - لباس مکلف کیا اوس چہرے پر بہلا معلوم ہوگا
جسکو فساد خون نے تہیج سے اس طرح بگاڑا جیسے گلفام اور بے نظیر کو
اندر سبہا اور مثنوی میر حسن کے مصورون نے ان امور کا اثر اعصاب پر
اور اعصاب کا اثر دماغ اور جسم لطیف (حواس خمسۂ ارادہ وغیرہ) کے
افعال پر جو کچہہ پڑتا ہی طب و حکمت گواہ ہین - واجد علی شاہ باوجود لحیم و
شحیم ہونے کے انتزاع سلطنت کی خبر سنکر رونے لگے - اسکی وجہ علی نقی خان
اور لارڈ ڈلہوزی سے پوچہو -

شائد تم فساد خون مین شہزادہ بسمارک کی مثال پیش کرو - مگر اتنا
بہی سمجہہ لوکہ یورپین طرز تعلیم - وخیالات - وسعت معلومات اور کندی جذبات
انسانی وہان کیسی ہی - اوسپر بہی دیکہہ لو فساد خون کو افساد عالم اسباب
مین کسقدر دخل ہی - جو بات اوسکے دماغ سے نکلتی ہی دنیا مین فتنہ
وہنگامہ پیدا کرتی ہی -

اب مین تمکو رخصت کرتا اور سید بلگرامی کو سونپتا ہون -

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۲

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا - غالبًا - اس غیر مانوس دعا پر تم مسکراؤ - اور دل مین

کہ تنخواہ بیش قرار نے نذر دکھائی۔ عہدے نے سلامی اوتاری۔ اور ترقی کی چوکڑی پر یہ جا وہ جا۔

اور نہ یہ مناسب و مصلحت ہی کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ ہندوستانی نکالی جائین۔ ایک آغا صاحب ولایت سے ہندوستان تشریف لائے۔ ایک دوست نے پہلیندے کہلائے۔ ہندوستان کا یہ میوہ آپ کو بہت لذیذ معلوم ہوا۔ پوچھا کہان پیدا ہوتا ہی۔ اَمُ کو آنجا لے چلے تو برا مُہرَبانی ہو۔ دوست صاحب نے ایک پہلیندے کے درخت کے نیچے جاکر دکھا دیا کہ لو یہان ٹوٹے ہوئے سیاہ سیاہ یہ بہت سے پڑے ہوئے ہین۔ جتنے کہائے جائین کہاؤ۔ آغا صاحب لگے ذوق شوق سے کہانے۔ اتفاق پہلیندون کے ساتھہ مین کئی بہونرے بہی مرے پڑے تھے۔ آپ ایک آدھ وہ بہی چکھ گئے۔ وہ جب دانت کی نیچے پہونچا کر کراہٹ معلوم ہوئی۔ آغا صاحب فرماتے کیا ہین ”تم چاہی چر کرے چاہے مر کرے کالا کالا ہم ایک نہین چھوڑے گا۔ بس کچھہ ضرور نہین ہندوستانی ہندوستانی ایک نہ چھوڑے۔ ہان افراط تفریط ہر شخص کے نزدیک معیوب ہی۔

خیر یہ تو ہو چکا۔ ایک ضروری اور اہم ضروری بات لکھکر مین یہ خط ختم کرتا۔ اور کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہون۔

سنو مثل مشہور ہے جی ہی تو جہان ہی۔ اگر اپنی طبیعت درست مزاج صحیح ہے۔ تو ریاست سلطنت عیش عشرت۔ شراب کباب۔ سیر تماشے سب کا لطف ہی۔ بہلا معشوقان پری تمثال۔ ومہوشان خوشخصال

اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ　　　　معلوم ہوگیا ہین لیل و نہار سے

بڑے سے بڑے درخت - اور چھوٹی سی چھوٹی گھاس - ہوا کے جھوکون
یا گرد و غبار کے ہاتھون - صدمہ اوٹھاتے یا تکلیف سہتی ہین مستحکم مکانات
کی چھتین - اور بڑے بھوس کی جھوپڑیان - یکسان ٹپک نکلتی ہین - رفیع
مہیب عظیم الشان پہاڑ جنکی چوٹیان آسمان سے سرگوشی کرتی ہین - آتشی
مادون کی بے اعتدالی سے سینہ چاک ہو جاتے ہین - پس اگر معاملات کا
اولجھاؤ تمہاری خاطر نازک پر بار تکدر ڈالے تو چندان متردد و متفکر
نہونا چاہیے ؎

ز رنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم　　　　کہ آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد

تمہاری کارروائی نسبت عقد سید صدیق حسن شخصی اور پولیٹکل لحاظ سے قابل ملامت ہو
یا لائق عفو - مگر سردست اوس سے بحث کرنا بے موقع ہی مضیٰ ما مضیٰ - ہان
جو کچھہ بعد عزل سید صدیق حسن تم نے کیا ہی اوسکو مین ہرگز قابل اعتراض
نہین پاتا - حاکمانہ اور معشوقانہ اداؤن مین ابہام اجمال و راخفا کے
ذریعے سے ایسے ایسے مہمات سرانجام پاتے ہین کہ جنکا طی ہونا دوسری
طرح سے ممکن ہی نہین - پس سر لیپل گریفن اور سید صدیق حسن کے ساتھہ جو کچھہ
برتاؤ ابتک ہی ہر طرح لائق پسند ہی - دنیا مین پالیسی اسی کا نام ہے - اول تو
آجکل اسی کی فصل ہی - دوسرے یہ طریقہ تمہاری جنس کے موافق مزاج دوسرے
بھی ہی - عملدرآمد مین بہت کچھہ تکلف بھی نکرنا پڑے گا -

تمہارے کلکتے جانے کی خبر پر سب لوگ کان کھڑے کئے ہوئے ہین -

سو چوا قبالہا کا بدل بہوپالہا کیسا۔ سواسکی وجہ یہ ہی کہ سلامتی سی تمہاری ذات
مستجمع صفات مین خداوند تعالیٰ نے تمام خوبیان جو آجکل اقبالمندی کی
واسطے لازمی ہین بدرجۂ اتم کوٹ کوٹ۔ اور ٹہونس ٹہونس کر بہری ہین
تمہارے حق مین ایسی دعا تحصیل لاحاصل ہی۔ رہی بہوپال کی تخصیص وہ
خمیر زمانہ دیکھتی ہی۔ اسمین بُرا ماننے کی بات نہین۔ خدانخواستہ کوئی
بدشگونی ہی نہ بدفالی۔ صرف احتیاط زمانے کا رجحان یاد دلادینا ہی۔
مین اب تو خدا جانے کس عالم مین ہون۔ مگر کوئی زمانہ تہا کہ شجیع اور
بہادرون ہی کے گروہ مین مدت تک رہا۔ قوت فعالہ و منفعلہ موجبہ سالبہ۔
اکٹو پیسیو۔ پازیٹو نگیٹو کی ماہیت آدم حوا کی خلقت۔ جنس مذکر و مؤنث کی
منزلت سے ازروے فلسفہ و منطق۔ و مذہب۔ و قواعد زبان بخوبی آگاہ۔
اور ایک دوسرے کے مرتبے والتزام۔ میلان طبعی۔ و خواہشات نفسانی سے
بہمہ وجوہ واقف۔ زمانہ نزاکت محسوسات۔ و ضلالت استعداد ضعف عقل
و قوت جذبات کو اچہی طرح جانتا۔ اور مردانہ شجاعت اور خاطرداری کماحقہ
پہچانتا ہون۔ پس جو کچہہ مشورہ دونگا سب امور ملحوظ رکہکر۔ تمام باریکیان سمجہکر۔
خدا کی عنایت اور تمہاری اور تمہارے بزرگون کی لیاقت سی تمہاری
ریاست اپنی طاقت اعلیٰ سے اچہا برتاؤ رکہا کی ہی۔ تمنے بہی شخصی اور رواتی
طور سے کچہہ ہی کیا۔ مگر بحیثیت ایک رئیسہ اور حاکمہ کے وہ کیا جو بڑے بڑے
مردون سے نہوسکا۔ مین تم کو تہ دل سے سراہتا۔ اور روست اشراقی سے
تمہاری پیٹہہ ٹہونکتا ہون۔ مگر تم جانو۔ ــ ۵

جابر۔ متعصب۔ شوہر کی اطاعت مین۔ حق رسانی۔ رعایا نوازی۔ معدلت مذہبی آزادی ندارد۔

سردست اسقدر پر خوص کرو۔ آیندہ اور ضروری امور مین مشورہ دیا جائے گا۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۳

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا۔ پہلے خط مین مین تمکو چند ابتدائی امور سمجہا اور سُنا چکا ہون کچہہ مضامین باقی رہ گئے تھے۔ جب تک وہ بہی گوش گزار نہ کرلون مجھے چین نہ تمہین تسکین کی امید ہوسکتی ہی۔

جو کچہہ ویسراے کی ملاقات کی نسبت میری راے تہی غالبًا اوسکا حال بخوبی ظاہر ہوگیا ہوگا۔ اب تم اندازہ کرسکتی ہوگی کہ دیگر معاملات مین بہی میرے خیالات صحت و واقفیت سے کسقدر نزدیک ہوا کرتے ہین۔

دنیا مین کم و بیش ہر جگہہ اور ہر زمانے مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کے ملنے کی جسقدر امید قوی ہوتی ہی اوسیقدر اوسکے حصول مین سعی کرنے کو ہمت زیادہ ہوا کرتی ہی۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے قرائن و ہواس ظاہری کی غلطی بعض اوقات ایسے مغالطے پیدا کردیتی ہی کہ محال ممکن اور ممکن محال نظر آنے لگتا ہی۔ عرب کی وسیع کف دست میدان بالو کے سمندر یعنی ریگستان مین جہان منزلون بجز خاک کے پانی کا نام و نشان تک نہین وہ صاف شفاف افق وہ

نازک حالتون مین حکام اعلیٰ سے مل لینا مضطرب اور منتشر دل کو بہت کچھ
تسکین دیتا ہی۔ مگر تمکو لارڈ ڈفرن کی طبیعت اور مزاج پر پہلے غور کر لینا چاہی
کہ ایسے ملنے والون سے وہ کیونکر ملتے۔ اور اونکے ساتھہ کس طرح پیش آتے ہین
تم جانو گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے۔ بیس بسوے تو وہ نوبت ہی اسکی
نہین آنے دیتے۔ کہ کوئی اونسے ملکر اپنی غرض ظاہر کرے۔ اور اگر شرماشرمی مڈبھیڑ
ہو گئی تو اہل غرض ٹپے گاتے۔ یہ شعر پڑھتے بیرنگ واپس آتے ہین۔

بدقت میتوان فہمید معنیہاے نازِ او　　　کہ شرح حکمة العین ست مژگانِ درازِ او

مدت سی میرا یہ قول مشہور کہ اقبال اس وجہہ سے بطی السیر اور ادبار سریع السیر ہے
کہ اوسمین اسفل سے اعلیٰ کی جانب صعود۔ اور اسمین اعلی سے اسفل کی جانب
نزول ہوتا ہی۔ اگر تمہارے شخصی شوہر کے اتنے دنون کی قسمت ایک تنفس کی
گردش چشم کے ساتھہ اوس سے پھر گئی تو کوئی تعجب نہین۔ گو مین جانتا ہون یہ
معاملہ تمہارا بخوبی سمجھا بوجھا ہی۔ مگر احتیاطاً گوش گذار کرتا ہون کہ بندہ بشر ہو۔
کہنے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ ریاست
اور مستحقین ریاست کو صدمہ پہونچائے۔ یہ سمجھہ لو سید صدیق حسن تمہارے صرف
شرعی شوہر ہین۔ نہ ریاست بھوپال کے پولیٹکل شوہر۔ شخصی طور سے جو چاہو کرو۔
مگر پولیٹکل امور مین پالیسی ہی برتو۔ گرتے کو اوٹھانا۔ ڈوبتے کو سنبھالنا۔ انسانی
ہمدردی اور جرأت کا کام ہی۔ مگر دو مختلف الاصول حرکات گو نیکی ہی کے
کیون نہون۔ ہمیشہ موجب فساد ہوتے ہین۔ مثلاً۔ انصاف اور رحم۔ انصاف
اگر ہے رحمدلی کہا۔ رحمدلی ہے۔ تو انصاف کدہر۔ اسی طرح۔ خود غرض۔

نپولین کا یہ مقدر صحیح ہی۔ کہ دنیا مین کوئی کام محال نہین۔ مگر یہ بھی صحیح ہی
کہ کوئی امر یقینی نہین۔ یونانیون کی ایک مثل ہی کہ جام شراب در لب کے
مابین بہت سی کھنڈتین ہین۔ جو بات اچھی یا بُری رضامندی یا خوشی
سے کسی قوم پر عرصے تک مُسلط رہتی ہی وہ قوم اوسکی عادی ہو جاتی ہی۔
العادت کالطبیعۃ الثانیہ مشہور ہی۔ پس اسی وجہ سے ہندوستان مین
عموماً گھر کی مرغی دال برابر رہتی ہی اور غیر کی ہرا و ابدل مرغوب ہوتی ہے۔
مدار المہامی کے عہدے پر کسی انگریز کا تقرر تو کونہ موکو چولے مین جھوکو کے
مطابق ہی۔ حیدر آباد کے عہدۂ چیف جسٹس کے واسطے اگر یورپین کی پکار ہی
تو لائق عہدہ دارون کا اپنے اپنے عہدے پر شاکر رہنا۔ نالائق مدار المہام
مین مردم شناسی کا نہونا۔ نوجوان رئیس کا انیلا ہونا موجب ہی۔ تمنو خدا کی
عنایت سے باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ ہو۔ بخوبی تمام تمیز کر سکتی ہو کہ
معمولی لیاقت کا ہندوستانی (جسکا ملنا آجکل کی ترقی تعلیم اور سرکاری
ملازمت کے تجربہ کے بدولت کوئی دشوار امر نہین ہی) جو ہندوستانیون کے
طرز خیالات عادات اطوار ضروریات حاجات طبعی سی واقف۔ جذبات
و تعصبات سے بہمہ وجوہ ماہر ہی۔ کسی غیر ملک کے لائق سی لائق باشندے
سے بدرجہا بہتر اور بکار آمد ہو سکتا ہی۔
یہ بھی بخوبی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نکلے دانت اندر نہین جاتے اگر کوئی
زبردستی مسوڑھے دبا کر پھر اونسے وہی کام لیا چاہے جو پہلے دیتے تھے
تو اوسکو نوک دار جڑون کی خلش زبان کی ذرا ذرا سی ٹھیس پہ

تڑاقے کی دہوپ وہ جلتی ریگ وہ آتشبار سموم وہ جلتا بھنتا آفتاب مسافر
بیچارہ تشنہ لب ہونٹون پر پپڑیان جمی ہوئین۔ حلق مین کانٹے پڑے ہوے
پانی کی تلاش مین آنکھین پہاڑ پہاڑ چارون طرف دیکھ رہا ہی۔ کہ دور سے
ایک بڑی لمبی چوڑی جہیل صاف شفاف نتہرے ہوے موتی سی پانی سے
لبالب نظر آتی ہی۔ وہ پانی کی آب وتاب وہ کنارے کے درختون کا دوہرا
سایہ اور عکس۔ آنکھون مین تراوٹ۔ دل مین ڈہارس۔ پیدا کرتا ہی۔ اور
وہ بے اختیار ہوکر اوس طرف لپکتا ہی۔ مگر وائے نادانی وہان پہونچکر معلوم
ہوتا ہی کہ سُراب ہی۔ بجھے دل۔ ٹوٹی ہمت۔ اور مایوس خاطر سے آہستہ
آہستہ۔ آگے قدم بڑہاتا اور تضیع اوقات ومحنت پر متاسف۔ اور غلطی
پر خجل ہوتا ہے۔

پس ہر کوشش اور سعی کے پہلے عقل وعلم صحیح کی میزان مین ہر امر تول
لینا چاہیے۔ کہ آیا یہ بیل منڈہے چڑہے گی یا نہین۔ دنیا کے معاملات مختلف
طور سے مختلف مقدار توجہ کے محتاج ہوا کرتے ہین۔ ممکن ہی کہ ایک ندلاؤبالی
اپنا اہم سے اہم کام۔

نالکرتا ہون اثر ہو کہ نہو ڈر کیا ہے وہ مثل ہی کہ لگا تیر نہین تکا ہی
پر عمل کرکے اول جلول طور سے آنکھ بند کرکے انجام دینے کی کوشش کرے
مگر والیان ملک اور رئیسان عظام ایسی اندہا دہند کارروائی سے
کبھی نفع نہین اوٹھا سکتے۔

پس جس کوشش مین تم ہو جس فکر مین ہو پہلی سونچ لو۔ یہ کام ہونیوالا ہی یا نہین

جلتا تہا - اور اب اونکا نام ونشان تک باقی نہین اونکی جگہہ خدا جانے کس کس
دساور کا ریزہ - کس کس جنگل کا بہا لو - کس کس ملک کا جانگلو - کس کس اقلیم کا
انسان آکر حاکم بنا - وہان ایک ویسرائے جو صرف پانچ سال کو آتا ہی کس
شمار قطار مین ہی - پس کون شخص یقینی طور سے کہہ سکتا ہی کہ کبہی کسی زمان و
مکان مین اس زمانہ دیدہ سرد وگرم چشیدہ بوڑھے کے - یہ دو جملے محض
بیکار اور بیفائدہ ہونگے - اب رہی یہ اسوقت بالفعل - در نیولا - ضرورت
اظہار خیالات اوسکی یہ صورت ہی کہ مین کار امروز بفردا نگذار پر عمل کرنے والا -
جو مبحث جس زمانے مین پیش ہوتا ہی اوسکی نسبت اوسی وقت کارروائی
کرنیوالا ہون - جو کچھہ کہنا ہے کہے دیتا ہون - اپنی وقت پر جاکر اثر پیدا ہوتا رہیگا -
اور مین اپنے اوسوقت کے مباحث مین مشغول رہونگا -

طلب الکل فوت الکل مشہور ہی - جو سبکو خوش کیا چاہتا ہی وہ کسی کو
نہین خوش کرسکتا - مگر تمکو اپنی ظاہری کامیابیون پر خوش ہونا چاہیے کہ
جنسے تمکو مطلب ظاہری تہا - جنکی خوشی وناخوشی تمہاری ظاہری حالت پر
ایک قسم کا اثر پیدا کرسکتی تہی اون سب کو اپنی اپنی باری سے خوش رکہا -
مگر یہ سمجہہ لو - ایمان وانصاف - کانشنس - ذری بیڈھب ہین - جمہور رعا کا
دل کارروائیون کا فوٹو ہی - اگر وہان کا حاکم خوش - اور یہ دل دعا گو -
اور ایسا فوٹو خوبصورت ہی - تو البتہ موجب فخر ونازش ہی - ورنہ مدقوق کی
چہرے پر تو مرتے دم تک ردپ روغن رہتا - دماغ مین تادم واپسین قوت
باقی رہتی ہی - اگر کوئی اس دہوکے مین رہے تو اوسکی نادانی ہی - ایک عاشق

روح فرسا درد کا منتظر رہنا چاہیے۔ اگر چہرے کی رونق اور زیبایش کا ایسا ہی خیال ہی تو ارون سے بند ہوا لو یا کمانی بنوا لو۔ گھڑ بھلائی ہو جائے گی۔ اور باقی اللہ اللہ خیر سلّا (صلاح)

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۴۱
بنام لارڈ ڈفرن

سن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا ۔۔۔ کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

صاحب من۔
جب کسی قسم کی کارروائی کا مصمم ارادہ کر لیا جائے۔ اور کچھہ لحاظ نہ رہے کہ ملک کے مناسب حال ہی یا نہین تو ظاہر ہے کہ موقع افہام و تفہیم گنجایش پند داندرز اس طرح غائب ہی جیسے برہما سے تیبایا ہندوستان سے اتفاق۔ مگر دنیا کا کوئی فعل بے نتیجہ نہین رہ سکتا۔ آج نہین کل۔ یہان نہین وہان۔ ضرور بالضرور رسہ ضرور کچھہ نہ کچھہ اثر پیدا کرتا ہی۔ ممکن کیا یقینی سہی کہ تمنے آہ دنالے کی طرف سے کانون مین اونگلیان بڑے زور سے ٹھوس لین حالت خستہ کی طرف سے آنکھہ پہیر لی۔ لیکن ع

سدا دور دورا یہ رہتا نہین

دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ ع۔

بہوش باش کہ عالم روا روی ہی

جہان بڑے بڑے راجے مہراجے۔ بادشاہ گذر گئے۔ جنکے پیشاب سے چراغ

دہوم دہڑکے اغیرہ وغیرہ کا باب مسدود ہو چکا۔ پہر آخر روپیہ آئے تو کہان سے۔ اور کام چلے تو کیونکر۔ تمہاری فارن پالیسی لوگ کہتے ہین ویسی نہین جیسی ادہر چند روز سے تمہارے ہم رتبہ حضرات کی تہی۔ تم گہاٹ گہاٹ کا پانی پیے ہوئے مختلف سلطنتون کے دربارون مین پولیٹکل کُشتیان لڑے ہوئے۔ دیسی ریاستون سے برسر حساب رہا کرتے ہو۔ برہما۔ کشمیر بہوپال۔ نیپال۔ کی کارروائیان کچہہ کرنے والے ہاتہہ اور سوچنے والے دل اور متفکر دماغ کے پورے چربے ہین۔ حیدرآباد دکن کے معاملات ژولیدہ سے چشم پوشی عقل دور اندیش کی معابازی کا پتا بتاتی ہے۔ جہو ہندوستان کی تحریری اور تقریری رایون پر برہمی کی افواہ اور دیگر انتظامات درست و درشت کے اشتباہ نے وہ اثر پیدا کر رکہا ہے جو ڈسپاٹک گورنمنٹ ہیبت و صولت اپنی ہمراہ رکاب لاتی ہے جس طرح اولیات مین کوئی فلسفی و منطقی حجت و اعتراض نہین کر سکتا یعنی دو اور دو کو چار کی جگہہ پانچ یا تین نہین ثابت کر سکتا۔ یا مثلث کے دو ضلعے لقیہ تیسرے ضلع سے بڑے کے عوض چہوٹے نہین کہہ سکتا۔ اوسی طرح معاملات کی خلقی دور کو کوئی روک نہین سکتا۔ ممکن ہے جائز ناجائز کوششون مناسب غیر مناسب تدبیرون سے برائے چندے کسی نتیجۂ لازمی مین مکث یا دیر واقع ہو۔ مگر مجال کیا کہ بالکل عدم ہو جائے یا ہمیشہ کے لیے ملتوی رہے۔ پس جو جو خلقی نتائج مہذب اور منصف آزادی پسند اور فائدہ رسان انگریزی حکومت کے ہین ہندوستان مین ایک نہ ایک دن ضرور بالضرور ظاہر ہونگے۔ اون کے مخالف تدابیر کرنا

اپنے معشوق کی نادانی اور اپنے چہرے کی بے محل رونق پر کہہ گیا ہے شعر
اُنکے دیکھے سے جو آجاتی ہی رونق مُنہ پر۔ وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی
رعایا کو ممنون ہونا چاہیے کہ مثل دیگر جابرون کے تمنے جبر یہ سیاست کی
ٹرین ہانک دی۔ اور نہ حاکمان بالادست اور محکومان زیردست کو
آئے دن مبتلاے زحمت رکھا ع

قول ہی مشہور بن مٹا کے ۔ مطلب کے دو

اگرچہ امور زمانے کی خرابی و فساد سے بگڑتے چلے آئے۔ اور فرشل انتظام
مین جو رسین پڑتی چلی آئین جنکا درست کرنا اور جھول نکالنا تمہارے
سر پڑا تو اس مین تم مجبور تھے۔ یہ اتفاقی بات ہی کہ یہ معاملات اور ایسے
ہاتھون سے ا۔ اتفاقات کا کیا علاج۔

جو کچھہ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

تمہاری مستعدی اور جودت بی شک اچھی بات ہی مگر وہین تک کہ کسیکو
نقصان نہ پہونچے۔ اوسکے واسطے چٹکی بجاتے فوج فراہم کر لو۔ مگر نہ جھٹ پٹ
ٹکس جاری کرنے یا اسی طرح دیگر انتظامات سخت کے لیے۔ جس ترکیب اور
عنوان سے خرابی کی حالت درست کرنے کی کوشش کی گئی ہی اوسکو
دیکھتے دل سے یہی دعا نکلتی ہی کہ خدا مشکور کرے۔ کیا وجہ کہ ولایت کے
کپڑے کا محصول بڑھنے سے رہا۔ نمک کے محصول کا انتظام نمک خوارون
کی آسایش کے لحاظ سے پلٹنے سے رہا۔ اخراجات مین کانٹ چھانٹ شاید
ممکن ہی نہین۔ فوج کی ترقی۔ افغانستان کی پرورش ۔ شہنشاہی

کسی زمانے سے متعلق ہو۔ یہ حضرات دو چار آنون کے عوض آپکی طرف سے گواہی دینے کو موجود۔ اور اکثر حاکم عدالت کو ان جھوٹی گواہون سے مغالطہ عظیم واقع ہوا ہی۔

پس بعض اوقات اسی طرح عدالت جمجمہ مین حاکم دماغ بھی حواس خمسہ ظاہریہ کی جھوٹی شہادت سے دہوکا کہا جاتا ہی۔ جو لوگ اس گر سے واقف ہین وہ نمایشی ترکیبون دہوم دہڑکے کی چاٹ دیگران پانچون گواہون سے اپنے موافق گواہی دلوا لیتے یا اور کچھ نہین بیانات مین ایسا اختلاف ہی پیدا کرا لیتے ہین کہ اپنا مطلب حاصل ہوجاتا ہی۔ یقین ہی تم فضول آرایش وزیبایش۔ ناچ۔ دعوت تہیٹر۔ گھوڑ دوڑ مین ایسے اولجھ جاؤ کہ اس آمد کی علت غائی تھوڑی دیر کو بھول جاؤ۔ یا جو چوٹ مدت سے تمہارے دلپر ہی اوس مین خفت وکمی گوارا کرو اور اگر ان سب مہمات کے مقابل مین ثابت قدم بھی رہو تو پردہ غیض وغضب تدابیر سے آنکھو نپر ایسا ڈالدیا جاے کہ تدابیر معقول اور نا معقول مین تمیز نہ کرسکو۔ تمہارے عادات تمہارے مشاغل۔ تمہارا سن۔ تمہاری گپ چپ۔ یا پاسیو .... مشیر دن سے مجھے ہرگز ہرگز امید نہین کہ تم بدون میری فہمایش اور نصیحت کے بطور خود حملہ یا ضبط جذبات کرسکو۔ اسیواسطے مین نے آج یہ زحمت گوارا کی۔ ورنہ تمکو یاد ہوگا کہ ضروری اور اہم امور کے اصول مدت ہوئی مین تمکو سمجھا چکا ہون۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہی۔ حصول مطلب کے واسطے کوشش معقول ومناسب اور ہمت مستقل شرط ہی۔ نپولین سے دچھوا دسکے نزدیک کوئی چیز محال نہین۔ پس مین کیونکر فرض کرسکون کہ تمہارے

ہمالیہ کی پہاڑیون کو سر کے ٹکڑ ون سے ہٹانے کی کوشش کرنا۔ "وپنجہ بسیمین خودرا رنجہ" کرنا ہی۔

مین تمہاری خوش قسمتی پر مبارکبا د دیتا ہون کہ تمکو لیڈی صاحبہ وہ نیک دل اور رحیم مزاج ملی ہین کہ جنکے مثل شاید ہی آجتک ہندوستان مین کسی اعلیٰ عہدہ دار کی آئی ہون۔

اب مین تم سے رخصت ہوتا اور تم کو ضمیر دایمان کی روشنی مین معائنہ اشباہ کی ہدایت کرتا ہون۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۵

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ گورنر جنرل کی آمد آمد نے جب رعایاے دکن کے درلاکہہ روپیہ چپٹ کرنے پر ہمت باندہی۔ ریاست کے چلتے پرزے کیل کانٹے سے لیس ہوے۔ دو ایک سست تدبیر پست ہمت بہی بستر یاس سے اوٹھہ بیٹھے۔ شہر مین ظاہری صفائی۔ فوج مین نمایشی ٹیم ٹام ہوئی رزیڈنسی مین نئی کچہریون کی ہانڈی چڑہی۔ دیوانی کارروائی کے چہرے پر نقرئی پت ہی ہوشیاری کا پوڈر لگا یا گیا۔ تو بہلا یہ تمہارا بوڑھا۔ خرانٹ۔ خیرخواہ۔ کیونکر نہ سمجہے کہ تم اوسکی صلاح دوستانہ اور مشورۂ مشفقانہ کے آجکل محتاج ہو۔

انگریزی کچہریون کے گرد (اور شاید دیسی عدالتون کے بہی) ایک گروہ گواہ پیشہ حضرات کا منڈلایا کرتا ہی۔ کہین کا معاملہ ہو۔ کسی جگہ کا مقدمہ ہو

اوسپر ناراضی ظاہر کرنا آسان تہا۔مگر اب تمہارا منصب وہی ہی تمکویہ امر ہرحال
مین ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اعتراضات کے ساتھہ دوسری چلتی ہوئی تدبیرون سا
اور ہوتے ہوے انتظام کا نشان دینا بھی فرض ہی۔مگرافسوس اول تو
نازک اور اہم معاملات کی تمکوفرصت ہی کسدن تہی۔دوسرے سب کام
تن تنہا (دیوان کے ہوتے ہوئے) تم کر بھی نہین سکتے۔اگر ہر ایک ایسا ہی
ہوتو سعادت علیخان کی طرح سب رئیس بدون نائب دیوان حکومت
کرلیجایا کرین اوسپر طرّہ یہ کہ حضرت دیوان کچھہ بہی نہ نکلے۔ڈھول کے اندر خول سا
اعلیٰ درجہ کے مباحث جو بڑے بڑے مُدبّرون کو چکر مین ڈالے ہوے تھے۔
اب خواب وخیال مین بہی نہین۔بقول احمد مرحوم ؎ع

وہ بات کوہ کن کی گئی کوہکن کے ساتھہ

اب تم کو اتنا ضرور چاہیے اور بلند پروازیون سے قطع نظر کرکے ریاست
کی ٹوپی سنبھالو۔زمانہ بُرا ہی۔وہ تو کیسے بھلے کو دکن مین آرام سے بیٹھے ہو۔
اگر سرحد شمالی کے قرب وجوار مین ہوتے وائی کشمیر کی طرح بو کھلا ے ہی
رہا کرتے۔کونسل آج تا سٹیٹ بلاشک اپنے حدود سے باہر قدم رکھتی ہے
اوسکے واسطے دستورالعمل مناسب بننے کی کوشش اور کمال سختی کے ساتھہ اوسکی
تعمیل کی نگرانی تمہارا کام ہی۔مگر خرابی تو یہ ہی۔افیون کی پینک جب مہلت دی۔
بیلی صاحب کا آنا گورنر جنرل کی آمد کا دیباچہ۔تمہید براعتہ الاستہلال تھا۔
بیلی صاحب بلاشبہہ حیدرآباد کی مٹی سے بنے ہین۔اونکی کاروائیان ویسی ہی
ٹھس ہوتی ہین جیسے تمہارے دربار کے خطاب اور عہدون کے نام۔

مقاصد ملکی پورے نہون گے۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے تمہارے طفلانہ مزاج۔ اور
عیاشانہ عادات سے استقلال ہمت کی جانب سے اندیشہ اور تردد ہی۔
مجھے اس امر سے کمال درجہ حیرت ہی کہ باوجود امتداد زمانہ تم آجتک اعلیٰ تر
رایون پر یہ امر حالی نہ کرسکے کہ تمہارے اور تمہاری والد بزرگوار اور میر لائق علیخان
اور میر تراب علیخان سر سالار جنگ مرحوم کے امزجہ اور نوعیت معاملات۔
فہم و فراست۔ خبط و حماقت مین آسمان و زمین کا فرق ہی۔ تمکو ثابت کرنا چاہئے
کہ سب وہان پنیبری نہین ہوتے۔ نہ سب مریضون کی بدپرہیزی اونکے پلنگ
کے نیچے پڑی ہوئی چیزون سے معلوم ہوسکتی ہی۔
نہ ہر گھینگے والے کا علاج موگری کی ضرب سے ہوسکتا ہی۔
ایک بات ضروری گذارش کردینا اور باقی ہی۔ اگر جامۂ ریاست تمہاری قامت
زیبا کے واسطے قطع نہوا ہوتا تو انتظام موجودہ پر آزادی سے اعتراض کرنا یا

سلہ ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی اوسکے پلنگ کے نیچے نارنگی کے چھلکے پڑے دیکھکر پہچانی
اونکے ایک شاگرد صاحب نے بھی اتفاقاً ایک مریض کے یہان دیکھا پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہین۔ آپنے
زجر و توبیخ شروع کردی کہ تمنے بدپرہیزی کی ہے۔ وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے آپ ایک نہین مانتے۔ جب وسنے پوچھا
کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے۔ تو فرمانے لگے تمنے نمدا کھالیا۔ ا۔ اا۔ ر

سلہ ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتائیے اسکے گلے مین خدا جانے کون عارضہ
ہوگیا ہے کہ بے انتہا ورم کرایا اور دانہ پانی موقوف ہے۔ طبیب نے پوچھا یہ کہان چرتا تھا۔ معلوم ہوا۔
تربوز کے فالیز مین۔ فوراً اوسنے لٹا کر دوچار موگریان مارین تربوز ٹوٹ کر حلق مین اوتر گیا
اونٹ اچھا ہوگیا۔
ایک شاگرد صاحب بھی دیکھتے تھے۔ اتفاقاً کسی روز ایک گھنگھے والا شخص ملا۔ آپ نے اوسکو لٹا کر
حلق پر اتنی موگریان مارین کہ وہ مرگیا۔ ا۔ اا۔

پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام

میرے پیارے جورو کے عزیز بہائی خدا تمکو نیک راہ پر چلائے جس مین تمہاری بہن پژمردہ رہ کر مجھکو پریشان نہ رکہا کرین افسوس تمہاری بیکاری اور اُسپر شادی کی خواستگاری تمہاری بہن کو تو بڑی خوشی ہی کہ ایک پیاری تربیت یافتہ بہاوج ملیگی مگر بہائی مین ایک سلیچ ملنے کی آرزو مین سالی کو برباد کرنا پسند نہین کرتا۔ تمہارے گلے مین سنت پیغمبر کا طوق پڑنا نہین چاہتا۔ شاید یہ سبب ہو کہ پان کھانا جو مین نے چھوڑ دیا ہی تو سخت سخت گلوریون کی تمنا نہین رہی۔ سلیچ اور سندولی کے مزاجون کو بہی مین عیب سمجھتا ہون۔ نہین تو اسی پر خوش ہوتا کہ کبھی کبھی دو مُنہ ہنس ہی لینگے۔ آپکی باجی نے کوئی ایسا نتیجہ بہی نہین دکھایا کہ سلیچ اوسکے غور و پرداخت مین ہاتھ بٹائین۔ اور وہ میری خدمت کچھ زیادہ کرسکین جب یہ کچھ نہین تو مین کیون پسند کرون ہان رہی یہ بات کہ دنیا مین شادی ایک ضروری فعل ہی خدا کی ودیعت اُس سے بڑھتی ہی۔ مرد کو گھر کے کامون سے چھٹی ملتی ہی کمانے مین جی لگتا ہی۔ گھر کا بندوبست ٹھیک ہوتا ہی مگر یہ تو تب ہی ہونا چاہیے کہ جب پہلی کا وقت گذرا جاتا ہو اور دوسرے مین فتور پڑتا ہو۔ ہندوستان ایسے گرم ملک مین پچاس برس کی عمر تک مرد اولاد سے مایوس نہین ہوتا۔ تم تو ابہی خیر سے بالغ ہونے مین ہی مشتبہ ہو۔ قانون نابالغی تمکو نابالغ کہتا ہی اور یون بہی پیر نابالغ نہین کیے جاتے۔ ابہی تو تیئس برس تک تم خدا کی ودیعت اور نبی کی امت کو بڑھا سکوگے پھر عجلت کیا ہی رہا انتظام خانہ داری تو وہ آپکے ہئی نہین انتظام کا ہیکا ہوگا ظرف سے پہلے ہمیشہ مظروف کی فکر کرنی چاہیے۔ پہر تم پہلے گھر تو بنالو گھروالی بہی ملجائے گی۔ مین تو کبھی ہندوستان کی اس رسم کو پسند نہین کرتا کہ بھوجن ہو یا نہو مگر وہ ہو !!!

سنتے ہین جب گدھون کی کافی تعداد بن چکی اور بہت سا تخم باقی رہا تو ملائکہ نے خداوند تعالی کے حضور مین عرض کیا کہ اسکو کیا کرنا چاہیے۔ حکم ہوا۔ انکو صورت انسانی مین لاکر اور کسی بلند مقام پر کھڑے ہوکر زمین پر برسا دو۔ چنانچہ چار مینار سے ان حضرات کی بارش ہوئی غالبا اونھین مین سے دو چار تمھاری مصاحبت مین آگئے ہین۔ ورنہ لائق علی خان کی دیوانی ہانڈی اور اتنے دن تک گرم رہے۔ یعنی چہ۔

تمکو یہ بات ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ رئیس ریاست کے واسطے بنا ہی نہ عیش و آرام۔ لہو ولعب کے واسطے کسی سے۔ ناچاقی۔ عداوت۔ شکر رنجی۔ کچھ ہی کیون نہو مگر کوئی وجہ نہین۔ انتظام ریاست کی باگ چھوڑ دیجاے۔ ملک کی رونق رعایا کے دل سے فرحت اس طرح قرار ہو جیسے تمھارے دیوان کے دماغ سے تمھاری عظمت۔ تم خفا ہو۔ خوش ہو۔ لڑو جھگڑو۔ جو چاہو کرو۔ مگر ملک کی جانب سے غفلت نہ کرو۔ اور خدا کے یہان گنھگار نہو۔ مردم شناسی کرو۔ قدردانی مین مشق بڑھاؤ۔ ملک کے رنج وراحت کو اپنا رنج وراحت بناؤ تب حق سے ادا ہوگے۔ ورنہ پولو مین کرتب دکھاے یا گھوڑدوڑ مین بازی جیتنے سے کچھ نہین ہوتا۔ تم رئیس ہو نہ سوار وسائیس۔

جلد معاش حاصل کرنیکا ہی منشا ہی کہ اودہر ڈپلومہ لو اودہر مخطوبہ رات دن پڑھنے کی جگہ کچہری اور سونے کے کمرے مین اپنے اور بی بی دونون کے پیٹ بھرنے کی کوشش کرو پہر دیکھو کیسا جلد دولت والے گہروالے خدا کی قدرت ظاہر کرنیوالے اوس کی ودیعت بدیعت کے بڑھانے والے مشہور ہوجاؤگے اور اس حالت مین تو مین ہرگز شادی کرنیکی صلاح نہ دونگا تمہارے تو باپ کی بہی کوئی دولت نہین ہی اور اگر ہوتی تب بہی مین باپ کی قوت پر شادی کی صلاح نہ دیتا۔

نیچر کا مارشل لا

بہئی واہ قانون قدرت کو دیکہیے کیا افراط تفریط۔ کمی زیادتی نکالی ہی۔ میزان عدل کے پلے ہین کہ بے ایمان بنیے کے دل کی طرح ڈہیکلی مات کرتے ہین۔ نیچے کو جہکا تو تحت الثری سے بہی پلے پار۔ اوپر کو اوٹہا تو گنبد گردون پر چتر بن گیا۔ چتر منزل کی کیفیت دکہادی۔ اک دفعہ لڑکیان پیدا کرنیکا وہ طوفان کہ جدہر دیکہیے ایک ایک دودو کی جگہ چار چار ایک مشیمے مین ملفوف بیرنگ چلی آتی ہین۔ ہر حاملہ آدمی کیا جوہی کی اولاد ہوگئی اس کثرت واردات کو دیکہکر مرد بیچارے لگے جو بیاکا بل ڈہونڈہنے۔ اور اوسی طرح گہبرانے جیسے ریاست دکن مین ہندوستانیون کے جانے سے دکنی بہائی مارے گہبراہٹ کا عورتون کی عوض اونہین کے پیٹ مین چوہے گہس گئے۔ اس طوفان نسائی کا دیکہیے کیا انجام ہو۔ حقوق چہن جانے اور حکومت قوا سونی کا فور ہونے کا دہڑکا تو یورپ اور امریکہ کی ترقیان دیکہ دیکہ مدت سے دامنگیر حال تہا۔ اب اس خلقی بہرمار سے اور بہی رہے سہے حواس پیترے ہوئے۔ بارے کب تک ایک دفعہ پہیر بدل جو ہونا ہی تو عزرائیل نے بہی انہین کی جانب نظر توجہ مبذول فرمائی۔ اگلی سال پیٹ مین بچہ

لا جلال الدین نے لکھا ہی کہ شادی اسواسطے دنیا مین انسانی ضروریات کا جزو اعظم قرار پائی ہی
کہ انسان کا کوئی ایسا سر براہکار ہونا چاہیے جو کمائے ہوئے مال کو مثل اوسکی ذات کی خرچ
کرسکے اور بیجا خرچون سے مال کو محفوظ رکھکر اسکا نگران رہی اور اُس مال کو خرچ کرنے مین
حفاظت کرنیمین اپنا سمجھے اسی لیے انتظام منزل مین داروغہ خانسامان کی ضرورت
پڑتی ہی مگر وہ لوگ کتنا ہی کچھ کرین اپنا مال نہین سمجھ سکتے ہان بی بی جو ایک بڑے فرقہ کی
رسم کے بموجب اردہنگ[1] کہلاتی ہی اور اوس سے اس کام کے سوا خدا کی قدرت کی ترقی
بھی ہوتی ہی یہ حق رکھتی ہی پس جب انسان کے گہر اور مال ہو تو ضرور شادی کرلے۔
بھائی اب تم بتاؤ کہ تم اسکے مصداق ہو یا نہین۔ اگر نہین ہو تو اپنے ساتھ ایک اور نیک بخت کو
کیون خراب کروگے اور اگر روٹی نہ کپڑا اسینٹ کی . . . . . بنا ہی تو بنو مزے کرو دس دنکی بعد
اونکو پڑوسیون کے سپرد کرکے نوکری کی تلاش مین نکلو جہیز کا زیور زادراہ کیواسطے
کافی ہوگا سال بہر مین وہ بارہ ماسہ ختم کرینگے تم حیدرآباد اور گوالیار کا سفر جب زادراہ
چُک جایگا تھکے ماندے گہر مین آنا نکلھو تو خدا اپنا ہی دیگا۔ بی بی گٹھری ٹٹول کر نوٹون کے
دہوکے مین امیدواری کی عرضیون کو صاف جواب دیکھکر شادی سے بہت خوش ہونگی
مالک مکان کرایہ مانگے گا۔ بی بی نے جو قرض لیکر صرف کیا تہا اوسکے تقاضے ہونگے مجبوراً کہین
اور جائے گا وہ پہر اوسی مصیبت مین مبتلا اس شادی سے تو کسی . . . . تو تم
دو دن کے بعد جس مصیبت مین پڑنا تہا پڑتے وہ تو چین سے رہتی رشادی کا کیا نتیجہ کہ تم اور وہ
دونون پریشان ۔ نہ خدا کی ودیعت بڑھی نہ گہر کا انتظام اگر ایسی ہی شادی کی بڑی
خواہش ہی تو لکھنؤ مین جاؤ کسی وثیقہ والی کو پیغام دو بن پڑے تو دونون باتین حاصل ہون
نہین تو میری صلاح مانو تو دو برس اور کالج نہ چھوڑو بی اے اور بی ایل پاس کرلو۔

[1] نصف جسم یعنی زوجہ

انتظام حال کا ستیاناس ہو۔ کہ آئے دن فصل بے فصل۔ وقت بے وقت
جب دیکھو مردم شماری کی ڈائن دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹ کھٹا
رہی ہی۔ بتاؤ تمہارے گھر مین کے آدمی۔ کے بچے۔ کے بوڑھے۔ کے جوان
کے لڑکے۔ کے لڑکیان۔ اور پھر خالی پوچھنا ہی نہین۔ دفتر پر چڑھا لیا
اور دفتر پر چڑھا کے ..... انگریزون کے روبرو پیش کیا۔ اوسنے انگریزی مین
ون۔ ٹو۔ تھری۔ جوڑ جاڑ تمام دنیا مین گشت کرایا۔ ملکون ملکون ڈھنڈورا
پٹ گیا۔ فلانے شہر مین۔ فلانے قصبے مین۔ فلانے گانون مین اتنے مرد
اتنی عورت۔ سال مین اتنے بچے جنتی ہین۔ اتنی عورتین گابھن ہوئی ہین
پھر آپ جانیے خدا جانے کس کس کی نظر پڑتی ہے۔ کس روسیہ کا جی للچاتا ہی
آخر کسی نہ کسی کی نظر ہو گئی۔ اب مرنے کا لگا لگ گیا۔ حضرت عزرائیل کو
دیکھیے ایک بولی تین کام کی کیا ترکیب ایجاد کی ہی۔ جس طرح ہمارے سرکار
درندہ جانورون پر نر کی بہ نسبت مادہ مارنے سے دونا ڈیوڑھا انعام دیتی ہے
کیونکہ وہ تو پیدائش کی جڑ ہے نا۔ اسی طرح حضرت عزرائیل نے عورتون پر
چھری پھیرنا شروع کر دی۔ کہ نہ یہ ہونگی نہ انسان برسات کے مینڈکون
کی طرح گلی کوچون مین کچ کچا کے پیدا ہو گا۔ نہ مردم شماری کے
نقشے آئے دن غلط ہوا کرین گے۔ اپنے ایک دفعہ نقشہ بھر لیا سو دو سو
برس کو کافی ہے۔ کبھی کبھی جانچ کر لی۔ فوتی فراری کا نام نکال ڈالا
یہ روز کا قلم جاری رہنا تو موقوف ہو گا۔ الغرض بیان مصائب
اہل بیت آسان نہ۔

گیارہا ملک الموت حلول کر گئے۔ جان سولی پر ہو گئی۔ زچہ جی کیا بچی گویا بچے کے ساتھون ساتھہ خود ہی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ اور جو گئی تو قصہ پاک حکیمونکا قول ہے۔ کہ کارخانۂ قدرت مین جب کوئی چیز اپنی نسل پیدا کرتی ہی۔ تو اوسمین اپنی جان ڈال دیتی ہی۔ بہت سے حیوانات اور نباتات ایسے ہین کہ بروقت بارور ہونے یا بچہ پیدا ہونے اور پھل پک جانے کے مرجاتے ہین۔ ایک دفعہ پھل لانے والے درختون یا ایک بچہ جننے والون جانورون سے ثبوت کامل ملتا ہی۔ پس اس طرح انسان بھی اپنی جان اپنے قوے کے مطابق اپنی اولاد کو دیتا ہی۔ جب تک دورۂ قوانین قدرت کی روسے انسان مین زیادہ جننے کی طاقت رہی بچے دنادن ہوا کیے۔ کڑیان جھیل لین۔ اب انحطاط کا دور دورہ ہے۔ اتنو عورت کا ہیکو سچ مچ کی بچھو ہے کیا سبب کہ بچھو کے بچہ پیدا ہوتے وقت اُسکا پیٹ پھٹ جاتا اور وہ مرجاتا ہی۔ علاوہ اسکے یون بھی مرد کی سرمایۂ راحت ہی۔ اور عالم اسباب مین راحت کی ساتھہ نیش رنج بھی اسطرح شامل جیسے مسوڑون مین دانت۔ گلاب مین کانٹا۔ پس اسطرح بھی ان ذات شریف مین نیش موجود۔ تیسرے بوجہ قربت قرب بھی کہی جاسکتی ہین الف کو عین سے بدل دیجیے اور بچھو کے معنے لیجیے۔ اب فرمایئے انمین اور بچھو مین کیا فرق۔ طبیعت اور مزاج کی کجی مقتضیائے طبیعت کا ثبوت ہی۔ یہی سمجھہ قانون قدرت نے بھی بچے جننے مین خاصیت عقربی پیدا کرلی۔ اور بھئی ایک بات اور بھی ہے بڑی بوڑھیان تو آپ جانیے پاؤ تولہ باون رتی تُلی ہوئی بات کہا کرتی ہین اگر غور کرکے دیکھیئے تو معلوم ہوگا۔ جہان کسی کے بچون کو ایک دو تین کرکے گنو۔ اونکو وسواس ہوگیا۔ بدشگونی ٹھہرادی۔ آپ دیکھیے تہذیب اور

تمھاری سلطنت مین ریچھ کیون آیا۔ لومڑی نے کیون ماند بنایا۔ یااللہ کیا ضبط مین جان پڑی
چلو اس سی تھوڑا بہت اطمینان ہوا کہ بے صبرا یوب دور سی غرّے ڈبّے بتانے لگا۔ رعایا ہی
کہ مجھ پھکوے کی ایک نہین سنتی۔ ای لو یہ سب کچھ تو تھا ہی روسیون کو تازہ دل لگی جو سوجھتی ہی
مردبر آجھے۔ .... ہندوستانی بوکھلا گئی۔ کوئی تو کہتا ہی
ہرات پر روس قبضہ کرلیگا تو انگریز قندہار لینگے۔ کچھ حصہ ایران دبائیگا۔ ارے یارو مجھ
بیچارے کو کیون بوکھلا دیا ہی۔ میرا ملک نہوا تمھارے بابا کا مال ہوا۔ اگر روس اور انگریز وہین
چشمک ہی اپنے سمجھوتہ کرلین میرے ملک پر کیون دست درازی ہے۔ وہی مثل ہوئی
دکھیانی بلی کھمبا نوچے۔ مین حیرت مین ہون آخر کیا کرون۔ روس سی ملتا ہون تو انگریز دو ہی
دن مین چھٹی کا دودھ یاد دلائین گے۔ نہین تو روسی ملک چھینے لیتے ہین۔ بھئی واہ۔ ع

دونونکی ضد نے خاک مین ہمکو ملادیا

گھوڑے گھوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے۔ لے بھلا پوچھیے۔ مجھے ان باتون سی کیا مطلب
اپنے انگریز جانین روس جانے ۔۔ گوش خردندان سگ ۔۔ حیرت مین ہون کیا کرون۔
اگر عوام کا قضیہ ہو حاکم وقت سی استغاثہ کیا جائی۔ اب یہ فرمائیے کس سی بادمین داد بیداد مچائی جائے
صرف ایک احکم الحاکمین ہی وہ قیامت کی دن اجلاس کا وعدہ کرتا ہی۔ چلو۔ ع

تا تو بمن میرسی من بخدا مے رسم

اگر یورپ ہوتا تو اور ہمعصرو نسے کہا سنا جاتا۔ یہ کمبخت ایشیا تو یورپین پولیٹکل کالج کے ناہموار
طلبا کے واسطے گیند دھڑکے کا میدان ہی۔ جوجی چاہتا ہی کرتے ہین۔ کوئی بات بیجا ہی نہین۔
اب میرے واسطے سردست سوا اسکے اور کچھ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ جہان تک ہو سکے
انگریزون سے روپیہ اینٹھون۔ پھر دیدہ خواہد شد۔ کسکی رہی اور کسکی رہجائیگی۔

مٹی خراب خلق مین مہر و وفا کی ہی

(عبدالرحمن خان کے خیالات)

اگرچہ اس بات کی تصدیق کسیقدر خطرناک ہی کہ ان بزرگوار کی خیالات ہم تک کیونکر پہونچے
مگر کابل کی طرف منہ کرکے ذرا غور و تامل کرنیسے یہ عقدہ اسطرح حل ہوجاتا ہی جیسے نائیٹرک ایسڈ
مین چاندی - لہذا ہم اپنے ناظرین کو ان مزے دار خیالات کی اطلاع سی محروم نہین رکھتے -

امیر عبدالرحمن خان

لاحول ولا قوۃ - عجب مخمصے مین جان ہی - پای رفتن نہ جای ماندن - اس ملکداری کی ہوس اور
دوستونکی دوستی پر خدا کی مار کہ مفت مین بیٹھے بٹھائے یہ عذاب اپنے سر لیا اپنی مزے سے بسر ہوتی تہی
اللہ رازق تہا ہر حال مین دیتا کچھہ آرزو بہی نہ باقی رہی تھی سبطرح کے مزے لے چکے تھے ؎

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

جی چاہا اِدہر اُدہر کی سیر کی نہین اللہ سی لو لگائی - تخت و تاج کے جھگڑے دیکھو تسبیح مصلے کے
جلوے نظر آئے دنیا کے بکھیڑون سے مطلب ہی نہ تہا - روس بخارا پر قابض ہوا تو ہمکو کیا -
انگریزون نے شیر علی کو جیتے جی مزار شریف تک بھگایا - مارا چہ - مگر اس طمع کو کیا کیا جائے
نہ رہا گیا ملک خالی ملا - گمان ہوا کوئی اور نہ قابض ہوجائے - مثل مشہور ہی "خانہ خالی را
دیو میگیرد" ، چلو بہئی تم ہی قسمت آزمائی کرو - یہان یہ کیا معلوم تہا انگریز لوگ بیکار سمجھکر سر سے بوجھ
اوتار نیوالے ہین - لو صاحب مجھہ بیچارے کی گردن پہنا ہی تو دی - واہ خوب سلوک کیا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید   قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اب ایک طرف انگریزون کی احسانات اور دہمکیان - کہین - ادہر آؤ - اودھر جاؤ -
لفٹ - رائٹ - لفٹ - رائٹ - ایک بولی تین کام یہ کیون ہوا ! وہ کیون ہوا ! -

بعیہ ہند وجہ مسلمان ابتداً سے کانگرس کی مخالفت کرتے آئے ہین لہذا تدارک ہمپر لازم ہی جسکے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنؤ تاریخ مذکور ۹ بجے اتوار کے دن مکان انجمن رفاہ عام مین قرار دیا گیا ہی لہذا استدعا ہی کہ وقت معینہ پر عام حضرات اہل سلام...... اس جلسے مین مع اعزا واقربا واحباب و متعلقین کے شرکت فرمائین اور گورنمنٹ کے خیر خواہ بنین"

یون تو اس اشتہار کی کئی باتین ایسی ہین جن مین اکثر گفتگو ہی مگر ایک بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہی کہ مخالفین کانگرس کے متعلقین کو جو تکلیف دی گئی ہی اوسکا انتظام کیا فرمایا گیا ہی۔ کیونکہ اپنے انٹی بھائیون سے کچھ بعید نہ سمجھیے کہ کنجرون کی طرح مع متعلقین جلسے مین آموجود ہون۔ کیا معنے کہ جب اعزا واقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بھی آپ نے یاد فرمایا ہی اور یہ بھی غالباً "دلمشتہر" خمسہ یعنے خان بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم نواب اغن صاحب۔ مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری۔ حکیم محمد رضا خان بہادر شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہونگے کہ متعلقین بی گھربسی۔ یعنے گھر کے لوگون۔ یعنے لڑکون کی والدہ یعنے اے جی۔ یعنی بیگم خانم صاحبہ۔ یعنے جوروجی۔ یعنے زوجۂ معظمہ طال اللہ باپنہا وانجل الدو ثہا علی روس الشوہرین الی یوم الوفات بل بعد الممات کو کہتے ہین۔ توان ذات شریف کے اوٹھہ کھڑے ہونے مین کوئی کسر باقی نہین رہی۔ جس طرح تھیٹر۔ سرکس۔ گھوڑ دوڑ کے جلسون مین اکثر اتفاق ہوتا ہی اوسی طرح یہان بھی آدھمکینگی اور یہ بھی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گھر یون شریک ہوگا تو اوس دن ضرورت کا سامان بھی ہمراہ ہو گا۔ خواصین پیش خدمتین شیر خوار بچہ

انڈے بچے والی چیل چلہار

بہلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکھنؤ مرحوم مین جان تازہ
پہونکنے۔ چہرے کی رونق بڑہانے خرامان خرامان تشریف لائین اور بی انٹی صاحبہ
چپ شاہ کی بالکی منوہی بنی۔ منہ مین گہنگہنیان بہرے بیٹھی رہین۔ اجی توبہ کیجیے
بولین اور بیچ کہیت بولین اس طرح بولین جیسے ارہر کے کہیت مین پہند بیت
بٹیر۔ بلکہ گلا پہاڑ کے۔ غل مچا کے۔ سارا شہر سر پر اوٹہا کے۔ جس مین یہان سے
لندن تک تو خبر ہو جائے کہ لکھنؤ مین بہی کچہ انٹی بہائی ہین۔ چنانچہ یون تو عرصے
سے سٹریٹ جلسے ہوتے تہے اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق ادا کرنے یا مستحق بننے کی
کوشش کرتے تہے۔ مگر جب دیکہا کہ کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آ پہونچا ادہر
لفٹنٹ گورنر بہادر بہی شہر مین تشریف فرما ہین اودہر حضور ویسرائے بہی عنقریب
دربار فرمانے والے ہین۔ چہتری سرکس بہی تماشے کر رہا ہے۔ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی
بہی آتی ہے۔ ان حضرات کو بہی مثل عارضہ متعدی بخ بجی جہوٹی۔ بے چینی بڑہی
یادہ ہیجان مین آ ہی گیا۔ اور ایک بار آنکہہ بند کرکے کہچکپا کے "عظیم الشان جلسہ
انٹی کانگرس" کا اشتہار دے ہی دیا۔ کس کی رہی اور کس کی رہجائے گی۔ وقت
گزر جاتا ہے۔ بات رہجاتی ہے۔ اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو۔ "منجانب
مسلمانان شہر لکھنؤ تاریخ ۲۰۔ دسمبر ۹۹ء بمقام بلند باغ کانگرس جلسہ سالانہ
لکھنؤ مین ہونیوالا ہے اوسمین کچہ تجویزین قرار دی جائین گی اور کہا جائیگا کہ وہ کل
باشندگان شہر کی ہین۔ حالانکہ اس شہر کے قریب قریب کل باشندے

رنڈیون - خانگیون کا کہین ٹھکانا نہ کیا - جو ایک کیا معنے ساری دنیا کی متعلقین ہونے کا پیشہ اوٹھائے ہوئے ہین اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بی چدن - بی چو دہرائن - وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو غالبًا انٹی بانہ دن کیا بڑ دون بڑ دون تک کو ہو گا - پس اُن کی طرف سے آنکہین پہیر لینا یعنی جہ مناسب ہے بُلوائین اور ضرور بُلوائین اسکے کیا معنی کہ جہان بگہیان - پالکیان - ڈولیان ہون وہان چو پہلے نہ ہون - واللہ انٹی ونٹی تو چار دن کی بات ہی سابقہ انہین سے پڑتا ہی - اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچہا تو بہتون سے برادری ترک ہو جائیگی اور پہر شادی بیاہ ہونا - ناچ گانے کے جلسون مین رنڈی منڈی ایک نہ آئیگی اور سفر دائیون کو جو شکایت ہوگی وہ نمک بہ جراحت ہوگی - یہ سمجہہ لین انکی پیشوازی گورنمنٹ بہی اندرونی قوت رکہتی ہی - انکا سکہ دلون پر چلتا ہی - انکے طبلے کی گمگ نانک متی توپ - سارنگی ہنری مارٹنی - مجیرے نگزم گن سے زیادہ توڑ رکہتے ہین اور بی صاحب تو پوری ڈائنا مائٹ یا ٹارپیڈو ہی ہین - انکے توڑ کا کیا پوچہنا - بلکہ سچ پوچہو تو یہ لوگ سُرنگ ہین جنسے اکثر خاندان کے خاندان اوڑ گئے ہین پس ان کی زد سے ضرور بچنا چاہیے -

راقم

ساتہہ لے دے کے اپنے یارون کو
مینڈ کی بہی چلی مدارون کو

جسکے ابھی ٹیکا لگا ہوگا اور دانہ اوبھرنے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہورہا ہوگا۔
پھر اوسکا گھوارہ۔ پالنا۔ جھنجھنا۔ چُسنی۔ انا۔ چھوچھو۔ مع برادر رضاعی اسکے علاوہ
بکری کا بچہ۔ چند خرگوش اور چینی چوہے۔ طوطے کا پنجرا جو ریز کم کرتا ہی اور خاص
اس مصلحت سے آئے گا کہ بولنے والون کی بولیان یاد کرے۔ باورچیخانے کا بگلہ
انا کے صاحبزادے نطفۂ ناتحقیق کا پالا ہوا لینڈی کتے کا پلہ۔ چھوٹی صاحبزادی کا
گلہری کا بچہ۔ بی گربہ خانم مسماۃ پُسی۔ کبوترون کی کابک۔ مرغی کا ٹاپہ۔ بٹیرون
کے تھیلے۔ بیگم صاحب کا پاندان یعنے سب کچھ دان۔ آفتابہ۔ آئنہ۔ اُگالدان۔
طشت۔ تسلہ۔ لُوٹا۔ ڈھولک۔ بایان۔ مجیرے۔ بچھونے۔ گاؤ۔ بچّے کے پوتڑے۔
نہالچے۔ لحاف۔ توشک سلامتی سے سبھی ہوا چاہین۔ پس معلوم ہونا چاہیے
اسکا کیا سامان کیا گیا ہی۔ اور ہان بڑی بات تو رہی جاتی ہی۔ یعنے ان
سب کا کرایہ کون ادا کریگا۔ بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے لگین کیا وجہ
کہ یہ نہایت بدشگونی ہوگی۔ دوسرے اگر یہ جرمانہ دینا پڑا تو متعلقین کیا معنے
متعلقین کے متعلقین یعنے شوہران برخوردار بھی گھر سے باہر نہ نکلنے پائینگے۔
پھر اگر مع اعزا و اقربا واحباب و متعلقین کو بلانا چاہتے ہین تو پہلے جلسے کی
جانب سے ان سواریون کا بندوبست فرمایا جاوے۔ پھر اللہ نے چاہا تل
دھرنے کو جگہہ نہ ملیگی۔ سارے انٹی بھائی بقول اہل دکن اپنا اپنا کھٹلا لیے
موجود جلسہ ہونگے۔ طاعون والے جلسے مین تو دوکانین بند تھین اس دفعہ
چولھے تک گھرون مین نہ گرم ہون تب کی سند۔ بگڑ جاے اوستاد خالی۔
ایک بات مشتہر صاحبان بھول گئے یعنے متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر
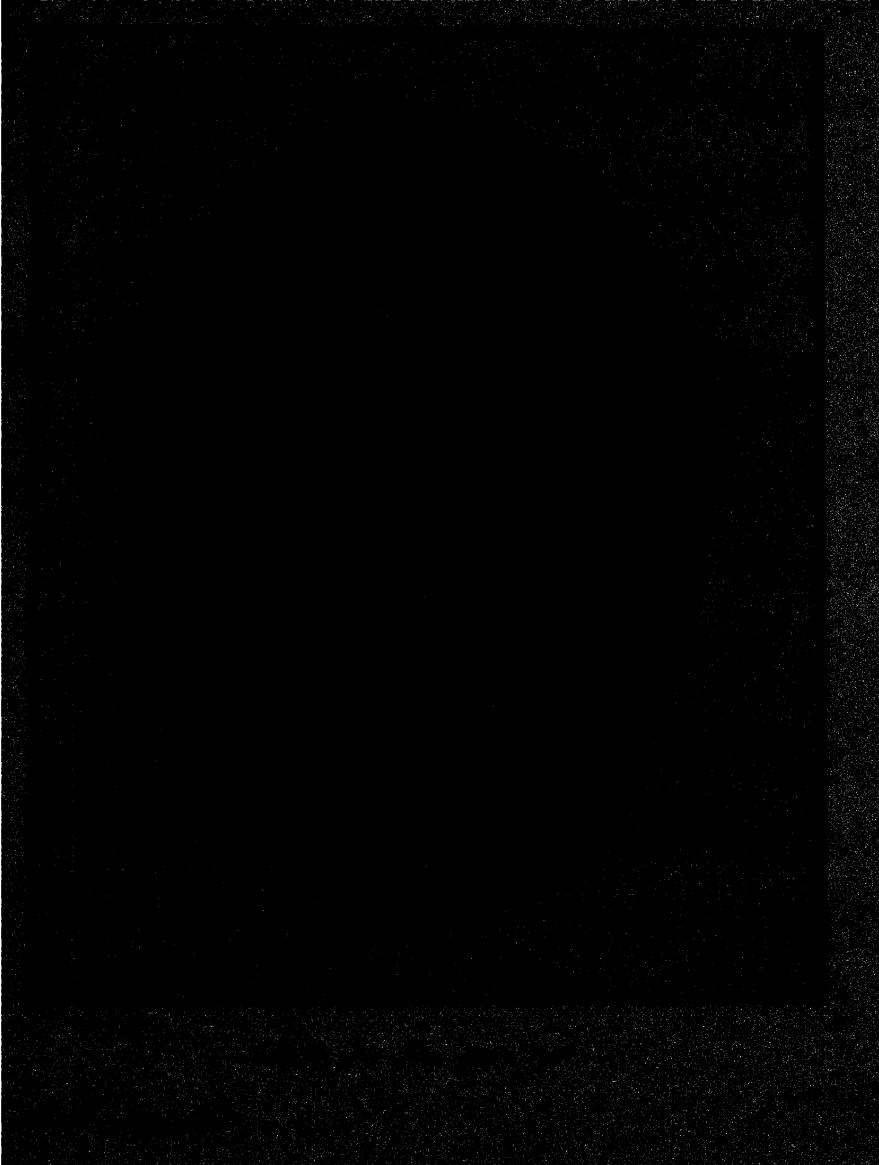
مرزا مچھو بیگ ستم ظریف

مرزا محمد مرتضیٰ نام عاشق تخلص عرف مچھو بیگ تیج کی نامہ نگارون
مین ستم ظریف کے نام سے مشہور تھے۔ آپکے مورث اعلے مرزا
عطاء اللہ بیگ معروف بہ نواب حسین علی خان بہادر اٹک سے لکھنؤ
تشریف لائے تھے آپ کے نانا مرزا اسد علی بیگ بادشاہ اودہ
کی فوج مین کیدان تھے مرزا صاحب بچپن سے بائیس سال کی عمر تک
نانا کے ہمراہ رہے اور اسوقت تک بجز سپہ گری اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔
لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد بطور خود کافی علمی لیاقت پیدا کرکے مشغلہ
شعر وسخن کی جانب بہی توجہ شروع کی اور رفتہ رفتہ اس فن شریف
مین بہی اسقدر قدرت بہم پہونچائی کہ آپ کی زندگی ہی مین آپکا
نام اُردو زبان کے اساتذہ اور محققین کی فہرست مین داخل ہوگیا تھا
آپ مرزا نسیم کے شاگردون مین سے تھے۔

دراز قامت فربہ اندام صحیح وشدید القویٰ جسم وقوت کی اعتبار سے (بقول حضرت حسرت موہانی
شاعرون مین ناسخ ثانی کے نام کے مستحق تھے۔ رنگ البتہ ناسخ کے خلاف گندمی تہا
کُھلتا ہوا۔ دوپلی ٹوپی انگرکہا گھٹنا لکھنؤ کی معمولی وضع آپکو بہی مرغوب تہی لیکن آخر عمر
مین کبھی کبھی کوٹ پتلون بہی پہن لیتے تھے۔ لطیف وظریف خوش بیان و
خوش گفتار اپنے چھوٹون سے بہی ظرافت کو دریغ نہ کرتے تہے۔ آپکی ملنے والونمین
پرانی وضع کے لوگون مین اشرف علی صاحب اشرف مرحوم منشی امیر اللہ تسلیم
وغیرہ اور نئی تہذیب کے لوگونمین منشی جوالا پرشاد برق مسٹر حامد علیخان بیرسٹر
اور منشی محمد سجاد حسین صاحب تھے صلح کل و مرنجان مرنج کی یہ کیفیت تھی کہ
مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بہی لوگون کو آپکے اصلی مذہب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی
کہ سنی تھے کہ شیعہ آپکے شاگردون مین منشی بالمکند گپتا مرحوم اڈیٹر اخبار بھارت

متر شگفتہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین کہ جس سے آپکی ہر دلعزیزی
و بے تعصبی کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت حسرت موہانی کہ جنکے لطف و کرم سے
یہ حالات زندگی مرزا صاحب کی ہم تک پہونچے ہین فرماتے ہین کہ
"آپ کے نظم و نثر کے تمام کارنامے ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے
بعد کے ہین۔ مرزا تسلیم مرحوم بھی اسی زمانے مین دہلی سے
لکھنو تشریف لائے تھے انکی صحبت اور شاگردی نے سند ناز پر تازیانے کا
کام کیا۔ اور آپ کے ادبی مذاق کی خوبیون نے روز افزون ترقی کے ساتھ
پایان کار وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آپ نثر نگاری مین یکتائے روزگار اور
سخن سنجی مین استاد قرار پائے۔ لکھنؤ کے مشہور ظریف اخبار اودھ پنچ مین
اسکی ابتدا سے لیکر اپنی آخر عمر تک ۳۳ سال برابر "ستم ظریف" کے فرضی نام سے
ایسے دلچسپ مضامین لکھتے رہے جنکا ادبی اور تنقیدی حیثیت سے بے مثل
و نظیر ہونا آجتک اہل قلم کے حلقے مین مسلم سمجھا جاتا ہے۔ تذکرہ شعرا کے مانند
جب کبھی اردو زبان کے نثر نگارون کے حالات بھی مرتب کیے جائینگے
اسوقت حضرت عاشق کا نام یقیناً طبقہ اول کے انشا پردازون کی فہرست مین
ممتاز نظر آئیگا۔ لکھنو کی زبان اور محاورون کی جتنی تحقیق مرزائے مرحوم کو تھی
اسکا اندازہ انکی مشہور تالیف "بہار ہند" کے دیکھنے سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔
افسوس ہے کہ ملک نے اس لغت کی کافی قدر نہ کی ورنہ اگر اسکے باقی تین
حصے بھی چھپ جاتے تو اردو زبان کی اصلاحون اور محاورونکا ایک لاجواب
مجموعہ مرتب ہوجاتا۔ مولوی حکیم الدین وکیل اکولانے علم ادب کے متعلق اودھ پنچ
سے آپکے بعض مضامین کو نقل کرکے "چشمہ بصیرت" نام ایک کتاب کی صورت
مین چھپوادیا تھا مگر وہ اب کمیاب ہے۔ گلزار نجات میلاد شریف نظم اور مثنوی
نیرنگ خیال معروف کے علاوہ آپ کا ایک ضخیم دیوان مشتمل بہ جملہ اصناف سخن
آپ کے خلف رشید مرزا محمد صدیق صاحب صادق کے پاس موجود ہے۔"

آنکھون والے لاٹھی کے سہارے اندھے حافظ جی بنے چلے جاتے ہین مکانات
ایک تو یونہین بڈھے کا دانت بنے ہوئے ہاے ڈولے مین تھے۔اب جو پانی
برسا کسیقدر تراوٹ پائی چلیئے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اڑار ڑادھڑیم
کرکے پشت بزمین رسید ہوئے۔اب مٹی کون اوٹھائے مزدور تو مزاج
معشوق کی طرح ملتے نہین۔برقنداز بہادر جبسے پولیس والون کی شکایتین ہوئین
اور بھی خون کے پیاسے ہوگئے چالان ہی کیے دیتے ہین۔دوڑتے دوڑے
پھیپھڑی کیسے ہاتھ پائون تک بھول گئے مگر بارہ بارہ چوبیس کوس مزدور کا
پتہ نہ لگا۔بڑی خرابی نہایت مشکلون سے اگر کوئی لولا لنگڑا نصیب ہوا تو رسیان
باندھ کے رکھیے نہین رکتا پٹا توڑائے بھاگا جاتا ہے۔سواگر دن ہلنے کے ہونکار
زبان ہی سے نہین نکلتا سوانہیان کے ارسیان چار آنے آٹھ آنے روپیہ
دو روپیہ دس بیس سو پچاس ہزار دو ہزار روپیہ روز لوگے۔جی نہین اون ہونہ
یہ بھی وکلا کی تعلیم یافتہ بڑے ڈبلو آختہ ہوئے۔لے توبہ استغفراللہ پائون
کی طرح زبان بھی بھسل گئی کدھر کی کدھر ہورہی ہے۔اب لاحول ولاقوۃ الاباللہ
ہان نیت کرتا ہون مین واسطے بیان کرنے حالت پُر ملالت مقدمۂ مذکورۂ
بالاجس سے بڑھ کے کوئی مرض لادوا نہین واسطے دوزخ کے منہ طرف کچہری کا
اللہ اکبر۔استغفراللہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔لیجیے نیت بد ہوگئی
نماز توڑنی پڑی پہلے سب سے اتنی بات بطور مقدمہ اور گذارش کرنے
کے ہے کہ فصل کا کچھ قصور نہین کوئی موسم کیون نہو قسمت اپنی اپنی دنیا کی
دورنگی عالم مین مشہور ایک برتاؤ زمانے کا سب کے ساتھ نہین ہوتا

گرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
سرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
برسات مین سب سے بڑہکے چھچھالیدر
برما بگذشت و روبکاری ہی وہی

سُبحان تیری قدرت۔کیون قبلہ مولوی اودہ پنچ خان صاحب بہادر دنیا
بہی بقول جُلاہے بہائیون کے کیا ہی مقام ہی گہڑی مین کچہ اور گہڑی مین کچہ
یقین ہے آپ کو یاد ہوگا کہ ابہی کل کی بات ہی مئی جون کا مہینہ (ساتت
قرآن درمیان) کیا کیا آتش افروزیان اور گرمیان کرتا تہا۔کس شدت کی
کیسی دہوان دہار جلاپے کی گرمی تہی۔اے لیجیے اک ذرا مین ہوا جو بدلی
بادل خانصاحب ڈنکے بجاتے مع افواج قاہرہ برشکالی آدہمکے لگا دنا دن
مینہ پڑنے پہر لے میرے بہائی ابر ہی کہ دوڑا دوڑ کرتا چو طرفہ سے گہرا چلا آتا ہی
پانی کہتا ہی کہ آج برس کے پہر نہ برسونگا۔موسلا دہار۔چہاجون برس رہا ہے۔
چار ہی دن مین وہ پکار مچ گئی کہ توبہ بہلی ہی۔نالے ندیان دریا سمندر کا بچہ
جدہر دیکہو عالم آب کا م کاجی پسینے کے بدلے مینہ مین شرابور۔رات کیسی دن کو
بجلی بن گہٹائین مست ہاتہیون کی طرح جہومتی چلی آتی ہین۔بجلی کی چمک پہر
اوسکے بعد گڑگڑاہٹ کو اور کیا کہیے یا تو آسمانی بم کے گولے چہوٹتے ہین یا فرشتے
عالم بالا کی چہتین کوٹتے ہین۔تاریکی وہ کہ ہاتہہ کو ہاتہہ نہین سوجہتا اچہے خاصے

ہوس گل کی کبھی مثل عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی تھا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

سب سے بڑھ کے عیش باغ کے میلے جنہین ا قیو نیکے دلسے پوچھا چاہیے وہ خاکی پریزادو نکہ بناؤ سنگھار ن خوش نصیبون کے جماؤ - تنبولنون اور ساقنون کے ہجوم - سودے سلف والون کی دہوما دہوم کہین بٹی دہڑا کا میان بیوی لڑاکا کی پکار - کسی طرف تماشین سہال گو نیان مزیدار جابجا ہنڈولے گڑے - کبڑیون کا ہلڑ - ارے میان ملیح آبا دلٹا دیا ٹپکے ٹپک پڑے کسی طرف چٹ پٹے سلونی گرما گرم چڑ پڑے - کباب ہین بارہ مسالہ دار دہی کے بڑے - بگہیون کے گرد مالی ہار بیچنے کے بہانے آنکہین سینکتی پہرتے ہین - جب سنیے - ارے میان بیلا یہ پلنگ توڑ بیلا - بیلا محبت مین کھلا - سونگہا اور گلے پڑا - کہین جہولے پر جہنتی قمریون کا تانین لگانا - مفلس شوقینون کا رانین پیٹ پیٹ کے تلملانا - یہ بہی آٹھوین دن کا ڈھکوسلا ہی قسمت ورونکو تو برابر چین ہی چین لکھا ہی ہر روز دن عید رات شب برات پھر واہ ری برسات اور واہ ری برسات یہان بلا تشبیہ نقل کفر کفر نباشد بہلے آدمی سے نرے کہرے سائل ہوکے رہگئے - جب سنیئے سائل یہ چاہتا ہی سائل یہ عرض کرتا ہی سائل کو اطلاع دو - سائل حاضر ہی - واہ جی واہ اتنی بڑی سرکار سے خطاب بہی ملا تو بہک منگا گدگرون کا سا - طرہ یہ کہ حاصل حصول خاک نہین بلکہ روز لینے کے دینے کچہ اپنی ہی گرہ کا خرچ ہوتا ہی - خلاصہ یہ کہ ہم ایسے اور بندگان خدا جو معظمہ مکرمہ بی دیوانی خانم صاحبہ کے چکر سے ننانوی کے

خوش نصیبون کو اسمین بہی خوشی ہی چین سے گہرون مین بیٹھو ملار گایا کرتے ہین
اک ذراسی بیفکری ہونا چاہیے پہر واہ جی واہ پانچون گھی مین اور سر کڑہائی مین
یہی فصل وہ ہی جسکے لیئے نتین مرادین مانی جاتی ہین - شعرا مین کشتی مے کا
اوتارا برسات ہی کے گہاٹ پر ہوتا ہی - جب سنیئے ؎

تند و پر شور و سیہ مست ز کوہسار آمد　　　　میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کا ترانہ - اُردو والے ؎

گرہ مین زر ہے رندون کے گہٹا اوٹھی ہی اوترسے
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین ہن برسے

کے شور غل سے کان پہوڑے ڈالتے ہین - نشہ پانی والے بہشتی جوان جب
دیکہیے آسمان ہی کی طرف تکا کرتے ہین - معشوق لوگو نکا یہ پیار امنہ ہی
جتنی باتین ہوتی ہین وہ انہین دنون کے لئے اوٹہار کھی جاتی ہین - جہان
اک ذراسی گہٹا آئی بوندا باندی کا لگا لگا اور گہر گہر کڑہائی چڑہ گئی - چہنن
مُنن کی آواز آنے لگی - کپڑے رنگ برنگی انہین دنون کے لیئے ایجاد ہوے
بی مہندی خانم کی قدر و منزلت شاید سال بہر تک ایسی کبہی نہین ہوتی
جب دیکہو قدمون سے لگی ہین اور عاشق تن رشک وحسد سے ہاتہہ ملتے ہین
جہولون پر لہک لہک کے سال بہر کی دل کی بہڑاس نکالی جاتی ہی -
لہری بندے جب دیکہو دریا کنارے لال پری سے علیک سلیک کرتے
نشہ پانی کا رنگ جماتے مزے اوڑاتے ہین ہاے ہاے
یادش بخیر بقول کسے ؎

موسلادہار پانی پڑرہا ہی۔ گھبراہٹ مین تیل جلا رہے ہین اولتی تلے مسافر
بنا رہے ہین ٹوٹکے پر ٹوٹکے ہوتے ہین۔ کبھی رات کے تارے دن کی دھوپ کا
وظیفہ۔ کبھی چار مندے چار گندے چار مکر ہارے۔ بدلی گئی پہاٹ پہوٹ تارے
نکل آئے۔ کی تسبیح جپنا۔ مگر توبہ بھلی ہی بدلی خانم صاحبہ کا اور گھٹا ٹوپ ہوتا جاتا
ہی اب گھڑیال کی آواز جو کان مین آئی تو گنتی شمار کون کرے تن بہ تقدیر
گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور سیدہی کچہری کی راہ لی۔ مگر قطع شریف اتنی پاک
و پاکیزہ کہ مئی جون کے مہینے کا ٹھاٹھہ بھی قربان کیا تھا۔ اے واہی واہ۔
پائینچے دونون چڑھے دامن گردانے۔ موزہ باران کوٹ ایک تو نصیب نہین
دوسرے انگریزی وضع بناتے پرانی شریعت کے خلاف چلیے گھوڑے کی گردنی یا
پرانی سڑی کملی کا کھڈ ونگا کے دہی موی بستہ نائی کی سی کسبت یا اپنی قسمت
کی طرح بغل مین دبا کے زیر پائی کے ہوادار پر سوار سٹر پٹر کرتے ہوے چلے اب
ڈوبتے ترتے سڑک پر پہونچ کر نہ کسی کو دیکھتے ہین نہ سنتے ہین۔ اِکّے والے ہوت
اکے والے ہوت کی صدا لگا رہے ہین۔ جواب کون دے مینہ کے دہاڑم دھاڑ
مین کان پڑی آواز تو آتی نہین۔ بڑی بڑائی کسی دلگی باز نے اِدہر اُدہر
کونے کھدرے سے آواز دی بھی تو کیا دوت دوت۔ یہان اوسی کے سہارے
ڈوبکیان کہاتے ہوئے رینگ چلے۔ اب ہوا کے سناٹے دانت کٹکٹے کیے دیتے ہین
یہان کچہری کا بھوت سوار جیکے سے زیادہ یہ خوف لگا ہوا کہین بیگار ہو جائے
نہین شتم پشتم گول دروازے تک پہونچ گئے۔ اب اکے تو جمعرات کی اہی واہین
بہت مگر خالی ٹٹو پوشش بچھونا ندارد۔ وہ بھی غنیمت است کھکے بے چکائے

پھیر مین پڑے ہین اونہین دن رات وہی جھگڑا ہی بلکہ گواہی شاہدی اغیرہ وغیرہ کے بجز جہکڑے کو جرخ چون کرکے گھسیٹتا بدا ہے ہان اکثر بیجیائی کے تقاضے پر یہ شعر حسب حال الاپتے ہین ؎

وہی محبوب بھٹیاری جو آگے تھی سواب بھی ہے
وہی لہنگا وہی ساری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی کہانا نہ پینا دس بجے جانا کچہری کا
نصیبون کی وہی خواری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی دولت کا لٹنا اور وہی خرچے وہی ہرجے
وہی پیسے کی بھرماری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی کپڑون مین کیچڑ کے چپکے کالی کے دہبے
ہوائے جرخ زنگاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی دیوانون کی سی رات دن گردش وہی چکر
جنون کی گرم بازاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

اوسی صورت سے ہے ابتک برے کی جان کا رونا
طبیعت زیست سے عاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

قصہ مختصر۔ کچہ ہی کیون نہو مینہ برسے آندہی آئے۔ ادھر کی دنیا چاہے اودہر ہوجائے اِن مصیبت کی مارون کو وہی ایک دہندہا۔ صبح ہوئی اور موم جامے کے ٹکڑے مین کا غذات لپیٹ کی مستعد ہو بیٹھے۔ اور مینہ کہلنے کا نام نہین لیتا

بجلی چین سے کٹڑی بیر لگاتی ملاحی کاٹتے ۔ ایک گاڑی ڈوبتی ترتی پانی
مین غل غل کرتی نظر آئی دی جان مین جان پڑی جلدی سے کیون بہائی
لیچلو گے ۔ وہ تو جان جو کہون بھولی بیوپاری کا مال لٹا دیا بھیک کے شور بہ
ہو ہی چکی تہی بڑی ڈپٹ سے بولے آئیے اور ایک رپاٹا لگائین مگر جہرہ دار
لگے گا ۔ اجی اور سوا چٹا گلے گلے پانی گھٹنون گھٹنون دلدل منظور او منظورت
چلیئے جھٹ پٹ داخل گاڑی مبارک ہوئی اور جلدی لیچلو کی تاکید شروع
ہوئی قصائی کے پل تک تو ٹٹو ی بہزار خرابی اس ترکیب سے گھسیٹ لیگئی کہ بادشاہی
زمانے کے سزا ہر ہر قدم پر پانچ پانچ کوڑے پڑتے تھے آمین رجعت قہقری کا
وقت آیا کہ بالشت بھر بڑھے تو دو قدم پیچھے کو ہٹے یون ہی جون تون ڈلے
دے دے کر ریل کا پل ناکھے اتو ہ نہ ہلد نہ جنبد نہ کھسکت زجا
کا زمانہ آگیا یان ٹٹو اللہ کرکے زمین دوز ہوا ۔ کوچبین صاحب نے لاکہ کوشش
ہزار سر مغزن کی ۔ ہیچ نمی شود جنبش چہ معنی دارد لاجنب ولاتجنب جناب
ذرا باہر آکے پہیئے مین ہاتہ لگا دیجئے ۔ بجا ارشاد ہوا پہیئے مین زور لگانے سے
کیا ہوگا آپ ٹٹو کے پہیئے لگائیے تو کچھ کام چلے ۔ پھر صاحب مینہ بوندی مین
آدمی تو گرہی پڑتا ہی جانور کی کون کہے ۔ ہٹ تیری کچہری کی دم مین تہ توڑ
کنوئین کا نل کیا تہا کس عذاب مین جان پڑی ہزارون باتین سناتی ہوئے
بگھی سے اوترے پیدل چلنے کا قصد کیا اسین کوچبان صاحب نے کمر مین ہاتھ
ڈالا کہ ہمارا ہرجہ معہ کرایہ بائین ہاتہ سے دہر دیجئے اتو ٹٹو بچتا نظر نہین آتا
سو پچاس روپیہ کا نقصان ہوا بہت خاصے مختانہ بھر دیکیے بہی جان

سوار ہو لئے اور کہا کہ بھائی اکے والے کہان ہو ہمین کچہری لے چلو کے والے
دو کان مین کہڑے سلفہ اوڑا رہے تھے بولے لیچلنے کو تو ہم نئی دنیا تک لیچلین
لیکن پہلے آپ آسمان پر جا کے پانی کا برسنا بند کرا دیجئے تو کام چلے سڑک تو
دکھائی نہین دیتی آئے وہان سے لیچلو گے ایسے ہم بیدہے ہین کہ بن ناحق
اپنا ہاتہہ منہ توڑوا ڈالین - بھائی جہان ہمارا مقدمہ ہی ہمین دس بجے ضرور
وہان حاضر ہونا چاہیے رات کے دس بجے تک پھر پکار ہو لیکن حکم دس ہی
بجے کا لگا دیا ہی - پھر مقدمہ آپکا ہی ہمین کیا ہم تو بے پانی کہلے خدا ہی بلائے
تو نہین جاتے اپنا کام کیجئے بڑی جلدی ہی تو اور دو قدم ناک کی سیدہ پہ
چلے نا جائیے ہمین فرصت نہین - اونہہ جہان ستیاناس وہان ساڑھے
ستیاناس چلو گاڑی پر چلین - اری بھائی ایک گاڑی کچہری تک لے چلو -
بہت خوب آئیے یہان سائین نکل آئیے اتو بنا کے بھیگ گئے صورت نہین
پہچانی پڑتی ہی لو ہمارے پرانے وہ ہین گو سواریان ہونگی - ار میان اب
تقریرین نہ کرو ہمین جلدی ہی بس ایک سواری اور گہنٹون کا حساب - کیا کہا
گہنٹون کا حساب - تو آپ ضرور کچہری پہونچ میان جی ابہی آغا میر کی ڈیوڑہی تک
کرایہ دو روپیہ کا پھیر دیا کہ بھیا کون اپنے ٹٹوؤن کی جان لے کہین کچہ اینڈے
بینڈے پانون پڑ گیا تو اپنا سو روپیہ کا نقصان ہو جائیگا - لیکن آپکی خاطر ہی
خیر دو روپیہ دیجیے لے چلین گے پھر غصہ آگیا اور پیدل چل نکلے اونہہ کیا ہمارے
پانون نہین - اجی تو آئیے میان جی یہ لیجیے آپ تو خفا ہو چلے آخر کچہ دیجئیگا - کچہ نہین -
کہتے ہوئے یہ جا وہ جا سڑک پر مع مبالغہ پونی تین قد آدم پانی گنگا جمنا کا دہارا ہو رہی

جا کھڑے ہوئے اتنے سے موت مرے جاتے ہین خیر لعنت بکا رشیطان جب ذرا پیٹ
مین سانس سمائی کپڑے پہر ہرے ہوئے تو وکیل صاحب کی تلاش کو نکلی ایک آدھے
شناسا سے علیک سلیک کی وہان خبر سنی کہ آپ کی تو پکار ہوئی تہی وہبی پیشاب
پانی ہو گیا اب چلے پانون کی سی بلی ادہر وکیل صاحب کو دیکہا ادہر تلاش کی
وہ سلامتی سے چھلاوا بڑی جستجو اور تگا پو سے بانسون مین کنوئین اور کنوون مین
بانس ڈال کے وکیل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی غضب ہو گیا قسمہ ہوا
دیکھتے ہی ساون بہادون سے بڑھ کے برس پڑے۔ ایک گھڑکی بتائی کہ واہ وا
صاحب تم تو عدالت کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے ہو۔ نکلنے کا نام ہی نہین لیتے۔
وہ تو کہیی خدا ساز بات مین اپنی چند مقدمات کا نقصان کر کے آج سویرے منہ اندہیرے
آیا حاکم ہاتہ پر ہاتہ رکھکے بیکار بیٹھے تھے کہ مین نے سلام کیا۔ تخلیہ تو تہا ہی پوچہا
کیون تمہارا آج کوئی مقدمہ ہے۔ بس مین لی اوڑا۔ چنان وچنین حضور خداوند غریب کی
بات کو بڑہا وادیکے مطلب پر لایا کہ جی ہان ایک فلانا مقدمہ ہے وہ کم بخت بدنصیب
ناشدنی ابہی تک نہین حاضر ہوا۔ وکیل ہون لیکن ابہی تک سوا محنتانہ لینے کے
اور کچہ نہین سمجہا اور نہ آج تیار ہو کے آیا وہ ہوتا تو خیر کچہ کام چل ہی جاتا آپ
مہربانی سے اسکی تاریخ بڑھا دیجئے کیونکہ مدعی کا بہی کوئی وکیل حاضر نہین آیا
پہلے تو خاموش سکوت مین بیٹھے رہے پہر فرمایا کہ اچھا برخاست کے وقت دیکہا جایگا
پھر مین نے بہت منت سماجت کی ہاتہ پانون باندھے مگر کچہ جواب ندیا اچھا کہا
کیئے۔ بس جناب اس حاضر باشی اور پیروی کا محنتانہ شکرانہ داخل کیجئے نہین آج ہی
سیدہی جہنم واصل تحت الثریٰ کے اندر چلے جاتے۔ بس مجھے کمشنری جانا ہے وہان سے

چھٹتے نظر نہین آتی - بہزار منت خوشامد تہکا فضیحتی آٹھہ آنے دیکے رضامند کیا
اور کچہری کا رستہ لیا - جلدی کا واسطہ گہبراہٹ کی چال ٹیڑہی کوٹھی والی
سڑک تک جا کے پاؤن جو پہسلا لنڈ ہکری کھائی راستہ صاف تہا اِدہر اُدہر
دیکھہ کے اوٹھ بیٹھے کپڑے لت پت کُہنی لُہو لُہان کہڑے قدمے گرنے کا دہچکا ابہی
سیدہے نہوئے تھے کہ دوسری قلابازی کھائی آپ ہی یا علی مدد کہکے پہر اُٹھے
اور اُتو کرتے پو قدمے کی چال چلتے ہوے کچہری پہونچے وہان کی کیفیت قابل دید
معہ مبالغہ کئی ہزار غرض مند اور وہی ذراسی جگہ بہلا گرمی مین تو ادہر اودہر پکر لیا
شہتوت کے تلے ٹکاؤ تو کیا پنچے ٹیک لیتی تہے اب تو بالکل جیسے بوراہا کتا جدہر جائیے
دوت دبک دیکھو پانی ٹپکتا ہے لو کاغذ بہیگ گیا - ہان ہان چھینٹیں نہ اوڑانا
غرضکہ خدا کے سوا کہین ٹھکانا نہین - اسیطرہ گہڑی دو گہڑی کا واسطہ ہو تو خیر
جہیل ہی ڈالا جائے - نئے نئے حاکم سویرے سے اجلاس پر آکے جو ڈٹے تو سات بجے
کی خبر لی بس جی پک گیا اُسپر کبہی ایک مقدمہ پیش ہوا کبہی دو - شام کو بدتہی دستانِ
قسمت سے کہدیا - دال بیش دو چلدوا اپنا سامنہ لیکے پلٹ آئے کہان گئے تہے
کہین نہین کیا کیا خاک دہول پکائن کے پہول کرنا کیسا لکہا پورا کرتے ہین جس
مقدمے والے سے پوچہیئے نت نئی آلہا گاتا ہے یہانتک کہ بعضے دو کہا چندہ کر کے
سرا بنوانے کی تجویز پیش کرتے ہین کہ بلا سے اتنی ہی راحت ہو جاے گہر سے
پا تراب کر کے یہان آرہین گے کبہی نہ کبہی پیشی کی نوبت آہی جایگی - اور کچہ نہین
تو کہانے پینے سونے بیٹھنے کی تو تکلیف نہوگی چین سے بی بھٹیاری کے یہان ٹکے
رہے جب کبہی وقت بیوقت اندھیرے اوجالے پکار ہوئی جلدی سے حاضر کہکے

ہوگیا زندگی سے جی بیزار
وقنار بنا عذاب النار

توبہ سوبہ تلاَ پلاَ دوہائی تہائی چوتھائی - داد بیداد فریاد الغیاث وغیرہ وغیرہ - بااینہمہ کان پکڑکے اوٹھا بیٹھی بعد ملاحظہ نظر ثانی پھر توبہ کر بندے اس گندے روزگار سے - کیا کہیے اور کیا نہ کہیے - آجتک معہ مبالغہ پونے پانچ کرور برس ہوئے کہ اس عذاب النّار کا مطلب سمجھ کے بیچا پیچ مین نہین آتا - بعضے عذاب النار کے یہی معنے بھاڑ چولھے کی آگ کہتے ہین - جیسے ملا قل اعوذیے [illegible] خ [illegible] ہمارے معزز مولانا سے عربی کے بقول یونہین سا ایک دوہڑ پکا ڈرا دے دہمکا دیکا آلہ ہے - مان بیٹی ہین - اکثر پیٹو سرجھکے پیٹ کی آگ یعنے بھوک پیاس کا عذاب سمجھے ہوئے ہین - بعضے سپاہی پیشہ لڑنے مرنے مورچہ میدان داری کے آدمی بندوق کی نلی سے تعبیر کرتے ہین - غرضکہ اپنے اپنے خیالی پلاؤ کون ایسا ہی کہتے پکاتا خاص مطلب سچی بات وہی ہی جو ایک برگزیدہ سن رسیدہ گرم و سرد چشیدہ پہونچے ہوئے اللہ والے بزرگ نے مرتے وقت چپکے سے کہی تہی کہ بہیا ناری مراد عورت یہی عذاب وہ ہی کہ جس سے پناہ مانگنی چاہیے بلکہ پناہ بہی مانگے نہین ملتی - غرض یہ کہ چھٹکارا ہی نہین - بھاگے سے بہی جان نہین بچ سکتی اب ضرور ہوا کہ مین تھوڑا تھوڑا سا ذکر بھی کر دون پورا مرقع اوتارے مین تو شاید کم سے کم کوئی سوا لاکھ جزو کی کتاب ہو ہان دو ایک جملے پتے نشان کے طور پر وہ بہی لب لباب کہدونگا - ہان لے اب پڑھیے - کیا (وقنار بنا عذاب النار) ای حضرت پہلی قسم

اور ایک جگہ وہان سے اور کئی مقام پر تم تاریخ پیشی دریافت کرکے معہ رقم محنتانہ شکرانہ مکان پر آنا
لیجیے بندگی - چلیے وہ سبکدوش ہوئی یہان پر ہزار ہزار مرتبہ دروازے پر صدقے ہوتی پہرتے ہین خالی
میدان سے آج ہوتا ہی نہ کل - مگر ہان ایک بات ضروریات سے قابل گذارش ہی کہ پانی بوندی
کی سیلن سی ذرا مقدمات کی گرما گرمی جو سرد پائی تہی تو جیسے دیکہیے وہ بہوک پائی کبوتر کیطرح
کند سے تو ایسے تعد بیٹہا ہی جیسے سبحان اللہ سبحان مولا سبحان کا وظیفہ جپا جاتا ہی جس سے دو چار
ہوئی بڑی لمبی چوڑی مہربانی کی - اللہ کہان تہے آج کتنے دنونکے بعد - کہائی پڑی - تمہارے
کاغذات تیار رکہے ہین - واہ صاحب سلام آپکی نقل کئی بار لکہی اور نہ ہوڈالی - اجی حضرت
آپکا ترجمہ رکہا ہوا ہے، تو لیے جائیے بہت خوب بہت اچہا بہت بہتر آپکی مہربانی نوازش
بندہ پروری - مذکوری چپراسی آج کیا آپکی پیشی ہے - ہم تو بمبرید کو دن مکان پر جاکے گہوم آئے -
خیر صاحب کہڑے کہڑے سر کا لہو پانو مین اتر آیا خالی ایری پہیری پوچہا گچہی کتر بیونت
چہیل چہال مین چار بجے پانچ بجے - اب تو جہکے چہوٹ گئے - بہوک کا غلبہ جدا - پاخانے
پیشاب کو ضبط کرنے سے جی بولا یا ہوا - بواسیر کا مرض ہوا کہڑے کہڑے شدت سے درد ہونے لگا
بہیگنے کی زحمت نے حرارت کی سی کیفیت پیدا کی - ادہر تو برسات کی فصل ادہر رات
ہو چلی ہوا کی خنکی اور بہی ناگوار ہونے لگی بالکل شام کے قریب تہا معلوم ہوا کہ اس مقدمے کی تاریخ
اسی مہینے کم سال بہر کو بڑہا دی گئی - سائل فریق ثانی کی اطلاع ہی کا خرچہ داخل کرے ثبوت کے
کاغذات ملاحظہ کرنیکو تاریخ اور مقرر ہوگی - بالفعل متفرقات کی پیشی مین نواب صاحب بہادر کی پوشش
ضروری کی واگذاری کی گئی فقط سب پڑہنے کی پوشش کی لفظ سمجہ مین نہین آتی آج تک کبہی گاڑی
میز کرسی کی پوشش سنی تہی نواب صاحب بہادر پر کونسی پوشش پڑتی ہی تو بعد دریافت حال بسیار
اتنی اصلیت ثابت ہوئی کہ پوشش سے مراد پوشاک ضروری، باقی پہر انشاء اللہ بعد پیشی دو پیشی

کب نظر بچے کہ ہوا ہون توبہ ہے ہمسے تو نگوڑی کبوتری اچھی - جب دیکھو کبوتر اوسکے گرد پھرتا ہی چونچ سے کھینچتا جاتا ہی جو بن دیکھتا ہی - اور تو اور اپنے پیٹ کا دانا اوسکے مُنہ مین اوگل آپ بیچارہ بھوکا رہتا ہی پھر یہ ایک پیار اخلاص ہی نہین - بچے پالے - تنکے چونچ مین اُٹھالا کے دربے مین گھر بنائے انڈے سیا کرے بچون کو بھرائے کبوتری ذرا باہر نکلی اور غون غون - یہ اپنی زبان مین بُلاتا ہی - زبان تو ہی نہین کہ کہے مطلب یہ کہ تو کیون تکلیف کرتی ہے نہین چین سے بیٹھی رہو - اور مزا یہ کہ وہ قطامہ اودھر رُخ نہین کرتی بہاگتی ہی دس دفعہ کی خوشامد در آمد مین ایک دفعہ شاید یہ بہی چونچ سی چونچ ملا دیتی ہوگی اور بڑی بڑائی اِدھر کی اودھر اِترائی اِترائی دم لٹکائے تیرتی پھرتی ہین - ابہی کل کی بات ہی - کتان مرتبہ مین نے خود کہا کہ کیون صاحب تمنی تو اب سب کہین کا آنا جانا اوٹہنا بیٹھنا چھوڑ ہی دیا - دن رات گھر مین کھونٹے سے لگے بیٹھے رہتے ہو - گھڑی بھر کو ٹانگین سیدہی کر لیا کرو - اسیوجہ سے کھانا ہضم نہین ہوتا - ٹل ٹلی چلا کرتی ہی - تو حضور فرماتے تھے کہ صاحب سُنو باہر تم جا نہین سکتین اب تمہارے دیکھے بغیر چین کیونکر آئے مین کہتا ہون گھڑی بھر مین تو میرا دل اولٹ جائے نہین معلوم کیا سے کیا ہو جاے کچھ بن پڑتا ہے - چلیے صاحب وہی ہم ہین کہ پڑے مکھیان مار رہے ہین پورے نو بجے میان سیدہارے تھے یقین ہی بارہ بجنے کو آئے ہونگے - ادس بندۂ خدا نے پھر کے کروٹ ہی نہین لی یہ بہی نہین معلوم کہ مرتی ہی یا جیتی ہی اسپر کیا بنی اسنے کچھ کہایا پیا یا ہمارے انتظار مین یون ہی بھوکی پیاسی کنڈا ہوتی ہی لگے آگ -

بڑھیا معاملہ چندہ جو رو عاشقی معشوقی کا درجہ۔ بیوی شمع پر جیسے پروانہ۔
میان جیسے چاند کے گرد چکورا تہا کے پینگ بڑہے ہوئے اخلاص میل جول
ساری دنیا داری کی باتین ات گت ساتھ دنیاوی سب کام بند میان بی مصرف
محض۔ گھر بین حوالات کا مزا مجال کیا دالان کے باہر قدم نکالین۔ دوست
آشنا حق ملاقاتی سب کو استعفا۔ نوکری چاکری کا تو ذکر ہی کیا بلا تشبیہ کفر کے
کلمے سے بہی زیادہ بیوپار تجارت گھر کی چار دیواری مین تو ممکن نہین بے دست غیب
یا کیمیا بنانے کے کام کیونکر چلے کھائین کسکے گھر سے اوقات بسری کیونکر ہو لاکھ امیر
سہی بیٹھے بیٹھے تو کنوئین خالی ہو جاتے ہین۔ خیر جون ہر چہ بادا کو آئی تو کہان سے
آئے۔ گھر سے باہر جانا۔ سفر کرنا بغیر سارا ٹبر لادے کل اثالہ ساتھ لیے ممکن نہین
پھر کچے بچے چینگا پوٹی ماما اصیل دائی کھلائی آئے گئے ملا کے تین چار کوڑی
آدمی اور ایک دوسرے سے ایسا متعلق جیسے چہرے سے ناک مصارف دن دونی
رات چوگنی ماشاءاللہ ہو نسنے والے کی آنکھون مین خاک۔ روز بروز ترقی پر۔
روزمرہ مین بہاڑ کی کیفیت جو پایا جہان سے جو کچھ لا جھونک دیا آخر تا بکجا۔
مجبوری کو ہاتھ پاؤن ہلانا چاہا۔ گھر سے باہر قدم نکالنا تھا کہ آفت آگئی۔
بس ہو چکا خوب دیکھا اب وہ ہماری بات کہان صورت سے نفرت ہے۔
رسّیان توڑاتے ہین۔ اے صاحب وہ نہین کہتے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ۔ کون کسکا ہوا ہی ایک سی بات ذرا مشکل ہی۔ ابکی یہی کیفیت یہی نگاہ تہی۔
اے مشکلکشا کی قسم وہ آنکھ ہی نہین۔ گھڑی بھر کو گھر مین آتے ہین تو رسّیان
توڑاتے ہین کندے تولا کرتے ہین۔ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کیونکر باہر ادھر جاؤن

جھوٹ ہو یا سچ اُلفت محبت کا نام ہی سہی اب بدگمانی ہی لازم و ملزوم بلکہ ضروریات شعر مین سے کہنا چاہیے۔ لیکن نہ اتنی بے تکی نفرت خیز کہ جس سے جی متلائے دل بُرا ہوتے آنے لگے۔ یہان سیکھا سیکھ پڑوسن کی کہین کسی دوست آشنا کے یہان گئے لڑائی کا سرا نکلا۔ حق ناحق کی تن پھن قسما قسمی ہو رہی ہی قرآن کتاب تسبیح کنٹھا ایک ہی۔ شامت کی مارکسی دوست نے بلوایا یا کہین سے کوئی ملازم خدمتگار رقعہ لیکے آیا۔ چلیے غضب ہوا تیوریان بدل گئین باچھین پھرنے لگین الٰہی شکر چلو اچھا ہوا۔ یہ کوئی نئی ملاقاتی بڑے گھر سے دوست پیدا ہوئے۔ اِنکا حکم اتنی دیر ہی گھر والے مین بیٹھنے کا نہین۔ پھر تازی تازی دوستی ہی نا ملاقات کے معنی یہی ہین جب تک ملاقاتی دوسری کی ٹانگون مین ٹانگین ڈالے ایک جگہ نہ بیٹھا رہے وہ ملاقات ہی کیا۔ ہمنے تو یہی دیکھا سنا کہ جہان کسی سے رسم وراہ دوستی آشنائی ہوئی وہان فوراً گھر بار تج دیا۔ جورو بچون کو استعفا دے اونہین کے دروازے پر دھونی رما بیٹھے لکیر کے فقیر ہوگئے۔ گلے وقت کی وہ مثل سُنی تھی کہ شادی مبارک نوکری ندارد یہان اولٹی گنگا بہی ہی۔ دوستی مبارک گھر داری ندارد۔ بلکہ جورو جاتا بال بچے سب برخاست۔ ماما او چھوٹی اتنا ذرا جا کے ان آدمی صاحب سے اتنا تو پوچھ آ کہ بھائی کہان بلایا ہی کیا کام ہی کچھ خیریت تو ہی۔ بھلا اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ قباحت تو نہین۔ خط چاہی کیسا ہی ضروری بلکہ دوسرے کسی شخص کا فقط یہان کے پتے سے آیا ہی پھر کچھ ہی کیون نہو بنیر کھولے اور پڑھو لیے جین کہان سب سے بڑھ کے شامت کی مارا اگر کہین تیری پیاری دوست (تہذیب جال کا فقرہ)

سچ کہتے ہین مردوے اور طوطے کی ایک ذات ہی- بیوی بے دید بے مروت آج کے سوا لعنت اللہ ہی جوانکارستہ دیکھے اور بھوکون مرے- مین تواپنی پیارے دیدون کی قسم کل سے تو بجتے بجتے سویرے سے کہاپی مگن ہوکے بیٹھونگی- پھر یہ بھی میری ناحق کی بات ہی مان نہ مان مین تیرا مہمان اونہین اسکی پروا ہی کیا ہے وہ نہین معلوم کہان کہان کون کون سی نعمتین کہا کے مونچھون پر تاؤ دیتے ہونگے- مگر آج نہو ذوق ہی ایسی باتون پہ یہ جبھی تک ہی کہ دوسرا خیال نہ کرے جان کے انجان بنا رہے سمجھے کیا آنکھون سے دیکھے اور ٹالے نہین تو ذرا سے مین آدمی کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہی- دنکو تارے نظر آتے ہین-

عورت اگر برعندی پر آئے تو مردوے کو ناک چنے چبوا دے اور میری ہاتھ مین وہ چٹیا دبی ہی کہ ابھی کہو تو کل ہی سے گنی کا ناچ نچوادون کچھ بنائے نہ بنے- آنکھون سے دیکھین اور کرم کرم جلا کرین- ایک ادنی سی بات کل سوار ہوکے باجی اماّن کے بہانے سے چھوٹی پھوپہی کے یہان جاؤن اور پندرہ دن کا غوطہ مارون سواری پر سواری جائے اور خالی پھر آئے- یونہین اکیلے بڑے مکھیان مارا کرین- پھر آپ سے آپ دوڈی تو بہ پھٹکار ہی میری باتون پر لے لو وہی سیدہی سمجھ کے ننہی بھولی باتین کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ گھر والے کا ایک گھر نگہرے کے سو گھر- وہ تو خود اللہ پیر مناتے ہونگے کہ کہین یہ دفع دفعان ہو تو کھل کھیلون رات رات بھر غائب رہون- لوج آگ لگے ایسے خاوند جورو کو کلیجے مین پیپ پڑ گئی آئے دن کی سوئی سوختی- اس گھرداری کو لوکا- سات جھیرون کا پھونس نگوڑی جان جلنے ہی کی ہو گئی- سب سے بڑی مصیبت

تازے پھولون کی خوشبو آتی ہی اور اوٹہنا کہان ملا گیا مائیون بہی بیٹھے تہے
یہ تو اب جوہر کہلتے جاتے ہین جناب امیر کی قسم مین تو اگر قرآن کا جامہ پہنکے آوٗ
تو نہ مانون کچہہ نہ کچہہ دال مین کالا ضرور ہی۔ نیند کسی دن شام سے آتی تہی
کبہی دو دو بجے تک آنکھ نہین لگتی۔ ٹہنڈی سانس اکثر اوقات بلا ضرورت
بہی نکل جاتی ہی۔ شعر کا پڑہنا اور اوسکے مضامین کا مختلف ہونا کچہہ اختیاری
بات نہین اور نہ کچہہ ایسی قباحت ہی بہوکہ یہ کچہہ ضرور نہین کہ ایک سی رہی
اور ایک ہی وقت اشتہا ہوا کرے سوتے مین آدمی بدخواب بہی ہوتا ہے
بڑّاتا بہی ہی۔ مشکوک مزاج کو اکثر ذری ذری سی بات پرنالی کی چھینٹ سے بہی بغیر نہائے
چارہ نہین۔ نماز بڑے بڑے نمازیون کی ایک کیا دو دو چار چار وقت کی
قضا ہو جاتی ہی۔ آنکہین محرورہ مزاجون کی تو ہمیشہ اور یون عموماً گرمیون
کی فصل مین یا کسی گرم غذا کے کہانے سے سُرخ بہی ہو جاتی ہین رنج
ملال انسان کو ہوا ہی کرتا ہی ایک سی طبیعت ہمیشہ رہتی نہین کبہی گدگدی
مین آدمی رو دیتا ہی کبہی چہُریان کہاتا ہی اور ٹہٹہے لگاتا ہی سوتے مین
کروٹ کا ادہر سے اُدہر ہو جانا کوئی ایسے گناہ کی بات نہین پہر سوا موا
برابر مثل مشہور ہی۔ لیکن توبہ توبہ العظمت للہ جتنے سامان عرض کئے گئے
یہ جملہ دفعات مندرجہ بالا ایک ایک کو تخم فساد کہنا چاہیے اسمین سے جو پُہنسی ہی
وہ ایسا دل باندہتی ہی جسکی حد نہین۔ وہ اوکہنین ہوتی ہین کہ جہنون کلیجے پر
نشتر پڑا کرتے ہین محرم کی مجلسین بلا قید کل فرقے سب تو مومنین ہوا چاہین
پہر ایک شہر کی سکونت اور کچہہ نہ سہی تو خالی علیک سلیک صاحب سلامت ہی ہی

یا جانمن فدا ایت باد کسی بے اٹکل خانمان خراب نے لکھدیا اور بملاحظۂ اقدس
بیوی صاحبہ معصومہ آیا تو زمین آسمان کے قُلابے ہلگئے۔ بہت بڑی بڑی
موٹی جلدون کے قرآن سات سات تلے اوپر رکھکے اوٹھتی ہین کہ یہ خط کسی
عورت کا ہی۔ ہائین نام تو دیکھو نام کو کیا دیکھین اول تو بنا کے احمد محمود لکھدیا
دوسرے کیا مردانے نام رنڈیون کے نہین ہوتی ہین صاحب علیجان امیر صاحب
وزیر صاحب پیارے صاحب حیدر صاحب ایک ہو تو کہا جائے۔ باقی جب قلم
ہاتھ مین ہی تو گوہر خان یا خورشید کا خورشید حسن نہین ہوتا بلکہ اس قوم کے
تو یہی پیارے پیارے ننھے مُنّے نام ہوتے ہین۔ اب لڑائی کیا لینے جانا ہی
آٹھ آٹھ دن تک ہنڈیا چولھا اوندھا پڑا ہی۔ بہزار دقت بڑی منت خوشامد
سے جب سعی سفارش ہوئی تو اس خانہ جنگی سے نجات ملی غرض کہ آئی دن
کی تو تو مین مین۔ پھر ہانڈی کا سا اوبال ایک مورچہ ہوچکا تھا کہ دوسرا
قلعہ دغنے لگا آج کیا ہی دامن مین پیک کا دھبا کیون لگا ہی۔ کل یہ گلوریان
کہان چبائی گئین کہ ہونٹھون پر لکھوٹا جم گیا۔ جیتی جان عطر کیونکر نہ لگائے
ہون اتنو گلاب کیوڑے کے حوض مین غوطے لگتے ہین۔ بالون مین کنگھی
نہ کرے اور نہائے نہین تو جوئین بہنے لگین۔ کپڑے گرمی مین دوسرے دن
نہ اوتارو تو پسینے کی بو سے ناک نہ دیجائے۔ بناہ بذات خدا اب سنیئے
خدا راس لائے۔ یہ نکھار یہ چکن پٹ بغیر کہین لگن لگے تو ہوتی نہین۔
ماشاء اللہ جب دیکھو جیسے چوتھی چالے کی دولھن پٹیان نبتی ہین گلوری
سے مُنہ کبھی خالی نہین آئینہ تو سامنے سے سرکتا ہی نہین۔ بغلین سونگھ کے

پہلی نہین چھوڑتین۔ لڑاکا اس غضب کی کہ جسکی انتہا نہین ذرا ہونٹ
ہلائے اور بگڑ ہو گئی۔ کھانا چاہے کیسا ہی خوش ذائقہ ہو بغیر کسی عیب نکالے
کیا ممکن کہ نوالہ اوٹھائین۔ چولھے مین جاے ایسا پتلا شوربا۔ بو ہائی بے مرچ
کی ہانڈی نگوڑی سیٹھی پھیکی نہ جسکا آب و نمک درست نہ مسالہ ٹھیک ہلدی
کی کچاہند چلی آتی ہے چپاتیان ہین کہ گاؤزبان ہین لنبی تانت سی چلی جاتی ہین
او سیر چھید ہائی دہوئین کی بو آٹا بطخون کے کھلانے کا یا موا گھوڑے کا اروا
ایک گیہون کے چار چار ٹکڑے۔ کپڑا نہ کبھی پسند آیا ہے نہ آئیگا۔ گلبدن۔ مشروع
کہاروے سے بدتر ٹانگین چلی جاتی ہین پھپھولے پڑ گئے۔ ململ۔ تنزیب جھونا
کتے کا کفن سوت کی تار برابر ملتے ہی نہین۔ اطلس گرنٹ اب نہین معلوم کیسی
جھرجھری پتلی بُنی جانے لگی۔ جسمین روئین تک دکھائی دیتے ہین۔ میان کی
عزت کا پوچھنا ہی کیا موا مونڈی کاٹا جوانا مرگ کا خطاب۔ ذرا بات کی اور
کاٹ کھایا۔ مار پیٹ شرفا کا شیوا نہین۔ چشم نمائی خاطر مین کون لاتا ہی بلکہ
بے مارے توبہ یو نہین کوسم کاٹا بہتان لگائے جاتے ہین۔ مثلاً جلے بھنے کسی وجہ سے
گھر مین آئے۔ پکانے والی ہمیشہ کی پچپانی اُسپر بیگم صاحبہ کی مُنہ لگی ہوئی۔ ہر بات
مین پٹاخ پٹاخ بولے چلی جاتی ہی بندہ بشر ہی مُنہ سے نکل گیا کہ خبردار مُنہ سے
چڑ پڑ نکیا کر جھاڑ کا کانٹا ہو جاتی ہی زبان رکتی ہی نہین مُنہ مین بواسیر ہو گئی
ہی وقت دیکھتی ہی نہ بیوقت جب دیکھو حق ناحق کی ٹائین ٹائین آدمی کو مزاج
دیکھنا چاہیے اب وہ برابر سوال و جواب بلکہ تھوڑا بہت مزاج کو چراغ پائون
کرتی جاتی ہی چپ ہی نہین ہوتی مجبوری ددجے کو۔ چل چپ رہو۔ زیادہ

بغیر شریک ہوئے بنتی نہین۔ طوائفون پر سب سے زیادہ محبت کا اطلاق رقعہ
حصہ کیونکر نہ آئے۔ اب اِدہر آدمی نے پکارا کہ ماماجی حصہ لیجاؤ۔ یہ بی آبادی
کے یہان کی حاضری یا بی مشتری کے گہر کی قفلی ہی اور قیامت قائم ہوئی
سچ مچ ٹیڑہی کہیر ہوگئی مجال کیا ٹاٹ کا پردہ نا نگنے پائے مزدوری دستوری
چہ معنی دارد بلاتشبیہ تبرک کی درودستا ہونے لگی۔ سب سے بڑی اہم لڑائی
پوری قلعہ بندی کوئی لونڈی باندی ماما اصیل پیش خدمت مغلانی اہاری
کہاری ایک آدہے کنے سے درست سنون سے اِتری ہوئی نہوئی اور گہر کا مالک
سمجہکے کام کاج ہی ہبک دبک کے کیا پہر کیا پوچہنا لے میرے بہائی کہڑی کہڑے
شہر بدر تو نہین گہر بدر کردی گئی اب کام کی تکلیف ہی تو بیزار کی نوک سے۔
ہزارون لاکہون قسمون پر تسکین نہین۔ دشمنی روز بروز بڑہتی ہی جاتی ہی۔
غصہ مین اگر کبہی کوئی امر خلاف مزاج زبان پر آگیا تو نوبت یہ پانی بلند
پہانسی دلوادینا اور قتل کرادینا باقی رہجاتا ہی۔ غرضکہ زندگی تلخ۔ یہ بہلا
وزن نہایت جاہ پیار الفت محبت والا تہا اب اختلاف مزاج کا ذکر ہی کیا
بقول شخصے ؎

تم تو بیٹہے ہوئے پہ آفت ہو — او ٹھکہڑے ہو تو کیا قیامت ہو

دوسری قسم۔ ہانٹ کی اینٹ چوراہے کا روڑا۔ بہانمتی نے کنبہ جوڑا۔
زبردستی پکڑ دہکڑ کے ماباپ کے حکم بموجب شادی ہوئی اوسپر بیوی جی
بیوقوف وبدمزاج۔ اپنے گہر کے لاڈون کی پلی ہوئی۔ پہلی بسم اللہ ہی کے

ساتھ تھا۔ چلو چھنکارا ہوا خانہ آباد و دولت ایزاد۔ تمہاری یہ راہ تو ہماری وہ راہ۔
مین کہتی ہون یہ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین۔ روٹی رزاق کے ہاتھ ہے۔
جہان بیٹھ جائین اور چار کو دیکے کھائین ایسے کچھہ ناخون نہین گر گئی۔ لو صاحب
جب تک مین کچھہ خیال نہین کرتی اور سچ تو یہ ہی کہ کھیلا پنے سے اپنے خراب ہون
بہزار خرابی تیرے میرے کہنے سے تھوڑی بہت تتّو تھمبو ہوئی نہین تو چراغ پانون
ہو کے ہتھے پر سے اوکھڑی جاتی تھین غرضکہ میان کہین دن تو بیوی کہین
رات ذراسی بات مین شکائتین ہین کہ پڑی بازارون مین کودتی پھرتی ہین
محلّے کی کوئی بچپانی آئی اور غلاملا کر کے سر پہ اٹھا لیا۔ اور شکایتون کے
طومار کا دفتر کھلا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ای بیوی خدا اس زندگی سے
موت دے مجھے اپنے پیارے دیدون کی قسم جان تک دوبھر ہی کیا کرون کیا
نہ کرون کیدھر سر پیٹ کے نکل جاؤن دل چاہتا ہی کہ گریبان چیرون اور
سر بکھرا نکل کھڑی ہون۔ خصم ہی کہ نگوڑا دل کا زخم۔ مردوا گھر مین کیا آیا کہ
زمین آسمان سر پر اوٹھا لیا کبھی سیدہی طرح بات نہین نصیب ہوتی ہم نہین
جانتے کہ دو گھڑی بیٹھ کے پیار اخلاص سے بات چیت کرنا کس چڑیا کا نام ہی
برسون ساتھ کو گذر گئے آنکھین پھوٹین جو دیکھا ہو کہ میان دھیلے کی مسّی لائے
ہون سرمہ خریدا ہو۔ ارے توبہ مردوے ٹوکرون بھر بھر کے مٹھائی پھولون کا
گہنا خوشی خوشی گھر مین لاتے ہین یہان اسکا ذکر ہی کیا کبھی خواب مین بھی
نہین دیکھا۔ پھر مجال نہین کہ منہ سے آدھی بات تو نکالو۔ ذرا ہون سے
تون کی اور عزرائیل گلا دبانے کو موجود ہی دنیا جانتی ہی کہ میکے کا رستہ

بک بک نہ لگا عورت سمجہ کے ہین کچہہ نہین کہتا نہین تو ایسا ٹہیک بنا تا کہ یاد کرتی
چل میرے بہیا اب آ ؤ تو جاؤ کہان بیوی صاحب تو کڑک بجلی کی طرح گرج
کے برس ہی پڑین - رونا درکنار کہڑی اور بیٹہی بیٹ رہی ہین ہی ہی میرے
آدمی یہ رکھے مجھے ذیل کیا برا بہلا کہا - اپنی مان کی ہڈیان چباؤن جو آج
اس گہر مین کہڑے پانی پیون - میانہ نکلواؤ کہارون کو بلواؤ کیا مجہکو ئی یسی
ویسی بیوارثی مقرر کیا - ای توبہ مین اون مین نہین ہون او بدمہری کی بچی
مالزادی بیسواشتا کہڑی ہوئی دہگڑے کا منہ تکتی ہی ابتک کہار نہین بلائے
جا جلدی سواری لگوا - مین تخت سلطنت ہو تو یون خاک مین ملادون -
گہر بار یون ملیا میٹ کردون - لو صاحب خدا کی شان خدا کی قدرت مجہسے
یہ بدزبانیان یہ ذلتین کاہے کو اوٹہین گی - چہ خوش چوری اور سینہ زوری
ایک تو ہم آپ کے نیک وبد سے خبر نہین دن دن بہر جہان چاہین یہ ہنڈلتے
پہرین ہم ہین اور گہر کی چار دیواری سارا دن کوئی ٹہکانا والان کی دہنیان
پڑے گنا کرتے ہین نہ اچھے کے نہ برے کے چپ چاپ دم سادھے برے کے
جندڑے کو روتے ہین اسپر یہ غرّے ڈبتے گہر مین کیا قدم رکھا کہ سُوا ہلا کو گہسا
کسی نے بات کی اور گلا دبانے کو موجود - کیونکر منہ مین چہو پا لگائے ہون سے
تون نہ کرے آج کو میری پکانے والی کی دہجیان اوڑائین ایک حن کے بہتر
تن کیے - کل کو مجھے جوتیان لگائینگے اس سے پیچ پی ہزار نعمت کہائی بس
ہو چکا چہوڑ و بی بلی مرغا لنڈورا ہو کے جیے گا ایسے خصم کو جہلسا مجہہ مین اب
کوفت کہانے کی طاقت نہین رہی بس بہت برداشت کر چکی - آج ہی تک کا
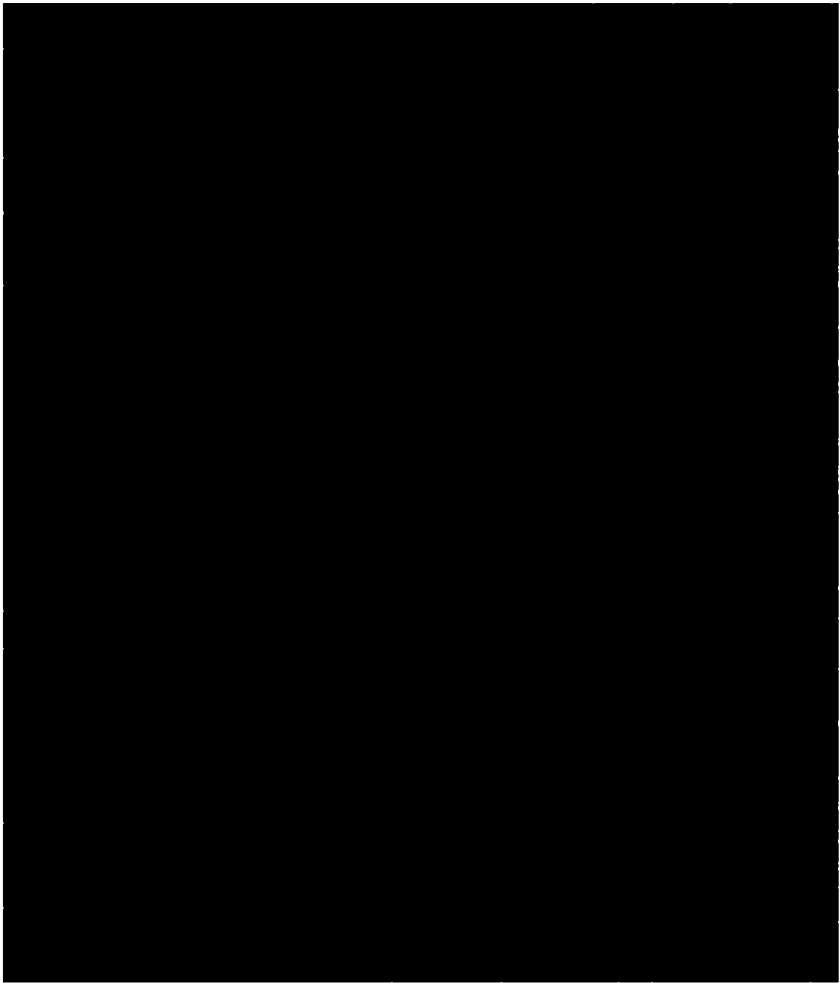
کسی نے نہین بند کیا یہان جمّا جمّا (جمعہ جمعہ) آٹھ ہفتہ نوا توار دسن پیر
گیارہ منگل بارہ بدھ تیرا جمعرات چودہ دن ہوئے کہ بہابہی امّان کی کچہ خبر
خبر تک نہین معلوم کل کہین مجہ بختی کے منہ تے نکل گیا کہ میرا دل بہت گہبراتا
ہی جی چاہتا ہی دو چار دن کو ذرا کہڑے تڑے ہو آؤن پہر جمیگو یان تہین کہ
اللہ دے اور بندہ لے وہ وہ کللح کی باتین کہ سبحان اللہ ہان ہان کیون نہین
بیشک ٹہیک بہت دن گذر گئے۔ اُخوہ پہر تمہارے گہر والے کہ ہمیشہ کی عاشق زار
جب دیکہیے دن مین بارہ بارہ آدمی خبراتر کو چلے آتے ہین تل بہوٹتی خیر صلاح
منگائی جاتی ہی۔ لاحول ولا قوۃ توبہ کرکے کہتا ہون مین تو کبہی ایسون کے
نام پر جوتی بہی نہ مارون میرے باپ ایسے ہوتے تو اتہا (یعنی) گنج مین بدلوا ڈالتا
یا نخاس مین ٹکے پنسیری کہڑا کرکے بیچتا۔
پہر بہن بولو مجھے بُرا لگے کہ نہ لگے مین ساری پیری بن آگ جلون کہ نہ جلون
لے اب فرمایئے کہ بیوی صاحب کیا ایک قہر خدا ہی۔

پنڈت تربہون ناتہہ صاحب سپرو المتخلص بہ ہجر

حضرت ہجر کے والد ماجد کا نام پنڈت شمبہر ناتہہ صاحب سپرو المتخلص بہ صابر تہا حضرت ہجر ۱۸۵۳ء مین تحصیل جنیا مین پیدا ہوے تہے - مگر زیادہ تر سکونت سے فیض آباد فیضیاب رہا علوم مشرقی کی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب مین حاصل کی انگریزی مین کیننگ کالج لکھنؤ مین ایف - اے تک سلسلۂ تعلیم جاری رہا لیکن امتحان کی ناکامیابی نے دل توڑ دیا - اس سلسلہ کو ترک کرنا مناسب سمجہا - بعد ازان فکر معاش مین اودہ کے مختلف ضلعون مین گہومتے رہے - آخر کار گونڈہ مین مستقل سکونت اختیار کرنیکا ارادہ کیا تہا - مگر گردش تقدیر نے چین نہ لینے دیا - دو سال گذرے تہے کہ درد زانون کی شکایت پیدا ہوئی - مرض نے نہایت طول کھینچا مجبور ہوکر فیض آباد علاج کے لیے واپس آنا پڑا - یہان چھہ مہینے بیمار رہکر مطابق ماہ مارچ ۱۸۹۲ء حضرت ہجر نے احباب کو داغ مفارقت دیا - تخمیناً ۳۹ سال کی عمر پائی -

حضرت ہجر ان چند حضرات مین ہین جنکی شہرت کا آفتاب اودہ پنچ کے مطلع سے چمکا ہے - منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تہے کہ اودہ پنچ کے پہلے خریدار حضرت ہجر تہے اور سال بہر تک قریب قریب ہر پرچہ مین آپ کے ایک دو مضامین شائع ہوا کیے -

اودہ پنچ کے علاوہ آپ سنجیدہ مضامین مختلف رسالون اور اخبارون مین لکہا کرتے تہے یہ امتیاز زیادہ تر مراسلہ کشمیر - مرآۃ الہند - وکیل ہند وغیرہ کو حاصل ہوتا تہا - "ماہیت خواب" "نفس امارہ" "مشرقی تہذیب" "مسئلہ ویدانت" وغیرہ پر اکثر معرکے کے مضامین لکہے جنکو بوجہ زبان کی سلاست و پاکیزگی اور خیالات کی بلندی کی وجہ سے پسند عام اور قبول خاص کا شرف نصیب ہوا

حضرت ہجر کو شاعری کا بہی مذاق تہا - قدر بلگرامی (نور اللہ مرقدہٗ) کے شاگرد تہے اردو سے توانکو خاص انس تہا اسکے علاوہ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تہے کہ فارسی کا کلام انکا خوب ہوتا تہا - اکثر احباب کے جگہٹے دریا کنارے ہوتے تہے وہان حضرت ہجر برجستہ اشعار تصنیف کیا کرتے تہے - غزل کم کہتے تہے مسدس کا رنگ زیادہ پسند خاطر تہا اس قسم کی نظمون مین لسان الغیب کشمیر - کہا جاتا تہا - نوحہ کشمیر و فغان کشمیر نے زیادہ شہرت پائی مگر افسوس ہے کہ انہون نے اپنے کلام کی قدر نہ کی خدا جانے یہ کیا قدرت کا راز ہے کہ اکثر صاحب اپنے جوہر کی قدر نہین کرتے - انیس مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

محرم الحرام

دل کو میرے شغل غمگساری کا ہی — غفلت مین بھی طور ہوشیاری کا ہی
گردون کو اگر ہی سرکشی کا غرّہ — ہمکو بھی غرور خاکساری کا ہی

یا حضرت! ذری اِدھر مخاطب ہو جیے۔ واللہ۔ واہ مانتا ہون۔ کیون نہو۔ ہم برتاب گدھے سے ننگے پاؤن نہار مُنھ سر پر بھوسا اُڑاتے۔ خاک پھانکتے محرمی صورت بنائے آندھی کی طرح چلے آتے ہین اور آپ ہین کہ چپ چاپ مزے سے مُنھ مین گھُنگنیان بھرے۔ کانون مین تیل ڈالے۔ لحاف مین دبکے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین۔ سبحان اللہ بس آدمی ہو تو آپ سا ہو۔ لے آپ کو واللہ ہی۔ اُٹھیے بھی بعد عشرے کے پیٹ بھر کے سو لیجیے گا۔ اے ہی آپ کا سونا نہ ٹھہرا ہمارا نصیب ٹھہرا کہ ایک مرتبہ جو لمبی تان کے اتنا غفیل ہوتا ہی تو بس گھوڑے ہی بیچ کے سویا۔ اور پھر۔ ع

کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا تھکے اُسے ہم جگا جگا کر

آخر آپ ہین کون۔ کہان سے آنا ہوا۔ الحمد للہ آپ خیر سے جاگے تو مسافرونکا پتا نشان کیا۔

گو صورتِ دریا ہمہ تن جوش ہون مین — لب خشک ہین چشم تر ہی۔ خاموش ہون مین
کیا پوچھتے ہو مقام و مسکن کیسا — مانند حباب خانہ بردوش ہون مین

اخ آہ آپ ہین۔ بسم اللہ۔ آئیے بغلگیر تو ہو لین۔ حضرت یہ محرم مین سفر (صفر) کیسا۔ جی یہ زمانہ ہی اُلٹا انسی ہی بڑے دن کی خوشی اور محرم کے ماتم کو نہ دیکھ لیجیے ماشاء اللہ کیا اجتماع ضِدّین ہوا ہی۔ ہان یہ تو فرمائیے کیونکر آنے نہ سان

کس طرح قدر تجھے اہلِ سخن کی ہو نصیب   مرتبہ مشک کا آہوئے ختن کیا جانے

چنانچہ حضرت ہجر نے کبھی کسی مضمون یا نظم کا مسودہ اپنے پاس نہین رکھا حافظہ خوب تھا نظم کا کلام ازبر رہتا تھا - شاید یہی وجہ اس بے توجہی کی ہو - لیکن اُنکے مرنے کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر اخبار ایڈوکیٹ و ہندوستانی نے کچھ انکا کلام جمع کر کے ترتیب دیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ ایک مجموعہ کی صورت پر شائع کیا جائے مگر شومی تقدیر سے وہ بھی تلف ہو گیا - ایک مسدس انکا موسوم بہ کجا چھپا اکثر بزرگان قوم کے پاس موجود ہی - یہ وہ نظم ہے جو کہ انہون نے ایک قومی جھگڑے کے موقع پر تصنیف کی تھی اسکے پڑہنے سے انکی زبان دانی اور جوش طبیعت کا اظہار ہوتا ہی اس نظم مین نہ رنگین بیانی کو دخل ہی نہ زیادہ تر تشبیہون اور استعارون سے کام لیا ہی سیدہی سیدہی باتین ہین مگر گرمی - تاثیر سے مالامال - چند بند ہدیۂ ناظرین ہین -

عداوت کے شعلے کو بہڑکانے والو   جہالت کی زنجیر کہڑکانے والو

دلون کو ضعیفون کے دہڑکانے والو   نیا روز اک جوڑ بہڑکانے والو

یہ کیا نت نئی شعبدہ بازیان ہین

یہ کیا قوم مین رخنہ اندازیان ہین

یا ایک مقام پر بگڑ کر کہتے ہین ؎

اگر لکھنؤ مین تمہین با خدا تھے   بڑے نیک طینت بڑے پارسا تھے

اگر قوم مین تم ہی دہرم آتما تھے   بڑے پاک باطن بڑے پارسا تھے

تو بہتر تہا گھر بار سب تیاگ دیتے

چلے جاتے کاشی مین سنیاس لیتے

یا قوم کی حالت زار کا نقشہ یون کھینچتے ہین -

ہر اک قدم مین صد رنج و محن ہے   نہ وہ صحبتین ہین نہ وہ انجمن ہے

بدی پر بہر اسال چرخ کہن ہے   نہ ہے جوش قومی نہ حب وطن ہے

محبت ہے باقی نہ الفت ہے باقی

پڑی قوم مین بہر ہے نا اتفاقی

رات کے آٹھ بجے ہونگے کہ بندۂ درگاہ کوٹ وپتلون ڈانٹ چھڑی ہاتھ مین لے
سیٹی بجاتے رپ رپ چل کھڑے ہوئے اور آناً فاناً مین دن سے نجف اشرف
داخل۔ ای سبحان اللہ روشنی تھی کہ ایک نور کا دریا موجین لے رہا تھا۔ سڑکین
صاف اور ستھری دو طرفہ سٹیشون پر گلاس روشن۔ مقام پاک ومقدس ہر ایک
چیز موزون ومختصر اور پھر کیون نہو۔

ہمشان نجف نہ عرش انور ٹھہرا میزان مین یہ بھاری وہ سبک ٹھہرا
اس پلے مین تھا نجف اور اُس پلے مین عرش پہونچا وہ فلک پر یہ زمین پر ٹھہرا

وہان سے جو اُڑنچھو ہوتا ہون تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے
امام باڑے مین جا دھمکا۔ سچ پوچھئے تو داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند نے
اچھا نام روشن کیا تھا۔ سورج مکھی کی روشنی قابل دید تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا
کہ کوہ نور دمک رہا ہی۔ وہان سے جو طرارہ بھرا تو جھم سے چوک مین۔ دکانین
سجی ہوئین۔ ایک طرف کڑلے۔ نارنگی۔ امرود۔ کیلون کے ڈھیر لگے ہوے
دوسری جانب سیب۔ انجیر۔ انار۔ بادام۔ چلغوزے۔ پستے کشمش منقے
خوبانی۔ انگور کی تھیلیان اور اخروٹ دھرے ہوئے۔ حلوائیون کے خوانچون مین
چاندی کے ورق لگائی ہوئین برفیان۔ جلیبی۔ لڈو۔ پیڑے۔ کھاجا۔ امرتی۔
قلاقند۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ گرما گرم نان خطائی۔ حلوا سوہن۔ کڑکے دار ریوڑیان
مصری کے کوزے۔ قند۔ لوزیات۔ بعنوان شایستہ چُنے ہوئے۔ ایک عجیب
لطف دے رہے تھے۔ "نو بہار گوٹا" صدا کان مین آتی تھی آدمیون کا وہ
اژدہام تھا کہ معاذ اللہ۔ سڑکین کھچا کھچ بھری ہوئی تھین۔ کھوے سے کھوا

نہ کمان کھٹ سے موجود۔ ای حضت یہ نہ پوچھیے۔ آیے تو اس طرح سے آئیے جیسے
سمندر مین جوار بھاٹا۔ زمین مین زلزلہ۔ ہندوستان مین ادبار۔ مدراس مین
قحط۔ سلطنت عثمانیہ مین زوال۔ کابل مین روسیون کی سفارت۔ ویسی
اخبارون مین الٹ تو چشم بد دور آپ کی آمد آمد ہوئی قیامت ہوئی۔ مرگ مفاجات
ہوئی۔ آئین یہ کیا ؟ حضت۔

قدم نامبارک مسعود   گر بدیار رود برآرد دود

ابھی کل کی بات ہی اینجانب پرتاب گڈھ مین بیٹھے عید الضحیٰ کی خوشیان
منا رہے تھے۔ لکھنؤ کیا آئے کہ ریل سے اُترتے ہی چھینک ہوئی۔ پہلے ہی پہل
حضرت محرم سے مصافحہ کرنا پڑا۔ اور گستاخی معاف آپ بھی بس دل ہی دل مین دعائین
بھی دیتے ہونگے کہ اچھے آئے تمام شہر مین کہرام مچگیا۔ محلون مین ہُنس پڑگئی۔
ہر سمت سے سینہ کوبی کی آوازین آنے لگین۔ جس کوچے مین نکل جایے رونا پیٹنا
مچا ہوا ہی۔ کیا امیر کیا غریب سب کے ہان ماتم ہو رہا ہی۔ اشعار بھی پڑھے جاتے ہین
تو سوز اور درد کے اب بھئی گھر سے ساعت واعت بچار کے چلا کرینگے۔ لے اِس
دُکھڑے کو تو ریل بیگ مین تہ کر رکھیے۔ اور یہ فرمایئے کہ کہان کے سیر سپاٹے کیے۔
کیا کیا مزیداریان دیکھین۔

بھئی لکھنؤ کا بھی محرم یاد رہے۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ دنیا اور عقبیٰ دونون کے
فائدے۔ زیارتون مین قند مکرر کی حلاوت۔ روحانی اور جسمانی دونون لذتین۔
اور ہکو تو آپ بخوبی جانتے ہین۔

دارم ز کفر و دین بہر یک قدم دو سیر   من میروم بہ کعبہ و دل میرود بہ دیر

دو سُنہرے پتیلون کے ہاتھون مین زنجیر اور اُسمین روشنی کے گلاس تیل تبی سے درست اس طرح آویزان تھے۔ کہ شبِ یلدا مین کہکشان کا جوبن دکھاتے تھے۔ کنوئین پر پتیلیونکا وہ نکھار اور رنگ و روغن تھا کہ بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ امسال حسین آباد پر **فضل حسین** تھا جو سب چیزین ایک عمدگی اور قرینے سے تھین۔ انتظام بھی ماشاء اللہ وہ تھا کہ چلے و چلے۔ خدا آیندہ سال بھی یہی رنگ و روپ رکھے۔ صبح ہوتے تعزیون کی سیر مین دیکھین ب انگے کی ضریح میان خدا بخش کی بنائی ہوئی اس آن بان سے نکلی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ چاندی کی ضریح ڈھال کے طیار کی گئی ہے۔ کاظمین اور تال کٹورے کے جمگھٹے بھی مدتون یاد رہین گے۔ بڑے بڑے نواب اور اونچی اونچی رنڈیان ننگے سر برہنہ پا اُسی دن دیکھنے مین آئین۔ حضرت رنج والم کا تو نام ہی نام تھا۔ یار لوگون کے اندھیرے اُجالے مطلب براری خوب ہوئی۔

بی گوہر کا بے ساختہ پن بھی نہ بھولے گا۔ وہ اودے پھول گرنٹ کا انگرکھا سبز اطلس کا چست گھٹنا ؎

بر مین تھی لباس چست معقول کانون مین سیاہ تھے کرن پھول

ہاتھون مین کلابتون کی لچھیان۔ کریب کی گوٹہ دار رضائی غضب ستم ڈھاتی تھی۔ لے حضت اب طبیعت کی کیفیت دگرگون ہے۔

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسی دُکھ نے گھیرا پھر کرایا دلِ بیمار خدا خیر کرے

اب لکھنا وِکھنا خیر صلاح۔ آیندہ سال انشاء اللہ دیکھا جائے گا۔

؎ ذری بالفتح بڑھیے گا۔ ؎ واللہ واہ بچہ ٹر بھی کیسر ہتا ہے۔

چھلتا تھا۔ تل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی۔ تھالی اگر پھینکتے تو سروں ہی پر جاتی اور
رائی چھٹکاتے تو زمین پر نہ آتی۔ آپکا کارسپانڈنٹ بھیڑ میں پہونچتے ہی۔ اوپر
اُچکا۔ اُچکنے ہی کی دیر تھی کہ پھر کیا۔ چڑھ مار گولر پا کے۔ چڈھیاں لیتا ہوا
آغا باقر کے امام باڑے تک جاتے کجو نہر نکل گیا۔ وہ دھکم دھکا ریلم ریلا تھی کہ
الٰہی تیری پناہ۔ جسکا زمین سے پانوں اُٹھ گیا۔ بس ہاتھوں ہاتھ معلق جا رہا ہے۔
اس مقام پر اکثر اصحاب کو ہمنے اِدھر اُدھر دست شفقت پھیرتے بھی دیکھا۔ لیکن
ہنتے پر ٹوکنا مناسب نہ جانا۔
وہاں سے حیدری کے امام باڑے کی طرف رُخ کیا۔ اور نئے محل کی زیارت
کرتے ہوئے پچھلے پاؤں پلٹا۔ بی حیدر جان کے سوز سُننے۔ کیا کیا چھوٹیں لی ہیں
کہ واہ جی وا۔ وہ رکھب گندہار لڑتی ہوئیں ٹیپ کی تانیں تھیں کہ سبحان اللہ۔
سبحان اللہ۔ ایک ہی مصرعے کی تقسیم میں مُلتانی۔ سری راگ۔ اور بھیروں کی
چھاؤں دکھائی دی اور پھر کیا مجال کہ پڑھتے وقت چہرے پر شکن آتی۔ ایسا
گلے کا لوچ اور آواز میں سوز و گداز دیکھا نہ سُنا۔ بارہ بجے ہونگے کہ جلسہ برخاست ہوا
اور دروازے سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک سمت سے یہ آواز کان میں آئی کہ بھئی۔

پھرتے ہیں جوان بانکے۔ ترچھے۔ ٹوڑے ۔۔۔ تاکے کس مہ جبین کو کس کو گھورے
آؤ آؤ حسین آباد چلیں ۔۔۔ دن ہوتے ہیں سال بھر کے وعدے پورے

حسین آباد کے کیا کہنے ہیں۔ روشنی چشم بد دور۔ نورٌ علیٰ نور تھی۔ ہر در و دیوار پر
کنول روغن۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مردنگیاں۔ ہانڈی گلاس جگمگا رہے تھے۔

ؔ شکن کی اب حاجت ہی کیا ہے۔

ہو بہو خون کبوتر بو باس صلّے وجلّے واللہ ہی ایک مرتبہ نگاہ بھر کی دیکھ لیجئے دو دن تک
جسکی کی حاجت نہوا اور پھر مین آپ سے کہون وہ اُنکی تباسے کی یٹ ڈالدیتا
ستم ہی برپا کر دیتی ہی کیا مجال کہ کہین چھینٹا رُکے تو۔ ایک دم مین طبیعت بلاغ باغ
ہوجاے خیر یہ تو اُنکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی موزونی طبع تو اُنکے حصے مین پڑی ہی
ادھر آپ نے شعر پڑھا اور اُدھر جواب لیجیے۔ اور تو اور شیخ سعدی کی کلام کی تصحیح کر ڈالی۔
اور پھر کیسے کیسے مصرع چسپان کئی ہین کہ جنکا جواب نہین۔ اعجاز کہئے تو بجا ہی حضرت پسند
کرین یا نہ کرین ہماری امت والون نے تو یہ دلمین ٹھان لیا ہی کہ اب کریما کے عیوض
یہی اشعار بچون کو پڑھایا کرینگے جس سے دنیا و عقبی دونون ہاتھ لگین حضرت فرماتے ہین۔ کہ

میرے ساقی چانڈو کا چھینٹا پلا	کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا
مزا کر کرا ہوگیا دے چرس	ندارم غیر از تو فریادرس
خوش آز چانڈو و بازی دگر کار نیست	وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
مدک چون مسِ قلب را کیمیاست	کہ افیون ہمہ درد ہا را دواست
اگر چانڈو و بازی تو کرا ختیار	شود خلق دنیا ترا دوستدار
یہ افیونیون کی کمر خم نہین	نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین
کمر خم ہوئی رہگیا مغز و پوست	تواضع ز گردن فرازا نکوست
مدک کش لگائے اگر دم سنبھل	زند سوز او شعلہ در آب و گل
ادھر لاؤ حقہ لگا ؤ نہ دم	کہ ناگہ شود سر بسر کالعدم
جو افیون پیے ہے وہی آدمی	نزیبد ز مردم بجز مردمی
میان ہیچ پینک مین آٹھون پہر	بغفلت مبر عمر در وے بسر

نشہ کی ترنگ

مہنگا کرا آٹا اور سستی کرا فیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ای جناب اودھ پنچ صاحب ۔ واللہ ہی کل مکتب ہین کیا جی خوش ہوا ہی کہ
قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی یہی بار بار دل چاہتا تھا کہ اللہ رکھے منے مرزا کو
ایک دم چھاتی سے جدا نکرون ۔ بخدا کسینے سچ کہا ہی تخم تاثیر صحبت اثر ۔ باپ پوت پرا پت
گھوڑا کچھ نہین تو تھوڑا تھوڑا ۔ پھر آخر اچھے مرزا ہی کے تو صاحبزادی ہین ماشاء اللہ
سے وہ بلا کی طبیعت پائی ہی کہ حضت کیا عرض کرون مجھ تو رہ رہ کی یہی خیال آتا ہی کہ
یہ دن سن ۔ نام خدا اٹھتی جوانی ہنوز مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور یہ فکر
آسمان پیما خدا چشم زخم زمانہ سی بچائے وہ پیاری طبیعت پائی ہی کہ سبحان اللہ بحمدہ باوجود
صدہا نوکرون کے اچھے مرزا اپنی ہاتھ سے چلم بھر دیتی ہین اور پھر مین اُس چلم کی کیا
تعریف کرون جسمین تلے اوپر چار توے اور پھر مزا یہ کہ چارون کی کیفیت نرالی ایک جلا
دوسرا موجود ہر کش شربت کا گھونٹ دھوئین کی یہ لطافت کہ ہوالاول ہوالآخر ۔
ہاے لال بیچے کو نون کو اس ترکیب سی جماتی ہین کہ تحریر اقلیدس کی جس شکل
سے چاہیے بھڑا لیجیے اگر سر موفرق ہو تو ہاتھ قلم کر ڈالیے ایک حقہ ہی نہین چانڈو کا
قوام وہ بڑھیا تیار کرتی ہین کہ بس اور کیا کہون ہاتھ چوم لے ۔ اور بھی اُنکی سی محنت
کوئی کر تو لے جناب سید الشہدا کی قسم کھا کی کہتا ہون کہ افیون کو بانات کی ٹکڑے
مین کم سو کم دو سو مرتبہ تو معطر کرتے ہین اُسوقت اُسکی رنگت دیکھنی سے تعلق رکھتی ہی

یگانون سے اپنے یہ نفرت کہانتک | یہ پینڈے سے لڑانے کی عادت کہانتک

ذرا کھول کر کان سُن اس سخن کو
ہے درپیش چہ آخرش چاہ کن کو

یہ انصاف سے تو نے کیون مُنہ کو موڑا | یہ آغوا کا کیون تو نے طوفان جوڑا
خور و نوش کیون اپنے بہائی کا چھوڑا | یہ کیون سلسلہ حب اخوت کا توڑا

یہ نفسانیت کیا سمائی ہے سر مین
یہ اخراج جائز ہے کس شاستر مین

بہلا پنڈتون سے بوستہا بہی لی تہی | جرائم کی مجرم سے تحقیق کی تہی
کمیٹی مین پستک بہی کوئی کہلی تہی | کچہ انصاف بہی ان تہایا دل لگی تہی

یہی طور پنچایتون کا اگر ہے
سزاوار اخراج پہر ہر بشر ہے

جہان ملگئے چار ہمقوم بہائی | شکایت کسی نے کسیکی سنائی
تو پہر کسکا اظہار کسکی صفائی | وہین فرد اخراج دستخط کرائی

ہوئی گشت شہرون میں اور سب نے جانا
کہ خارج ہوا قوم سے ہے فلانا

یہ اخراج کا گر رہا تازیانہ | کہانی رہی یہ -- یہی گر فسانہ
تو آتا ہے نزدیک وہ بہی زمانہ | کہ اُد ٹھیگا کُل قوم کا آب ودانہ

مزا ہے یونہین نت نیا تفرقہ ہو
یونہین قوم مین تعمیہ تخرجہ ہو

لِسان الغیب کشمیر

سنبھل قومی اعزاز کے کھونیوالے زمانے مین تخمِ حسد بونے والے
جہالت کی چشمے سے مُنہ دہونیوالے خبردار او بے خبر سونے والے
گھٹا کی طرح چھارہی ہے تباہی
تری قوم پر آرہی ہے تباہی

ترے ساتھ کیا قوم نے کی بُرائی جو گمنام فہرست ہر جا گھمائی
یہ کیا تفرقہ ڈالنے کی سمائی چھٹے باپ سے بیٹے بھائی سے بھائی
بھلا مقتضای ریاست یہی ہے
شرافت یہی ہے نجابت یہی ہے

تری قوم کو اس عداوت نے کھویا جہالت نے کھویا حماقت نے کھویا
بنا گھر ترا تیری عادت نے کھویا تجھے فخر بیجا کی شامت نے کھویا
وہ حالت ہی جسکا سدھرنا ہی مشکل
تہِ آب سے اب اوبھرنا ہے مشکل

یہ سودا سمایا ہے کیا تیرے سر مین جو شاخین نکالی ہین جھوٹی خبر مین
ہے پیچ مچی حیف ہر ایک گھر مین لڑائی ٹھنی ہے پدر اور پسر مین
جو چندے رہی یونہین بے اعتدالی
تو پھر قوم کا بس ہے اللہ والی

یہ ذاتی تشخص یہ نخوت کہان تک یہ پندار یہ عُجب شروت کہان تک

طوائف سے ہو گر مجوشی تو واجب　　　　بہم ملکے ہو بادہ نوشی تو واجب
امیرون کی ہو خیر کوشی تو واجب　　　　جو دانستہ ہو چشم پوشی تو واجب

مدک چانڈو افیون سے تم کو جائز
دواءً ہر اک چیز ہے تم کو جائز

اِن افعال پر نکتہ چینی خطا ہی　　　　رئیسون کو ہر فعل کرنا روا ہی
نہ معلوم کیا کیا دلون مین بھرا ہی　　　　اس اخراج کا اور ہی مدعا ہی

کلب اور اغوا کا ہے اک بہانا
غرض قوم پر ہے دباغت جتانا

ارے جوش قومی کہان ہی کدہر ہی　　　　یہ کیا ہو رہا دیکھ شام و سحر ہی
کبھی تیری انصاف پر بھی نظر ہی　　　　تری قوم کی دیکھہ حالت تبر ہی

جو مفلوک ہین یا کہ ہین صاحبِ زر
نگاہون مین تیری تو سب ہین برابر

جو مارل کرج کا تجھے ہے سہارا　　　　دباغت یہ کب ہو گی تجکو گوارا
اگر تو بھی اسوقت ہمت کو ہارا　　　　چنین خوف بیجا مبارک شمارا

یقین یہ نہین تیری ہمت جو کم ہو
یہ ممکن نہین تو نہ ثابت قدم ہو

کسی نے بھی اخراج ایسا سُنا ہی　　　　کبھی ایسا کشمیریون مین ہوا ہی
سمجھنے کے قابل یہ کل ماجرا ہے　　　　یہ ذاتی عداوت نہین ہی تو کیا ہی
بجھاتی ہین ثالث لگی اپنے جی کی　　　　صدا بھی نہین سنتے ہم مدعی کی

مری قوم کے پیارے کشمیری بہائی — یہ ہٹ دہرمی کیون اتنی دلمین سمائی
گہٹا خوف کی کیون ہی آنکھون پہ چہائی — سمجہہ بوجہکر کیون ہے بے ذاعتنائی

ذرا دل مین سوچو تو للہ صاحب
زبان پر ہی کچہہ دلمین کچہہ اہ صاحب

مجبوری دستخط کا کرنا غضب ہی — بزرگون پہ الزام دہرنا غضب ہی
اس اخراج سے آپ ڈرنا غضب ہی — مخالف کے آگے مکرنا غضب ہی

وہی ہوگا قسمت مین جو کچہہ بدا ہی
رضاے خدا راستی مین سدا ہی

یہ غالب ہوئی دنیوی تم پہ عبرت — کہ دنیا کو عقبیٰ پہ دی تو نے سبقت
بڑہی ایسی تخویف بیجا کی عزت — گہٹائی نگاہون سے ایمانکی وقعت

نہ ہے اور نہو گا یہ مسلک ہمارا
مبارک تمہین دہریہ پن تمہارا

کہلے بندون ہوٹل مین جانا روا ہی — گلاسون کا منہ سے لگا نا روا ہی
برانڈی کی بوتل لنڈہانا روا ہی — مٹن چاپ کٹلٹ کا کہانا روا ہی

بیئو برف بے کہٹکے اسٹیشنو پر
اوڑاؤ لیمونیڈ سوڈا و جنجر

کرو سر کو جہپ جہپ کے گر خم تو جائز — عبادت کرو اولٹی دائم تو جائز
جو گہر ڈال لو کوئی خانم تو جائز — شکر شیر ہو جاؤ باہم تو جائز
وہی کرتے ہین جنکی کچہہ حوصلے ہین — جو سچ پوچہو دولت کی سب چوچلے ہین

نواب سید محمد صاحب آزاد آئی۔ ایس۔ او

مشرقی بنگال کے ایک سربرآوردہ اور دولتمند خاندان میں سنہ ۱۸۴۸ء میں ڈھاکہ میں پیدا ہوے۔ اور اوائل عمر میں تعلیم بھی وہین پائی فارسی و اردو کی تعلیم ایک نامی اُستاد یعنی آغا احمد علی اصفہانی[۱] مصنف موید برہان کے زیر نگرانی پائی۔ آپ اُستاد کے نہایت رشید شاگردوں میں سے تھے۔ اُس زمانہ مین اول تو انگریزی تعلیم کا چرچہ ویسی ہی بہت کم تھا۔ پھر بنگالہ کے مسلمانون مین تو صرف شاذو نادر اصحاب اسطرف توجہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک خط مین فرماتے ہین "انگریزی مین مجھے انٹرنس فیل ہونے کی عزت بھی حاصل نہین ہے ہمارے وقت مین ہمارے شہر کے مسلمانون کو انگریزی خوانی سے مطلق رغبت نہ تھی۔ مین نے تفنناً چندروز انگریزی پڑھی تھی اور ۳ سال کالج بھی گیا تھا اُسکے بعد پھر اپنے خسر معظم نواب عبداللطیف صاحب بہادر مرحوم کی صحبت بابرکت مین کلکتہ مین رہکر کتب بینی سے کسیقدر انگریزی حاصل کی اور پھر نوکری اختیار کرنیکے بعد بشرط ضرورت اپنی انگریزی کی تکمیل کرتا رہا" سرکار انگریزی کی ملازمت عہدہ سب رجسٹراری سے شروع کی لیکن رفتہ رفتہ مختلف مدارج طے کرتے ہوے کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور آخر مین انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہوے۔ دو دفعہ بنگال کونسل کے ممبر منجانب گورنمنٹ نامزد ہوے اور آئی۔ ایس۔ او

---

[۱] غالب مرحوم نے برہان قاطع لغت کی رد مین ایک کتاب موسوم بہ قاطع برہان لکھی تھی اسکے جواب مین آغا احمد علی صاحب نے موید برہان لکھی تھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تیغ تیز سے دیا تھا اور پھر اسکا جواب الجواب آغا صاحب نے شمشیر تیز تر سے دیا تھا اس علمی معرکہ کا پورا قصہ مولانا مرحوم نے یادگار غالب مین بیان کیا ہے۔

یہی آجکل چار سو گفتگو ہے — کہ یہ قوم بھی حیف کیا جنگجو ہے
کٹے مرتے آپس مین ہین ایسی خو ہی — بھلا کیون نہو آخرش لکھنؤ ہے

ولایت کا جو نام تک لے وہ خارج
جو جانے کی ترغیب تک دی وہ خارج

نہ دستخط کرے بند پر وہ بھی خارج — مخالف اگر ہے پسر وہ بھی خارج
موافق نہین گر پدر وہ بھی خارج — کرے جو اگر یا مگر وہ بھی خارج

یہ اخراج کا مادہ پک رہا ہے
ہر اک "ہر وقت" "ہر طرف" بک رہا ہے

بڑہی اسقدر رنجش نا اتفاقی — گئی چھوٹ آپس کی سب خوش مذاقی
محبت کی بُو تک رہی اب نہ باقی — نہین ہوتے بھائی سے بھائی ملاقی

پہنسی قوم ظلمت ہاومن مین
ترقی کا چاند آگیا ہے گہن مین

نواب سید محمد خان بہادر آزاد آئی - ایس - او

انڈین پریس الہ آباد

کا خطاب پایا ۱۹۱۲ء مین اپنے فرائض سرکاری سے سبکدوش ہوکر پنشن لی اور آپ کلکتہ مین تشریف فرما ہین

اخبار بینی و مضامین نگاری کا شوق شروع ہی سے تہا سب سے پہلے فارسی اخبار دوربین مین

کہ جو مسلم لٹریری سوسائٹی "کا پرچہ تہا مضمون لکھنے شروع کئے۔ یہ نہایت نومشقی کا زمانہ

تہا رفتہ رفتہ اُردو مین مضمون نگاری کا شوق ہوا۔ سب سے پہلے اودہ اخبار مین لکہنا شروع

کیا اور ۱۸۷۶ء سے یہ سلسلہ برابر قائم رہا۔ اکثر مضامین آپکے اکمل اخبار۔ دہلی۔ آگرہ اخبار۔

سفیر لودھانہ۔ اخبار الاخبار مین بہی نکلے مگر آپکے شہرت بہی اودہ پنچ کی شہرت

کے ساتھہ ہی ہوئی۔ خاصکر آپکا نوابی دربار کہ جو ۱۸۷۸ء مین بطور ناول کے

پنچ مین شایع ہوا تہا نہایت ہی مقبول ہوا۔ علاوہ برین آپ کی ڈکشنری

مہذب نامہ و پیام اور سوانح عمری مولانا آزاد ایسے مضامین تھے کہ جنہون نے

کافی شہرت حاصل کی۔ اکثر مضامین آپکے ایک جگہ ترتیب دیکر ایک جلد مین کہ جسکا

نام "خیالات آزاد" ہے شائع ہوے ہین کہ جنکی قدر بڑے بڑے لوگون نے کی

اور دور دور سے آپکے پاس مبارکباد کے خط آئے ہین۔ انگریزی زبان مین بہی

آپنے مضامین نگاری کی اچھی خاصی مشق حاصل کی اور بابو شمبھو چندر ڈے کی

صحبت سے اس بارہ مین بہت ہی نفع اوٹھایا۔ آپ اخبار رئیس و رعیت مین

اکثر ایڈیٹوریل مضامین لکھا کرتے تھے کہ جو اکثر سرکار و رعایا دونوکی نگاہ مین

قابل قدر سمجھے گئے۔ غالبًا پنچ کے نامہ نگارون مین یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے

کہ تادم آخر آپ نے حق دوستی نبھایا اور برابر کچھہ نہ کچھہ لکھتے رہے۔

پورانی روشنی کا نامہ و پیام

لندن۔ رسل۔ اسکوبار

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ۔ تسلیم۔ اُس روز آپنے مجھے کانپور کے اسٹیشن پر آکر رخصت کیا اور احباب نے رنگا رنگ کے امام ضامن ہمارے بازو پر باندھکر خیرباد کہا اور آج دیکھیے بندہ عنایت ایزدی سے لندن مین ایک مکلف اور آراستہ اور ہوا دار ہوٹل مین ایک غرور اور مسرت کے زور سے ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھکر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہی اس خط کے مطالعہ سے آپ کو بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ ہم اپنے قول کے سچے اور اپنے وعدے کے پکے ہین اور شاید قلیل ہی عرصہ مین آپ اور ہمارے وطن کے دوسرے احباب اُسکو تسلیم کرلینگے کہ ہان بعد مدت کے اب اسے ایک شستہ اور تہذیب یافتہ خیالات اور پکے تجربہ اور پختہ عقل اور ہشتادتی عقیدہ کا آدمی اس ترقی انگیز ملک مین آیا ہی کہ جو آیندہ بہار کی ہر قسم کی اصلی اور واقعی حالات اور تمدنی اور اخلاقی خیالات سے اپنے نیم وحشی ہموطنون کو آگاہ کرسکیگا اور جو کہ خدانخواستہ ولایتی اخلاق اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کا رو رہین بنے گا۔ آپ تو جانتے ہین کہ ہم پورانے اسکول کے آدمی ہین اور ہمارے دل مین قدیم مدرسہ اور اُسکے علوم و فنون اور اور پورانے خیالات کا کیسا فیض بخش گنجینہ ہی۔ اور ہم اپنی وضع کے کیسے پاسدار اور پیار کرنے والے ہین کہین جائین کسی ملک کا سفر کرین مگر کیا معنے کہ اپنی وضع مین فرق آسکے

وکیل یا کالے صاحبون کا زندہ یادگار عزت آثار تصور کیا اور اُن کے ساتھ
اُس قسم کا برتاؤ خاص اور عام مجلسون اور صحبتون مین ہوتا ہے کہ جو اپنے
خاص لوگون کے ساتھ ہونا چاہیے مگر یہان کے لوگ بدل اسکے خواہشمند اور متمنی
تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی یہان آوے تاکہ اُس سے بہت دیسی باتین
کہ جنکے بیان کرنے مین نئی روشنی والون کو بہت ہی تامل ہوتا ہی دریافت ہون
اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیون کی شکایت اور حکایت کو اُسکی اصلی آب و رنگ
اور دیانتداری کے ساتھ بیان کرے یہان کے قابل اور بیدار مغز وزرا
ہملوگون کے قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور قدیم مدرسون کے
حالات سے واقف ہونے کے بڑے شایق ہین اور اُنکا قول ہی کہ اس قسم کی
معلومات انگریزی دان اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سے نہین سکتی ہین
کیونکہ اول تو اُنکو خود بھی اپنی خبر نہین اور ثانیاً انگریزی تعلیم کے اثر نے ابتداے
شباب ہی مین اُنکے خیالات پر مغربی تہذیب کی پالش کردی ہی ان وجہون سے
میری خاطر تواضع حد سے زائد ہوتی ہی اور میرے ساتھ یہان کے لوگ اُسطرح سے
پیش آتے ہین کہ جس طرح غیر ملک کے کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے اور میرے ہوٹل کے دروازے پر گاڑیون کا ہجوم رہتا ہی اور ہر شب کو
کسی خاص یا عام جلسہ مین میری دعوت ہوتی ہی شاعر نوبلیسٹ محرر ریفارمر
سفرا وزرا ممبران پارلیمنٹ تجار شاطر یا دریصاحب لوگ اور بعض بعض دیسی
خاتونان بانام ونشان کہ جو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے اسباب کو مہیا کرنے
اور بہم پہونچانے اور ہندوستان کے باشندون کی ہمدردی کا چراغ یہان کے

اور اپنی قطع بدل جاے یہ تو بہروپیوں کا کام ہی کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہین اور
اس ذریعہ سے اپنی روٹی کماتے ہین۔ بندہ نے ڈوور کے قریب ہی جہاز پر اپنے
ڈبل اوور پر شوکت اور سایہ دار اوور کا مدار جو تہ مین اپنے کو لپیٹا اُسپر سے ایک
۴۰ فٹ کا شالی کمر بند بھی جڑ دیا اپنی بانسیری دستار علم کو بھی سر پر رکھا اور
سبز رنگ کی بلند ایڑی والی کفش کو بھی ڈاٹا یہہ کیا تھا ادھر جہاز سے اُترکر
ریل پر سوار ہوے کہ تماشا بنگئے جسکو دیکھو وہی ہمکو دیکھتا ہی جس لیڈی کی
آنکھ پڑگئی وہ ہمہ تن چشم بنگئی اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے
کے پاس آرہے ہین بیسیون صاحبان عالیشان گاڑی مین گھسے چلے آتے ہین
لیڈیون نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی بنا ڈالا اور مین اُن کے اس
استعجاب کو دیکھکر ہر دم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا معلوم ہوتا ہی یہانکے انگریزون نے
آج تک کسی ایماندار متعصب ور خرانٹ مولوی کو اُسکے اصلی لباس اور
شان و شوکت اور ہیئت سے نہین دیکھا تھا اور اسلیئے میری پذیرفتگاری کا
وہ سامان ہوا کہ جو جزیرون کے وحشیون کے لیئے ہوتا ہی خیر انکا جو جی چاہے
مجھے سمجھین مگر ہم بھی اپنے دل مین اُنکو کچھ سمجھ لیتے ہین اور اسلیئے کسی فریق کو
جاے شکایت نہین ہی عوض معاوضہ گلہ ندارد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
عقل سلیم بڑے زور سے میرے دل مین اسکی تحریک کرتی ہی اسکے قبل جو
ہندوستان کے لوگ یہان آئے ہین وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہین بلکہ کلکتہ و بمبئی
سے صاحب بنکر اُترے یا سوار ہوے تھے اور اسلیئے وہ لوگ عجائب المخلوقات نہین
تصور کیے گئے اور یہانکے لوگون نے اُنکو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقہ کا

ناچتی ہین غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہین دو کانون مین ٹھیکتی ہین خدا جانے
اور کتنا دھندا کرتی ہین ہمارے عفت آباد ہندوستان کی عورتون سی اگر یہان کی
عورتون کی بے پردگی اور بے شرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کردی جاے
تو اُنکو نور اُشرم اور خوف اور غصہ سے اُس قسم کی حارتپ آجاوے کہ جو مثل
شاخ چنار انکو جلادے یہان کے مکانات سواریان سب بے پردہ ہین اور
یہان کے لوگون کا قول ہو کہ کھلے مکان مین ہوا آتی جاتی ہے اور اسی سے
صحت جسمانی مین ترقی ہوتی ہے غیر مردون کے واسطے یہ مکانات بیشک
عمدہ ہین مگر نہ کہ ویسے صاف وشفاف کہ جیسے ہمارے دہلی کے اور لکھنؤ کے
امراکے دولتسرائین اور زنانون کے لئے تو یہ مکانات بالکل ناموزون
ہین نہ بلند دیوارین نہ متعدد ڈیوڑھیان نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح
پردہ دار پائین باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریان نہ محرابی
بارہ دریان نہ ہوادار اور پردہ دار کوٹھے۔ مکانون مین فن عمارت کے
اصول سے دیکھئے تو کوئی تعریف کی بات نہین ہے کیونکہ
صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہوتا ہی اور بڑے بڑے
آئینے لگے رہتے ہین البتہ کوچ میز اور کرسیان اور بہی دوسرے سامان
آرایش قابل تعریف ہین مگر نہ ایسی کہ اُنکو اپنے نواب زادگان ہند اور
والیان ملک کے مکانات اور ایوانون کے ایرانی قالین مخملی گاؤ تکیے
فیل دندان کی چارپائیان سونے چاندی کے جھاڑون رنگ برنگ کے
شیشہ آلات اور طلائی اور نقرئی اُگالدان اور حلبی آئینون سے تشبیہ دیسکین

لوگون کے دلون مین روشن کرنے کی کوشش کرتی ہین اس فقیر کی ملاقات کو
آتی ہین اور مختلف امور اور مسئلون کے متعلق سوالات کرتے ہین یہان کے علما
اور پادری صاحب لوگ بڑے وسیع الاخلاق منکسر المزاج متحمل اور ذہوش ہین اور
اسی قسم کے لوگون سے اور خاکسار سے زیادہ ملاقات رہتی ہی ؎

کند ہمجنس باہمجنس پرواز   کبوتر باکبوتر باز با باز

آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہان آئے مہینے دو مہینے کا ہی عرصہ
ہوا اور مین قلم ہاتھ مین لیکر یہان کے حالات اور خیالات اور رسم ورواج
اور طریق معاشرت وتمدن وغیرہ وغیرہ پر رائے دینے کے لیے اکڑکر بیٹھ گیا
اور اپنے تئین کے آمدی و کے پیر شدی کا مصداق بنادیا۔ مگر نہین مجھے اس
تھوڑے عرصہ مین یہان کے لوگون کے اندرونی اور بیرونی حالات کے
دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع ملا ہی ایسا   شاید کسیکو سالہا سال مین
نہین ملیگا کیونکہ میرے رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گذر ایسے
ایسے مقامات مین ہوتا ہی کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہین۔

یہان کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہین اور نقش آزادی گویا انکے
سینون پر کندہ ہی انکو دولت حشمت اور ریاست کسی چیز کی پروا نہین
مگر جہان انکی آزادی کو کسینے اُنگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہین آزادی
کے نشہ سے کچھ انگلستانی لوگ ایسے مدہوش ہین کہ اُسکی ترنگ مین اُنھون نے
اپنے سب قسم کے حقوق کو عورتون کے ساتھ بانٹ لیا ہی اور مرد وعورت
کی حالت مین کوئی فرق نہین ہی معاذ اللہ یہان عورتین گھوڑا دوڑاتی ہین

سحر خیزی کی صفت یہان کے لوگونمین درجون سی نہین ہی ایک تو یہ کہ انگریز لوگ
ہر روز علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہین کرتے ہین اور صبح کو نیند سے
چونک کر دنیوی کامون کے شروع کرنے کے قبل نماز نہین پڑھتے ہین اور
رات بھر جو آرام اور تسکین اور مسرت سے کاٹتے ہین اسکا شکر بارگاہ ایزدی
مین صبح کو بجا نہین لاتے ہین۔ اسوقت ہمارے ہندوستان کی مسجدونمین
جوق جوق مسلمان لوگ صاف لباس پہن اور خوشبو لگا کر جارہے ہونگے
اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کا ہمارے معبدون مین غل ہوگا کوئی وظیفہ مین
مصروف ہوگا کوئی درود پڑھتا ہوگا کوئی سجدۂ شکرانہ بجالارہا ہوگا اور
کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہی کہ یہان ہر طبقہ اور
درجہ کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھرون سے باہر رہتے ہین اور عام
مقامات آسایش و آرایش اور تماشا خانون کی سیر کرتے ہین اور اپنے احباب
کے قلعہ مین کھیلتے کھاتے اور پیتے رہتے ہین۔ یہان ہر فشن اور پیشہ کے لوگون
کے عام مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور کلب گھر علحدہ ہین مثل فوجی
قانونی وزیری سفیری فرانسیسی اور جرمنی ہوٹل اور کلب اور پبلک ہوس کر
اور شام کے بعد سے تھیٹرون اور ایسے مکانون مین کثرت سے ہر قسم کے لوگ
جمع ہوتے ہین اور اپنی اپنی پسند اور مذاق کے مطابق ایک ایک طرح کی
تفریح مین مصروف ہوجاتے ہین۔ تماشا خانے کثرت سے ہین اور گنجفہ تاش
شطرنج اور مینر کے انٹے کا جوا بڑی دھوم سے ہوتا ہی اور ایسے ایسے سور کھلاڑی
ہین کہ جنکا لوہا سارے تہذیب یافتہ ملک کے جواری مانتے ہین اور جو اس

نورانی روشنی کا نامہ و پیام

مائی ڈیر مولانا ہنوز طلا ت آلائی باقی ہو کہ میں اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوا اور چاے
پانی مکھن اور توس بھوس کو اپنے معدہ کے زندہ خورجی مین رکھکر اور اپنی
تسبیح کو پلنگ کے ایک کونے پر لٹکا کر لکھنے کی میز پر آ بیٹھا - اور نہایت
تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہون گو میری ہندوستانی عادات
کی پابندی کے سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف ہوتی ہے مگر کیونکہ
اپنے اوقات معینہ مین فرق ڈالوں اور کیونکر اپنے حکیمانہ خیالات کو مطابق حفظ صحت کی قواعد کو نہ برتون
دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہے اور جہان تک نگاہ کام
کرتی ہے صاف یہی معلوم ہوتا ہو کہ ایک عمدہ سلٹ کے فیل دندان کی سیتل پاٹی
بچھی ہوئی ہو دریا مین جہازون کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھا رہی ہو -
اور درختون پر مختلف قسم کے خوش آہنگ پرند قدرتی بینڈ باجا بجا رہے ہین -
میز کے قریب آتشدان روشن ہو اور اسمین ولایتی کوئلہ جل رہا ہو اور مین بیور
کی عبا اور فلالین کی نیمہ آستین پہنے بیٹھا ہون - ہوٹل کا خانساماں اکثر ہمارے
واسطے ہماری پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی پکاتا ہو اور یہودی قصاب
کی دوکان سے گوشت لانے مین ہم اُسکو بہت تاکید کرتے ہین اور جبکہ ہم اُسکو
یہ حکم دیتے ہین تو وہ مُسکراتا ہوا ہمارے سامنے سے چلا جاتا ہو یہان کے
لوگ سحر خیز نہین ہین اور اکثر دس بجے تک سوتے رہتے ہین اور گویا یہان
نیند سے چونکنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہو کوئی بھلا مانس تو نور کی
تڑکے کیا اُٹھیگا شاید یہان کا مرغ نئے نبیچے کے مثل بولتا ہو -

یہان کی عام مکانات تفریح اور ہماری ملک کی مدک خانے اور چنڈو خانے ادنیٰ
عیش خانون سی آسمان و زمین کا فرق ہی اور کبھی کوئی منصف مزاج اور دوربین ہماری
ملک کی چانڈو خانے اور عشرت خانی پر یہان کی ہوٹل تماشا خانے اور جواخانے کو
ترجیح نہین دیگا- یہان کارخانہ بہت فوق الہٹرک ہی روشنی اچھی سامان اُجلے مگر تسکین
آرام راحت اور ہم لوگونکی خیالات کی مطابق عیش بالکل یہان مفقود ہی- ان کانون
مین سناٹے کا لطف نہین بلکہ ہنگامہ ہی اصلی صفائی کا نام نہین بلکہ کثافت ہی-
تسکین کا نام نہین بلکہ انتشار اور اضطراب اُسکی جگہہ ہی- اور خلاصہ یہ کہ گوشہ عافیت
کی پوری تعریف صادق نہین آتی ہی غیر اور اجنبی لوگونمین ملنے جلنے سے بے تکلفانہ تفریح کا
لطف کہان باقی رہتا ہی ہوٹل مین ہر قسم کی لوگ آتی جاتے اور رہتی ہین اور کوئی اُنکو
منع نہین کرسکتا ہی کیونکہ ایسے حکم کے دیتے ہی آزادی پر حرف آئیگا- ہمارے چانڈو خانون
مین گو ظاہراً سامان آرایش کم رہتا ہی مگر گوشہ عافیت کی پوری تعریف اونپر
صادق آتی ہی اور اُنکو کان و معدن آسایش کہنا بجا ہی- ایک نفیس مکان چھوٹے
چھوٹے دروازے اور اُسکے سوا دھوان نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لئے سیکڑون سوراخ
بیسیون روشندان پر تکلف فرش بڑے بڑے گاؤ تکیے اور چھوٹے چھوٹی گل تکیے
عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونے مین اس طرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ
جلتا ہو- اسکے سوا ہر شخص کی سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کی لیے اُگالدان وہانکی
جانیوالونپر بیٹھنا حرام ہو گیا فوراً آرام سے لیٹ رہا اور چنی کے لئے غریب چانڈو باز
لوگ موجود ہین اُنکی خدمت کی اُجرت نہایت کم ایک چینٹی پر رات بھر خدمت کرین-
فیرنی کی تشتریان بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کہانیکی لیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا

ناجائز ذریعہ سے لاکھون ہی لاکھ کماتے اور اڑاتے ہین کسی ہوٹل کے کسی
کمرے مین دو چار یار تاش کھیل رہے ہین کہین دو چار شطرنج مین غرق ہین کسی
طرف انٹے کی میز پر کھٹا کھٹ انٹے دوڑ رہے ہین کسی جانب بادہ نوشی ہو رہی ہے
کہین کافی اوڑ رہی ہے اور کسی گوشہ مین چاے پانی کا سامان درست ہے علاوہ اسکے
وضعدار اور طرحدار مالدار اور رؤساغاتون اور امرا اور وزراے نامدار کے مکانون مین
خاص خاص دعوت کے جلسے بھی روز ہی ہوا کرتے ہین اور ہر غنچۂ احباب مین مسائل
تمدن یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چھڑتی ہے اور بڑی گرمجوشی سے تبادلۂ خیالات
اور آرا ہوتا ہے اور ہر شخص روزانہ ایسے صحبتون اور خاص جلسون مین راے دینے اور گفتگو
کرنیکے لیے تیار رہتا ہے اور اخبار ونسے اپنی تحویل دماغ مین ہر قسم کے معلومات کا
خزانہ بیشتر سے جمع کر رکھتا ہے - جن لوگون کے رہنے کا اپنا خاص مکان یا کرایہ
کی کوٹھی ہے وہ ایک بجے دو بجے اپنے اپنے مکانون مین ہوٹلون تماشا خانون اور
کلبون سے چلے جاتے ہین اور جو خانہ بدوش ہین وہ سہ

درویش ہر کجا کہ شب آمد سراے اوست

پر عمل کرتی ہین - سحر خیزی کی مانع جو دو وجوہ میرے خیال مین آئے تھے مینے بیان کیے اور شاید
یہ بھی گمان ہوسکتا ہے کہ چونکہ صبح کو یہان بڑی سردی پڑتی ہے اسلیے ہر قسم کے
لوگ اسوقت اپنی اپنی خوابگاہ مین رہنا حفظ صحت کے لئے بہتر تصور کرتے ہین
یہان کے عام مکانات آرامش و رامش اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ ہمنے کھینچی ہے اسکو
دیکھکر تو آپ پھڑک جائینگے اور علی الخصوص ہماری ملک کے وہ امیرزادے کہ جو شبانہ روز
بوبارہ اور تین کانے کہتے رہتے ہین انکو دلونمین لندن کی سیر کا شوق بھر جائیگا مگر نہین

پورانی روشنی کا نامہ وپیام

یہان کے تماشا خانون مین بیشک بڑی تیاری ہوتی ہی روشنی کا اہتمام خوب
ہوتا ہی اور پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے جاتے ہین اور تماشا کرنیوالے
مرد اور عورتین عمدہ عمدہ لباس پہنکر تماشا کرتی ہین اور تازہ بہ تازہ سانگ
لاتی ہین اور ایک دم مین پردون کے اولٹ پہیر سے سارے مکان کی ہیئت
بدل جاتی ہے ابھی باغ تھا ابھی سمندر موج مار رہا ہی ابھی ہوٹل تھا ابھی
دیوانخانہ ہی ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پہر ایک آن مین قبرگاہ بنگیا ہر تماشا خانے
اور تھیٹر اور اوپرا مین باجا بجتا ہی اور وہ اُسی قسم کے باجے ہین کہ جنکی آواز
وحشت ناک اور سامعہ خراش ہوتی ہی اور جنکے سُننے سے عزت کا خیال دلسے
جلد بھاگنے لگتا ہی اور لڑائی کا خوف اور سامان ادن کی جگہہ آجاتا ہے۔
اور اوپرا مین یہان کی گویا عورتین اور مرد گاتے ہین اور علم موسیقی کے
شیدا لوگ وہان اکثر گانا سننے کی غرض سے زیادہ جاتے ہین کم بختی سے
ایک روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا اور سامعہ پر وہ
آفت آئی کہ آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہو رہے ہین اور اُس روز تو
شب مارے وحشت کے بندہ کو نیند نہین آئی - ہاے ہاے جسنے چندر بھاگا شیرین جان
ہیرا بدو خان اور تان رس خان کو سُنا ہوگا اور جسکے کان کہ بین سُرمین
سارنگی ستار طبلے کے سامعہ نواز آواز سے آشنا ہونگے اُسکو یہ جنگلی باجے کی بہون بہون
اور گون گون کی صدا اور چند بے سُری اور بے تالی اور بد اداز قوی ہیکل عورت
و مرد کا چلاّنا کیا خاک بھایگا یہان کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو

وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی مہذبانہ صحبت حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ کسیکی ٹانگ اور کسیکا مُنہ کسیکا چوتڑ اور کسیکا سر۔ ہر شخص کے لیے خوشبو کی گلوری تیار اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار۔ انکی آزادی یہ ولایت کی آزادی نہین ہی بلکہ وہ ایسی آزادی ہی کہ دنیا و مافیہا کے خیال سے یکایک دل کو دھو دھاکر پاک کردیتی ہی۔ انکسار کا وہ مرتبہ کہ ؎

خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

کے مصداق بنے ہوے ہین۔ عافیت پسند بھی ایسے کہ کبھی چھینکنے کی آواز تک سڑک کے چلنے والون نے نہین سُنی۔ قانون کے ایسے ماننے اور جاننے والے کہ مچھر تک پر کبھی بھولے سے ہاتھ نہین اوٹھایا۔ تحمل کا وہ جوش کہ گالی تو گالی جوتی کھانے پر بھی کسیکو نہین مارا امورات تمدن کے ایسے شایق اور ماہر کہ آج تک روم و روس کی لڑائی کا فیصلہ اونکی راے مین نہین ہوا۔ اور افغانستان کی چڑھائی کو تا ایندم تسلیم نہین کیا۔ تیبابو کو زولو کا بادشاہ جانتے ہین۔ مسٹر شا کے زنجبار مین انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہین۔ کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا شروع کیا تو دو بجے وہ ختم ہوا۔ قانع اور صابر اس مرتبہ کے کہ ایک تشتری کھیر کی چاٹ کر دن رات بسر کی۔ مردم آزاری کا وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کے خیال سے مہینون کپڑے نہین بدلتے ہین منتظم اور خوش معاملہ اور بامروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے کا پانا بے تکلف ہوجاتے ہین۔ تقدیر پر ایسا تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑھنے کی خبر سنکر بھی کبھی بالین سے سر نہین اُٹھایا۔ گوشہ نشین ایسے کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ نہین دکھایا۔ شب بیدار ایسے کہ رات بھر تارے گنا کرتے ہین۔ حفظ صحت کے ایسے عاشق کہ تمام دن مردہ سے بازی لگاکر سوتے ہین

مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ بی ننھی نے سنہری دوپٹہ کو سر پر سی ہٹا دیا اور دو چار
بابو کو بو ٹولہ مین ٹکہی سے لڑہک گئے۔ بی امانی جان نی محبت انگیز ادا سے کسیکو گالی دیدی
اور نوج کہکے لبونپر اُنگلی رکھی اور ڈھاکہ کے چوک مین قیامت آگئی بی طوقی نی بنارس
مین کسی مہاجن بچے یا رئیس زادے کو مصنوعی غصہ کی ادا سے مُفتری کہا اور وہ اپنے
ذہن مین (ذایٹ) ہوگیا ہماری ہندوستان کی معاشیق اور پریوشون کی چلبلی بانکپن
سیماب مزاجی۔ برق وشی اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدردان کچھ ہماری ہی ملک کی
نازک خیال صاحب دماغ روشن دل اور صاحب مذاق لوگ ہین۔ یہ بیچارے آلو کے کھانے
اور بھیڑی کے چرانے والے ان باتونکو کیا جانین مگر ہان پہر بہی ہر ملکے و ہر رسمے اور

ع ہرکس بخیال خویش خبطے دارد

اسکا خیال بہی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے پہلے خط مین لکھا ہی حُسن تو یہان ہملوگون
کے خیالات کی مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہی اور حسن فرنگ حُسن فرنگ جو مدت سے
سُنا کرتے تھے اُسکی کچھ بہی تصدیق نہین ہوئی بلکہ یہان آنے پر اُسکو بالکل اُلٹا پایا
گو آئین قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہانکی عورتون (جنکو حسین بننے اور
اپنے کو خوبصورت دکھانیکا جنون ہی) کے ساتھ بڑی بے انصافی اور بیرحمی کی ہی مگر
اُسکے جبر و نقصان کرنے سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر نہین ہین بالائی تدبیر مصنوعی اشیا۔
اور صنعت کے زور سے جہانتک کہ ممکن ہی حسن کی تیار کرنے مین کوشش کیجاتی ہی
اور (باربر) یعنے حجام اور طرح طرح کی رنگین اور زرکار لباس سی بہت کچھ اس
خصوص مین مدد ملتی ہی اور سرخ او واسفید سفوف رنگ کی چمکانی اور دمکانے کے لیے
چہرہ پر لیے انہا ملا جاتا ہی اور زر کثیر لباس وغیرہ کی تیاری مین خرچ ہوتا ہی

ہم اوراس سے سہل اور عمدہ طورسے آپکو نہین سمجھا سکتے ہین فرض کرتے لیجئے کہ
جاڑون کی رات مین کسی پورانی مقبرہ کی کسی نئی قبر مین کسی سڑی ہوئی لاش
پر چند گیدڑ عالم غصہ مین اپنے اپنے حصہ کے واسطے لڑتے ہون اور اُس قبر
سے جو ایک مُعیب ورو حشت ناک اور سامعہ گداز آواز نکلتی ہی اور دور تک
جاتی ہی اور ارد گرد کے رہنے والون کی نیند کا ستیاناس کرتی ہی اگر اوس
کے باہر سے کہڑا ہوکر کوئی ہمارے ملک کا آدمی گانا سُنے تو پہلے اُسکو ایسا ہی
خیال ہوگا کہ بجز کسی قبرگاہ مین مصروف جنگ وجدال ہین۔ دو آدمیونکا باہم ملکر
یا دوسرے سے لپٹ یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علٰحدہ کودنے اور دوڑنے کا
نام ناچ ہی تال گت کا بالکل خیال نہین ہی واللہ اگر کالکا یا بندادین یا ہمارے
جہان پناہ کو یہا نکے لوگ ناچتے ہوئے دکھین اور اُنکی توڑے کی آواز انکے کان تک
پہونچے تو یہ لوگ کبہی ناچنے کا نام تک نہ لین تبانے اور اُسکے نکات اور اُسکے کمالات سے
انگریز بالکل ناواقف ہین اور شاید مشکل سے اُسکا مفہوم اُنکے خیال مین آویگا خوب
زور سے جوتون کو صحن پر مارنا یہ ایک ناز ہی۔ سفید سفید بد قطع دانتون کا بیموقع
نکالنا یہ ایک نخرا ہی۔ ہاتھون کو زور سے دبا دینا یہ ایک ادا ہے۔ سر کو جھکا کر پُھرتی
سے سلام کرنا یہ ایک غمزہ ہی اور اِنھین پھلوانی ناز و نخرے کا شہید یہان ایک عالم ہی
یہ نہین کہ ادھر بی مشتری نے اپنے خمدار ابرو کو جھکایا اور بیس امیرزادے شہید ہوگئے۔
بی زہرہ نے تبسم کا قصد کیا بجلی چمک گئی۔ بی گوھر نے پاچون کو ہاتھ سے اُٹھایا
اور ایک عالم نے عالم بدحواسی مین کمر کے بچنے کی دعا مانگی خدا کمر کو بچائے۔
بی حیدر نے ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور پٹنہ کے چند خانہ ساز نواب زادے

نقصون کو کون نکال سکتا ہے ہان جہانتک اُنکے چھپانے اور اون کو خوشنما کرکے دکھانے کی ترکیب ہی وہ کی جاتی ہی اور اُس سے فی الجملہ ایک تسکین کی صورت ہی ہمارے ملک کی ماہ وش اور پریرو بیگمون کا گندمی گندنی اور سبز رنگ کہ جنہین ملاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہے اون کا کتابی چہرہ نستعلیق نقشہ طرّہ طرار زلف تابدار غزال کی سی آنکھین ستوان کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہان کی میم لوگ خواب مین بھی دیکھ پائین تو فرط رشک سے جلجائین اور فرط غیرت اور غصّہ سے پھر اپنے کو مصنوعی چیزون کی مدد سے بنانیکا کبھی قصد نہ کرین۔
یہان کی عورتین اکثر قوی الجسہ ہین اور اُنکے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت ہوتے ہین کہ اگر ہمارے ملک کی کسی بیگم کو یہان کی کوئی عورت پکڑلے تو غالبًا کوئی اُسکا عضو اُکھڑ جاے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔
مائی ڈیر مولانا آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو عورات کہ دو تین سیر گوشت روز کھاتی ہون دس پانچ پیالی چاء اوڑاتی ہون۔ دو چار بوتل شراب (گو کلاریٹ و بیرہی سہی) کا گلہ گھونٹتی ہون اُنکی تیاری کا کیا حال ہوگا معشوق کی تعریف مین یہ بھی کہا جاتا ہی تمھارا معشوق کے اسٹون وزن مین ہی اِس نئی تعریف کو سُنکر تو آپ واللہ کانپ جائینگے اور اگر بیگمات سن پائین تو قہقہہ لگا کر چھت اُڑا دین ہمنے بعض تماشا خانون مین بعض ایسی قوی ہیکل خاتون کو بھی دیکھا ہی کہ اگر دو چار بیگم کو گٹھڑی مین باندھ کر اُن کے سپرد کردیا جای تو وہ بے تکلف بغل مین داب کر کوس بھر لیجا سکتی ہین۔ ہمارے محلات کی

ہم اس قسم کی معصومانہ بوالہوسی اور زر ریز خام خیالی پر کوئی اعتراض نہین کرتے ہین
بلکہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسکے جواز کا فتویٰ دیدین کیونکہ دنیا مین کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو ایسا نہین ہی کہ جو اپنے کو دوسرون کی آنکھ اور پسند مین
خوبصورت بنانے اور دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور نہ رکھتا ہو اور آئینہ کے
سامنے جاکر سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لیتا ہو مگر ہان اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ
عورتین اس مالیخولیا مین زیادہ مبتلا ہین اور سب سے زیادہ پھر ولایت کی
عورتین کہ جو گھنٹون آئینہ اور شانہ سے اپنی زیبایش اور آرایش کے بارے مین مشورہ
کرتی ہین اور انصاف کی نظر سے دیکھیے تو فقط ولایت کی عورتین ہی اس مرض
مین مبتلا نہین ہین بلکہ ہر ملک کی لوگون مین یہ خواہش تھوڑی بہت پائی جاتی ہی
ہمارے ملک کے ایک ایک بانکے امیرزادے ایک سیدھی مانگ کی نکالنے مین کتنا وقت
لگاتے ہین اور انکے بالون کی سنورنی اور درست ہونے مین کئی درجن مصاحبون کے ہاتھ
ٹوٹتے ہین اور ہمارے لکھنؤ کی بیگماتون کی چوٹی کے گوندھنے مین کئی پہر لگجاتے ہین
اور کتنی مغلانیون اور کتنے بکسون کی ضرورت ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش
اور زیبایش اور بننے سنورنے کے اسباب آج اس ملک مین مہیا ہین اور جو کچھ
کہ یہان نہین ہی وہ بھی صبح و شام ممالک فرانس سے ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو
حسن ساز رنگ ساز اور درزیون کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہین اور
یہان کی میم لوگ ان مدون مین بیدریغانہ خرچ بھی کرتی ہین مگر ان سب
سامان اور ان کارخانے والون کی کاریگری سے چوڑا چہرہ گھامڑ نقشہ بھورے
بال کرنجی موٹی ناک بیترکیب گات کیونکر درست ہوسکتی ہی اور ان قدرتی

مولنا آزاد کی پرانی روشنی کی نئی ڈکشنری

لفظ	معنے
ہندوستانی بی بی	اپنے شوہر کی عاشق شیدا اور فدائی - اپنے بچّون کی انّا کھلائی اور دائی عفت کی دیوتا محبت کی تصویر مروّت کی اوتار - انسانی باغ زندگی کی تازگی کے لیئے جان نواز اور فرحت آثار ہوا ہے بہار گھر کی رونق گھر کی زینت گھر کا بھرم - عزیزون اور جملہ متوسلین کے لیئے ہمیشہ روان ہمیشہ شاداب و ہمیشہ لبریز چشمۂ کرم عصمت کے سراپا عزت وحمیت گلستان کی ہزار داستان بلبل - سچّی قناعت - اسلامیانہ صبر اور درویشانہ توکل کے صاف اور خوشرنگ بادۂ گلرنگ کے مینا کی قلقل - خالص و بے لوث دینداری کا محفوظ گنجینۂ عصمت عفت اور مروت کا قومی دفینہ - بالخلقت دوسرون کی وقف خدمت و چارہ سازی - بالطبع عزیزون کے لیے سرگرم جان نوازی وہ غنچہ کہ ہواے محبّت خالص کے چلنے پر جسکی شگفتگی کا دار ومدار ہی - وہ سرسبز اور بارور شجر جو اپنے سایۂ عنایت ومحبت کے جاگزینون پر بغیر کسی قسم کی خصوصیت اور قید کے ہر فصل مین ایک رنگ سے رحمت بار ہی - وہ سپاہی معرکۂ زندگی مین صبر وقناعت جسکی آبدار تلوار ہی - وہ منتظم جزرسی پیشبین بنی اور داشتہ آید بکار کے اصول پر جسکا ہر کاروبار ہی - زندگی کے ہر طوفان بلانشان اور

نازکبدن اور سیمتن بیگمون کے لیئے توکریب کا دوپٹہ گران ہوتا ہی گرنٹ
کے لہنگے کا اُٹھانا اُنکو دشوار ہی آب روان کی کرتی تک اُن کے بدن کو
کاٹتی ہی سیٹ کی کلائی سے اُنکا شانہ تک ٹوٹا جاتا ہی شال کو کسی بکس
مین بند کرنے یا اُٹھانے مین ہانپنے لگتی ہین پان کی وزنی گلوری اکثر
ہاتھ سے گر جاتی ہی خاصدان کے اُٹھانے سے مینون قیقہ اور شانہ پر
مومیائی ملی جاتی ہی مخملی تکیہ کی رگڑے سے اکثر رخصار پر خون جم جاتا ہے۔
اپنے دو تین مہینے کے لڑکے گود مین لینے سے دَم چڑھ آتا ہی۔ ؎

بہ بین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ہان یہان کے لباس کی کیفیت (جسمین ہزارون روپیہ صرف ہوتا ہے)
بھی تھوڑی سی سُن لیجیئے ایک قسم کا دم دارگون ہوتا ہے اور جبکہ اوسکو
میم لوگ پہنتی ہین تو دُم کے پکڑنے کے لیئے ایک خوبصورت چھوکری
یا چھوکریان بھی ساتھ رہتی ہین اور اونکو بھی رنگین لباس پہنایا
جاتا ہی اور وہ آہستہ دُم دارگون والی میم کے ساتھ چلتے ہین اور اس
لباس کے ساتھ عورتون کو دیکھنے سے ہمین اپنے ملک کا پیچدار فانوس
یاد آتا ہی اس دم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے مین برسون گفتگو
رہی ہی اور بڑی بڑی تحریرین لکھی گئی ہین کیونکہ یہانکی عورتین قابل ہین اور
قدرت تحریری و تقریری دونون رکھتی ہین پھر جب اُنکی دم کاٹنے کی تحریک کوئی
کریگا تو وہ کیون نہین لڑینگی مگر جن دُم کے دشمنون نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ
کامیاب نہوئے اور خود فشن کے بدلتے بدلتے وہ دُم آگے سے چھوٹی ہو گئی

ہلکا سا امتیازی پردہ حائل۔ ایک عالم کی مصیبت پر رونے کو فطرتی طور سے جسکا دل ہر وقت تیار ہی۔ وہ متوالی جو متوالے شوہر تک پر صدقے قربان اور نثار ہی۔ ہزارون شام غربت مین صبح امید کی جلوہ ریزی۔ وفا شعار شوہرون کے لیئے ہر طرح کی پُرلذت اور بد اطوارون کے لیئے ایک قسم کی ہلکی پرہیزی۔ ہر گھر کی باعث زینت و آبادی سلطنت خانہ داری مین انسداد دزدی کی منادی۔ غیر محسوس دلپسند اور پُراثر دردمندانہ اور فرمان پذیرانہ اداؤن سے اکثر شریف النفس میان کو در پردہ اپنا غلام بناتی ہی۔ دلجوئی اور مزاج شناسی کے دروازے سے اونکی شمع قبول تک پہونچکر اپنے ہر مطلب کا پیام سناتی ہی۔ بدنفس و بدعقل ساس نندون کی بے تمیزانہ اور ظالمانہ نکتہ چینیون سے جسکا دل چور ہی۔ اپنے میکے والونکی خاطر بات جسکو ہر حال مین بدل منظور ہی۔ محل مین بمحل حمل کے حمل کرنے پر غرور انگیز مسرت کی ادا دکھانے والی باوجود صحیح المزاج ہونے کے جلدی سے صاحب اولاد ہونے کے پُرجنون تمنا مین بیسیون جاہلون کی مُضر اور صحت سوز دوائین بیدھڑک کھانیوالی۔ میان کی بدمزاجیون کے کاکل پُرپیچ و غم کے سُلجھانیکا خوبصورت شانہ۔ روان خانہ جان خانہ اہل خانہ۔ وہ قیدی نواز جیار جسکے الفت کا محبوس ہتکڑی اور بیڑی کی قید و بند سے ہمیشہ آزاد ہی۔ وہ مجنون پرور لیلیٰ جسکے پاگل خانہ کا دیوانہ آزار سے بیزار اور اپنے پُر فساد نفسانی خواہشون سے ہمیشہ مصروف جہاد ہی۔ وہ باغیرت جسکو اپنے شوہر کے گھر سے مرکر نکلنے پر ناز وہ نازنین

مصیبت سامان مین مردون کی طوفانی طبیعت کے لیئے لنگر کا کام
دینے والی - اونکی ہر واقعی اور مصنوعی مصیبت اور رنج مین اظہار خواہش
ہمدردی و چارہ جوئی مین لب تر ہونے کے قبل پاک محبت اور صادق
ہمدردی کا درد فرسا اور غم تراش لبریز جام دینے والی - اپنے گھر کے
چراغون پر رات بھر اپنی صحت سے بے پروایانہ قطع نظر کرکے پروانہ وار نثار
ہونیوالی رونے اور ضدی لڑکون کی پر اثر اور پر شور و شر آوازون کی فطرتی
جگونی کے بجنے پر رات بھر مین دس دس بار بیدار ہونیوالی - وہ انسان
اولاد کی تمنا جسکی سب سے بڑی حاجت ہی بے اولادی جسکے لیئے سخت
آفت اور قیامت ہی - وہ صحت بار نسیم عنبر شمیم جسکے چلنے سے متعصب دشمنون کی
تنگ خیالی کا تیرہ و تار زندان ہر ہندوستانی کے لیئے روضہ رضوان ہی
وہ مسیح الزمان جسکے شفاخانۂ محبت و ہمدردی کی معجون کا محتاج ہر پیر و
جوان ہی - وہ قومی یاقوتی کان جسمین ہزارون لعل بے بہا نہان ہی ہین
وہ عمان رحمت نشان جس سے اخلاقی خوبی اور نسوانی نیکی کے سیکڑون
چشمے ہر مکان مین پنہان بہتے ہین - شوہرون کی جمعیت خاطر اور طمانیت
کے اوراق کا خوبصورت اور مضبوط شیرازہ - اونکے چہرۂ خوشحالی کا خوشرنگ
خوشبو - اور حسن افزا غازہ - وہ نیک کار بندہ شوہر کی اطاعت جسکی
بہت بڑی عبادت - وہ نیک سرشت انسان رحمدلی اور ہمدردی
انسانی جسکی جبلّی عادت - شوہر کی فرمانبرداری جسکے خیال مین پرستش
مین شامل - جسکے نزدیک دیوتاؤن اور شوہرون مین صرف ایک

پھنسانا نہین آتا۔ اپنی دلربا اداؤن طبیعی قوتون اور خداداد صنعتون
کے حُسن استعمال سے جسکو بیگانہ کو خویش اور دشمن کو دوست بنانا نہین
آتا۔ باوجود قومی اخلاقی علالت اور مشہور بے سر و سامانی علاج کے بھی
تو بیمارون کے حق مین بہت آسانی سے بھی ایک انار بننے پر سخت انکار۔
خوہر کے دلی ولایتی ہمسفر دوست سے ڈرائنگ روم مین کھڑے کھڑے
ذرا سا ہاتھ ہلانے کی بات سننے پر میکے جانے کے لیئے قیامت خیز تکرار اور
بے انتہا اصرار۔ وہ جاندار تکیہ جبپر آج بڑے بڑے لوگون کی آسایش امارت
اور سخاوت کا تکیہ ہی۔ وہ زندہ سلائی کی کل جسکے ذریعہ سے ہزارون چاک
درچاک گریبان افلاس مین مضبوط بخیہ ہی۔ وہ وحشی غیر محرم مرد کی سُریلی
بیدار اور دلکش آواز بھی جسپر چابک کی طرح پڑتی ہی۔ وہ نازک اندام
موم کی گڑیا غیر مرد کی نگاہِ محبّت و عنایت بھی جسکے بدن مین مثل کانٹے
کے گڑتی ہی۔ وہ چراغ محبت و شرافت جسکی نورانی ضیا سے بعض بدنصیب
روشن خیال حکیمون نے اپنی آسائیش اور عافیت کے کاشانے کو دائمی
طور سے پُر نور ہونے دینا محض بے سود جانا۔ وہ آبدار اور آبرودار دُرِ شرافت
و عفت کہ جسکو مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرتاج نے اپنے سِلک
ازدواجی مین بہزار تمنّا و خواہش پرونا اپنے اور اپنے افسردہ حال اور شتر
بے مہار نوجوان قوم کے حق مین ہر طرح سے محمود جانا۔

جو مصنوعی ناز نخرے سے بری اور مجسّم نیاز ہی۔ اپنے عزیزون کی پیاری
اپنے ماباپ کی دُلاری۔ دنیا کو میان کے حق مین جنت الفردوس
بنانے والی بہشتی ناری۔ لڑکپن کی تماشا جوانی کی محبوبہ اور بڑھاپے
کی اناﷲ ہی۔ انسانی زندگی سند آسائش کا فطرتی مستغنی ہی۔ سوت کے
خیال سے موت سے زیادہ ڈرنیوالی خواب مین اُسکے تصور سے خیالی
طور سے لڑنے جھگڑنے والی۔ وہ عجیب الخلقت عورت شملہ و نینی تال کی صحت با
آب وہوا جسکو بہت ضرر کرتی ہی۔ ایک پُرانے بیمروت اور غلیظ جیلخانے
مین جو آسایش اور بڑی نازش سے ستر اور اسّی برس کی عمر تک ہشاش
بشاش زندگی بسر کرتی ہی۔ سن تمیز مین بھی قید خانے اور گھر کی جسکو مطلق
تمیز نہین بجز اُسکے اپنے عزیزون کے غیر مرد اگر عزیز مصر بھی ہو تو اُسکو عزیز
نہین۔ باہر سے نوکرون سے کچھ نہ کچھ عناد کا رکھنا جسکا قدیم شعار ہے۔
ہر پہلو ہر رنگ اور ہر طرح سے جسکا دل اپنی دائی ماں کا بدل طرفدار ہی۔
مرد احباب کے ساتھ بے تکلف پہاڑون اور جزیرون کی روح پرور
ہوا کھانے کا ذکر سُنکر جسکے ہوش اوڑتے ہین۔ محلسرا سے باہر نکلتے نکلتے
بیجا اور غیر ضروری شرم سے جسکے پانون زمین مین دو دو گز گڑتے ہین
گورنمنٹ ہوس ہین جانیکا نام سنکر فرط اضطراب سے مرغ بسمل کی طرح
پھڑکتی ہے۔ غیر مرد کی چار چشمی کے تصور سے نو گرفتار جنگلی دیار گھوڑی
کی طرح بہت خوفناک انداز سے بھڑکتی ہی۔ رسائی اور حکومت کے جنگل کے
مرغون کو فرط نادانی سے اخلاقی فرخندہ فرجام دام کا دانہ بنکر جسکو

سلہ بہت خوب اڈیٹر

اور تند شراب جسکا نشہ عزیزون کی محبت کنبے کی رعایت۔ مذہبی
حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بھلا دے۔ وہ حور وش۔ تجربہ کار۔
روشن دماغ اور اداشناس دایہ جو بڑے بڑے قابل۔ ہمہ دان۔ آزاد۔ اور
وارستہ مزاج جوانون کو اپنے آغوش عاطفت مین دو چار تسکین بار تھپکیون
سے مثل شیر خوار بچون کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت مین سُلا دے۔ وہ
مہذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار۔ جسکی ہر چشمک محبت ریز۔ اور جسکی ہر
حرکت دلاویز ہے۔ جس کا ہر قول میان کے حق مین فرمان سعادت نشان
جسکی ہر بات مین میان کی نجات اور جو کہ اُن کے لیے تمام عالم مین سب سے
بڑھ کر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہے۔ مرض بد اقبالی اور ناقابلیت کی
صحت کا وہ چلتا ہوا نسخہ جس مین کبھی خطا نہین۔ رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی
کفایت آموز انجن جس مین آگ نہین۔ پانی نہین۔ ہوا نہین۔ وہ تریاق
جو اپنی اثر فشانیون سے اپنے شوہر کی سم آلود۔ اور ظلم انگیز حکمت علی کے
فیون خیز۔ اور ماتم ریز ضررون کا آسانی سے ازالہ کردے۔ وہ آفت
کار پرکار۔ جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحۂ سوسائٹی پر اپنی پُر حکمت اور
سحر تاثیر گردش سے بڑھا کر ہالہ کردے۔ دلی مرادون کے ملنے کی بشارت
کی مبارک فال۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال ہر مہینے کا
صحت بخش اور ساتہ نواز گلدستہ۔ تیرہ گون اور سیاہ بخت نوجوانون کی تیرہ دست
ہاون عقل کا کافوری دستہ۔ بعض کالون کے دنیوی امور مین مددگار اور
سازگار مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت پُر خلش خار۔ اور باعث ادبار میان کو ملی

چودہوین صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

لفظ	معنے
مہذب بی بی	دلکش - دلربا - اور دلفریب جڑی - میان سے سن مین دس ہیس برس بڑی - حلقۂ اغیار مین اکثر دقت جلوہ گری - لباس انسانی مین بے پر کی پری - وہ جادو جو سر چڑھکر بولے - وہ زندہ ترازو جو اپنے پر فسون آنکھونکے پلّون مین ہر انسان کو تولے - غنچۂ دلِ حباب کی کھلانے کی ہوا ے بہار - ایک انار ۱۰۰ . . . . . عمدہ اور مہذب خانگی شکار گاہ - نزاکت - دل فریبی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمایش گاہ - مہذب دماغون کے معطر رکھنے کا سدا بہار گل خوشبو - سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو - میان کی نہایت معتمد مشیر - ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر ہمدردی کی کان محبت کی جان - میان کی دولت اڑانیکا طوفان بلانشان - ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا - ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا - میان کی سرتاج - ایک پنتھ اور ہزار کاج - ہر پیشے اور ہر کام مین نہایت آسانی اور غیر محسوس طور سے استعمال پذیر - میان کی افزایش عزو مراتب اور ترقی عہدہ مین اکسیر تاثیر - شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو - بے ضرر سحر پُر لذت کرامت بے خطا جادو - خزانۂ راحت و آرام کی خوبصورت کلید ضامن عشرت جاوید چمنستان عشرت و نمایش کا مصنوعی طاؤس - وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبون کا دل ربا جاسوس - وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف

نایکا جی کے امید و بیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے تنڈے
اور سنڈے مرغ طمع کا نوخیز اور امید ریز اور پری وش پہ پرواز۔ بڑی بی کے
اڑگرے کی خوبصورت بریا بونی کی جوڑی۔ بازاری اگا۔ گزاری کی کشتی
کرایے کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشان فتنہ ہائے خفتہ کو جگانا جس کا کام ہے
وہ خود غرض دوست سلام جس کا ہزارون طرح کی ذلت و رسوائی کا پیام ہی
وہ چنچل جس کے کوئل مین شیطان کی خالا ہی۔ وہ سپاہی جس کا سب سے کارگر
اور دل خراش ہتیار نظر کا بھالا ہی۔ وہ ساقی جو بادۂ خود فراموشی و بیحیائی کا
پیالہ اپنے پُربلا حلقے کے رندون کو پلائے۔ وہ شمع رو جو بزم عشق مین ہزارون سوختہ
دلون کو صورت پروانہ جلائے۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چھری عشاق کے
دلون کی کم زور گردنون پر پل کے پل مین پھر جاتی ہی۔ وہ بیوفا بے مروت
اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھہ اپنے دل دادون کی طرف سے چشم زدن مین
پھر جاتی ہے۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہمانون کی ذلت
اور رسوائی کو طشت از بام کر کے اپنا نام کرے۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان
کے پُر اثر نشتر کو مجروحان زخم محبت کے تہ کام کر کے بے لاگ دل کے اندر
اپنا کام کرے۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جسنے اپنا سکہ
تماش بینون کی اقلیم قلوب پر جما دیا جعلی محبت کا وہ زر قلب جس نے اپنی
عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کے سونے کی قیمت کو کور باطن نوجوانون
کی نظر مین گھٹا دیا۔ تماش بینون کے نامۂ اعمال کی سیاہ تختی۔ نوجوانون کی
سب سے بڑی شامت اور بدبختی۔ بڑھاپے مین بڑی بی کی امید اساس

کی ریل پیل مین توشۂ عفت و محبت مد آغوش و بوسہ - مہذب محفل رقص و سرود مین اپنے کرتب سے غرور کا موقع - اور حلقۂ احباب مین غم تراش اور فرخندہ فرجام شراب پر تگالی کا جام دے - گھر مین عمدہ عمدہ لذیذ چیزون کے اصرار اور پیار سے کھلانے مین جان نثار کالی نانی امان سے کہین بڑھکر کام دے - میان کو پرفشن سوسائٹی مین گھٹانے بڑھانے کا آلہ - ایک برق آفت - ایک شرر ہزار افگن در جگر ایک آتش کا پرکالہ - بازار دنیا مین اپنے گرما گرم اور روز افزون سودے سلف سے میان کے نام کو جگانے والی - ہزار بار بگڑنے پر انکو ہزار بار بنانے والی - اما جان کی شفقت - باجی کی ہمدردی - دادی امان کی ناز برداری یہ سب اسمین موجود - بڑے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اسکے سامنے اظہار اطاعت و فرمان برداری مین سر بہ سجود - ہمیشہ روان چشمۂ فیض - ہمیشہ بہار گلستان - اور ہمیشہ سرسبز بار آور شجر - طریقۂ عشرت کا ہادی - مسلک تہذیب کا بادی - اقلیم شائستگی کا ہنرمند رہبر - کالے بھائیون کو عزت دینے اور ڈرانے کی چیز - سمند عقل و ہوش کی جولانی کے لیے مزہ دار مہمیز - دنیا مین عافیت اور عاقبت مین مغفرت کا سامان دوست - اتالیق معلم - اور جانان شتر بے مہار نوجوان کی مہذب نکیل - ہندوستانی کے لیے مصیبت انگیز اور دائمی ذلیل خوش رنگ اور صحیح القوی لڑکونکے ڈھلنے کی مہذب اور خوشنما مشین مصنوعی آرایشون اور رنگ آمیزیون سے مجسم ارژنگ چین - مہذب اور خوبصورت بچون کی ٹکسال - عاشق مزاج مچھلیون کے پھنسانے کا پُر تکلف جال -

اُن کے فرس خیال کا پُراثر تازیانہ۔ نائکا جی کی شکارگاہ کا چیتل تماش بینون
کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا۔ قرمُساق پروری مین طاق
ابلہ فریبی مین مشاق۔ وہ خودغرض جو عاشق مزاج نوجوانون کو زرکشی کی
غرض سے اپنے شکنجۂ محبت مین ہمیشہ کسے زائیدہ کسے د۔۔ کسی۔ قرمساقون کی
دیدۂ امید کا بصیرت نوازکاجل ظاہر مین سلام۔ باطن مین پیام اجل۔ چند
بے غیرت لونڈون کا مایۂ غرور۔ اکثر بے تمیز۔ عموماً بے حیا۔ کمتر ذی شعور۔

نایکا

تماش بینون کے کمزور شش کے لیے نزلۂ حار۔ عاشق مزاجون کے فلک
آرام واقبال وکامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار۔ عشرت سرشت نوجوانون کی
دل شکنی اور ایذارسانی کا تیز اور سم آلود ہتیار۔ حُسن پرست نوخیزون کے
دیدۂ امید وتمنا مین کھٹکنے والا نوک دار۔ شیطان کی خاص سواری کا شوریشت
کٹر اڑیل ارجل اور بدذات رہوار۔ دجّال کے چارگوشۂ دنیا مین چڑھ کر
پھرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضا شکن اور زندہ ہوادار۔ احسان فراموشی عہدشکنی مکاری
اور دغابازی کے کوہ آتش فشان کا تیرہ وتار دھوان دہار اور دہار بار بخار۔
رندمشربون کے اقالیم قلوب کا تحس نحس اور برباد کرنیوالا آزار۔ حکمت کا وہ
زندہ پورٹمنٹو جو خم فلاطون پہ ہنستا ہی۔ وہ ذی اختیار متلون المزاج خودغرض
اور خوشامدطلب ڈاین جسکی فتنہ ساز اور خون بار چشمکون سے طرفۃ العین مین
سیکڑون عاشق کا حسرت کدہ دل بنتا اور بگڑتا ہی۔ وہ شعلۂ ہستی سوز جو لیک کے
آتشکدۂ آذر کی آگ کی زبان کا مُنہ چوم لیتا ہی وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر
بیٹھنے کے قبل تیمّنا وتبرّکا اوسکا بدنام اور نافرجام نام بوم لیتا ہے۔

لاٹھی - فرسِ قوت بہیمی کی خوبصورت کاٹھی - وہ صحت سوز کوچہ جس کی ہوا
سم آلود ہی - وہ عزت و حمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہی - وہ خمبار
ذلت بار جس کی سرخی آبرو کا خون ہی - وہ شفاخانہ جس کا دماغی اعتدال
سراسر جنون ہی - نائکاجی کا دل ربا آلۂ جفاکاری مشعل عفت سوز حرامکاری
حرامکاری کی اونچی دُکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان - بوڑھی تماش بینون کے
لیے اُن کے اصول سے حلوان - نائکاجی کی وہ ٹیڑھی اُنگلی جو تنگ نظر
امرا کے روغن طلا کی تنگ دہن مٹکی مین کامیابی سے گھستی اور نکلتی ہے وہ
شمع جو دن رات سوختہ دلون کے روغن جان سے جلتی ہی - وہ مکارہ جو
دن بھر مین گرگٹ کی طرح ہزارون رنگ بدلتی ہی - کبھی ڈرتی - کبھی بہلتی
کبھی چلکتی - اور کبھی مچلتی ہے - تماش بینون کے ڈھالنے کا خوبصورت سانچا
روسیاہی کا ہوش ربا طلپا نچا - اپنے مطلب کا کھلاڑی - . . . . پرست نوجوان
کی ہٹیل گاری - نائکاجی کے دام کا دانہ - کاکل آوارگی کے سلجھانے کا شانہ -
وہ سڑی بوٹی جسپر جیفہ خواران خوانِ حرام کاری لڑتے ہین - وہ آوارہ
اور مکارہ جس کی صحبت مین نوجوان بگڑتے ہین خمیر بے حیائی کی وہ روٹی
جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پر بے تکلف لگتے دیکھا - آتش دوزخ کی وہ
چنگاری جسکو سوختہ بخت نوجوانون کی باد بربادی سے اور زیادہ
سُلگتے دیکھا - مُچھے شاعرون کے مجہول خیال مین سیماب مزاج اور مہ پارہ -
واقع مین ذلت کا فوارہ - گردش کا سیارہ - جفاکیش عیارہ - اور
صحت سوز خام پارہ - شعرائے ہند کی عروس مضامین کی نقل و حرکت کا میانہ -

اور پیارے اپنی بہار دانش مین ساری دنیا کی حکمت بتائے۔ دنیا کے
گنجینۂ حسن کا مار۔ ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار چڑیمار۔ مفت کے زر و جواہر
تولنے کی عمدہ ترازو بھولی اور انیلی غارتگران ایمان کی سرپرست پشت پناہ
اور قوت بازو۔ وہ گدی نشین بہتر فرقے کا سلسلہ جس سے براہ راست ملاہی
وہ پرانی خونخوار باگھنی جس کی خرخش سے جوان مردون اور آکا اون کا کلیجا شل
ہید کے پلاہی۔ وہ پیر نابالغ جس کی عمر کسی سال گرہ مین بحساب تعداد کبھی گھٹی
نہین۔ وہ بدچلن چنچل کمن سال اور بدخصال... جس سے معلم الملکوت ما یسے
تیز تجربہ کار اداشناس دم باز اور زود آشنا کھلاڑی سے بھی کبھی اچھی طرح
پٹی نہین۔ حرام کاری کے ہمیشہ روشن آتش دان کو گرم کرنیکا کول۔ شرفا کے افسانۂ
ذلت اور رسوائی کی شہرت دینی کا بڑا ڈھول۔ عاشقون کے داغ دار دل کے
طوس کرنے کا فرائے پان۔ گلستان فسق و فجور کا ہمیشہ بیدار پاسبان۔ بلدیۂ
عشرت کا پرانا غول۔ حسن کے تجارتی جہاز کے پال و ڑانے اور لگانی کا مضبوط
مستول۔ ستم کیشون کی کشتی جور و جفا کی پتوار۔ بازار حسن و عشق کا مشہور
دغاباز اور فریبی ساہوکار۔ خواہش کی ریل گاڑی کا وہ انجن جو ہمیشہ
روان ہی۔ دل جلون کے مارنے کی وہ توپ جس مین نہ بارود ہی نہ دھوان
ہی۔ خونین جگرون کے اشک گلفام کی پرشور موج کے روکنے کا پشتہ۔ حیلہ
و فریب دغا و مکر کا کہا گشتہ۔ عیاشون کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی
دواؤن کی قرابا دین۔ بیسوا پنے کی بساط کا فرزانہ فرزین (یا امیرزادون
کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکھنے کی دوربین) وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ

وہ نادر ناد رجسکا خراج ناامید حسرت زدون اور مظلوم امیر زادون کے دل کا خون ہی۔ وہ اژدرمردم دم جسکے بلانوش پُر وسعت اور عمیق غار آتش بار شکم کے دولت ریز خزانے مین گنج قارون مدفون ہی۔ وہ ڈینگو فیور جو قبر تک مین انسان کی ہڈی کو جلاتا رہے۔ وہ دردمند حکیم جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاش بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا ہے۔ وہ تپنچہ جسکی گولی کبھی جگر کے ادھر اودھر نہین۔ وہ اصفہانی تیغ مہتم جسکی ضرب بجز دل کے اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہین۔ وہ سامری جسنے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی گرم و سرد آزمائی سے بیسیون بقراط کو شیشے مین ادتارا ہی۔ وہ سور پھنکیت جس نے بڑے بڑے کامل پھنکیت اور پٹیت کو دم کے دم مین ہشیار کرکے بے پانی کے مارا ہی۔ وہ نئی قسم کی بے حیا اور بے رحم وبا جسکے بھگانے کی کوئی مؤثر دعا نہین وہ مرض لاعلاج جس سے جان بچانے کی کوئی مفید دوا نہین۔ وہ عقرب جس کے نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہی۔ وہ خونخوار بے مروت اور ظالم جیلر جسکی پُر خشم پُر عذاب پُر ہیبت اور وحشت ناک آنکھ کمزور دل و رخصلت کے خویشتن فراموش دل فروشون کے لیے چاہ بابل ہی۔ وہ نا سا آفرین کل جس مین رنڈیان بنتی ترشتی اور ڈھلتی ہی۔ وہ جادو تاثیر گھر جس مین آفت کی پڑیان اکسیر بننے کے عمل برسون جلتی ہین۔ وہ تیز روشن دماغ اور بلند خیال معلم جو نامی گرامی ملازادون کو گلستان کے باب پنجم مین سبق پڑھائے وہ علامۂ دہر جو . . . میم والے نئی روشنی کے مولویون کو طفل مکتب سمجھکر بزرگانہ شفقت

۱؎ ایک قسم کا بخار جس مین ہڈیون تک مین درد ہوتا ہے ۱۲

کشش اور کوشش سے دور دور سے رزق تازہ شکار کھینچ لائے۔ وہ بڑی بیر بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی پلائے۔ وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی مین چڑھا نہین۔ وہ پھانسی کی رسی کا حلقہ جسکی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب مین شوق سے بڑھا نہین۔ رنڈیون کی محفل گرم بازاری کا پر نور لمپ ترم ساؤن کے لشکر نحوست پیکر کا محفوظ کمپ۔ رجواڑون اور شہزادون کی دولت کی بالائی اٹھانیکا کفگیر مجسم ریاست شکمی تعلقہ لاخراج جاگیر تماش بینون کے سیاہ نامہ اعمال کا شیرازہ۔ دنیا سے سیدھی دوزخ مین جانیکا وسیع باندار کشادہ دروازہ عیاشون کے بے غیرت دل کے فشار کے لیے فولادی پنجہ۔ دنیا مین گنہگارون کے عذاب کے لیے قدرتی شکنجہ مکتب عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال دلدادون کی جان کا جنجال۔ امیرزادون کا منی بیگ غیبی خزانے کی بڑی دیگ ... اگرو گھنٹال تماش بینون کی سزائے اعمال۔ خوان حسن کا سرپوش۔ جو نما گندم فروش۔ ایک یحیم شحیم لالچی تند خو۔ غضبناک۔ بیباک بے رحم اور بے مروتہ دلالہ۔ فرعون کی مان شیطان کی خالہ۔

نئے سال کی نئی روشنی کی نئی ڈکشنری

آیا

مغربی نسوانی آزادی۔ شوخی اور چستی کی بگڑی ہوئی تصویر۔ باوجود بدرنگ ہونے کے ہزارون عمدہ رنگ سے صاحبان عالیشان کی۔ کوٹھی مین استعمال پذیر۔ میم صاحبون کی آرایش کا ہندوستانی جاندار اور خدمت گزار آلہ۔ شدت گرما گرمی اور بیحجابانہ سیماب وشی سے ہمسایگی

گرداب بلا ہی۔ وہ اخگر جس سے ہزارون دل دادون کا خرمن امید جلا ہے۔
وہ بیلون جو بجز دوسرون کی بربادی کی ہوا کے کبھی اڑا نہین۔ وہ بم کا گولا
جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہین۔ وہ رہزن جسکی کسی
پنیل کوڈ مین کوئی تعزیر نہین۔ وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہین۔
بگڑنے والون کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرما میٹر[1] جس مین خطا نہین مریض
درد والم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[2] جس مین بجز شربت مرگ کوئی دوا نہین
وہ مغ جس کے خم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہین آیا۔ وہ سمندر
جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی وہشیاری کو جوش نہین آیا۔ وہ عاشق گر
جس نے اپنی سحر آموز آنکہ کی ایک گردش سے سیکڑون میان مجنون اور ہزارون
فرہاد بنائے۔ وہ کافر جس نے لاکھون کعبۂ دل توڑ کر کرڑون تبخانۂ بیداد بنائے
وہ بوم جسکا ویرانہ امیرون کا کاشانہ ہی۔ وہ لالچی مرغ زر وجواہر جسکا دانہ ہی۔
عاشقون کے پہلو کا ایذا رسان پہوڑا۔ شور پشت عیاشون کی ادب آموزی کا
کوڑا۔ وہ عمان بلا جس مین ایک مرتبہ ہر نا تجربہ کار شناور دریاے الفت نے
غوطہ کہایا ہی۔ وہ سمندر جس مین غوطہ خورون نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا
پایا ہی۔ وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے۔ وہ کھرل جس مین
عاشقون کا دل آن کی آن مین پس کر گرد ہو جاے۔ وہ جونک جو دولتمندون
کے بدن مین ایک قطرۂ خون چہوڑ کر کبھی چہوٹی نہین۔ وہ فساد کی شیشی
جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پہوٹی نہین۔ وہ اژدہا جو اپنی سانس کی

---

[1] مقیاس الحرارۃ ۱۲ [2] دواخانہ ۱۲

بار بار آنے جانے والی - ہر قدم پر ہزار طرح کی نواپجا اٹھکھیلیوں سے جم جم کر
اپنی خوش ادائی اور بانک پن کا محبت انگیز اثر عاشق مزاج گھورنے والوں
کے دلوں مین جمانے والی - ہر قسم کی اداؤن سے دلربایانہ اور ابلہ فریبانہ
سخن طراز میم صاحبہ کے مُنہ لگ کر دوسرے ملازموں پر خواہ مخواہ زبان درازہ
ہنو کی اکلائی - یکرنگے کی گوٹ اور دریس کے لہنگے کی زیبائش وقت خرامش
کن انکھیوں سے مضطربانہ دیکھہ دیکھکر ایک میٹھی نگاہ نیم باز کے اشارے سے
ہر ایک طرحدار نوجوان سے اپنی نیم میانہ خوش وضعی پر داد کی خواستگار
باوجود کمسن ہونے کے اپنے خیال عظمت کی افزایش کی پالایش سے
ملازمین کوٹھی اور چپراسیون کے پُھپھی - خالا اور نانی کہکر پکارنے پر بزرگانہ
اور تیور بدل کر جواب دینے کو طیار - مذہب عشق کے اکثر رسوم کی مغربی فیشن
سے غیر مکمل طور پر خانگی حلقوں مین برت برت کر دکھانے والی - یورپ کی
تہذیب کی ہوا کو اپنی خصلت کے فانوس مین بند کرکے ہندوستان سے
خس و سفال پوش مکانات مین پر جوش ادا سے لانے والی - صاحبان
عالی شان کی ترقی - رخصت اور تبدیلی کی صحیح خبرون کے چھپنے کے واسطے
ہوم گزٹ کا پرچہ مستند اور - وہ نیم سرکاری اخبار صداقت آثار جو کل قوانین
کے اثر سے مستثنی اور جملہ قسم کی جواب دہیون سے آزاد ہی - اور یورپین
مذموم خصائل کی نقالی سے کبھی مغربی ڈومنی بنکر مشرقی ملکون دیکھلو نیر
ستارہ دنبالہ دار کی طرح آڑی اور ترچھی ہوکر لٹکتی ہر ساق سیمین کی
نمایش کے لیے چلتے چلتے قصداً لہنگے کو ٹانگون سے اوجھا اولجھا کر بار بار جھٹکتی

عورتون کی نظر مین ایک پر بلا شعلہ جوالہ کوٹھی کی تمام بیش قیمت اور کمیاب چیزون کے اعلان کا بہت بڑا نقارہ - بابا لوگون کے جھولنے اور سونے کا محفوظ اور مضبوط چرمی گھوارہ - برق وشانہ گرم رفتاری و مصنوعی ادا سے ہر ہر قدم پر دم بہ دم سایے کو بھڑکانے والی - غیر معمولی آرام و آزادی کی بیقرارانہ گدگدی سے وحشی غزالانہ اپنے سایے سے بھڑک بھڑک کر کوٹھی کی خانسامانون خدمتگارون اور مشعلچیون کی آتش شوق کو بھڑکانے والی - مصیبت نہ دہ عہدہ دارون کے اکثر برے وقتون مین کام آنیوالی ہندوستانی رؤسا امرا اور عمالون سے ہر پرب اور تیوہار مین معمولی طور سے انعام پانے والی - وہ ہندوستانی ٹیلیفون جو انگریزون کی کوٹھی سے ہمیشہ جاری رہے - وہ عقرب جس کا نیش ہزارون سنگینون کی چوٹون پر بھاری ہے - وہ سامری جسکے ایک منتر سے ہزارون آفت اور لاکھون بلا ٹلتی ہے - وہ انسان جس کے سایے سے پری تک جلتی ہے - رئیسون کے خاص کمرون مین نسیم سحری کی طرح جس کو بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت ہے - جسکی ادنی سی بے اعتنائی اور آزردگی بڑے بڑے لوگون کے لیے سبب شامت ہے - اپنے اوباش ناجنس خواجہ تاشون پر کورٹ شپ کی ناقص مشق کرکے کبھی کبھی تکلیف اور رسوائی سے بغلگیر اور ہمچشمون کی ذلت یار اور جھگڑ نگار چشمکون کے اثر افشان تازیانون کی پے در پے چوٹون سے کبھی کبھی عقد نکاح سے دائمی پابہ زنجیر - اپنی رسائی کو دوسرے کی نظر مین تیز کرکے دکھانی کی نیت سے بلا ضرورت کوٹھی کے مختلف کمرون سے نہایت ایٹھ ہو کر ایک ظاہری دبردگی کی ادا سے

پرورش اولاد مین ہواخوری کی جان پرور تاثیر کی ایک نہایت پر تاثیر تعلیم دینے والی میمون کی خصلت کی اثر پزیری کو نہایت آسانی سے اپنی سرشت میمون سرشت مین بے تکلف وتکلیف قبول کرلینے والی - بیسیون ینگ شکاف - الیٹ اور ٹیلر کو ہوا اور گودی کی نانی کی خوفناک کہانی ہی لڑاکی ہے اکثر اون کے سلاتے وقت لوری کے بہانے دبی آواز سے ایک آدھ خوش آیند تان بہی اوڑاتی ہے - نفلنٹ گورت ہونے والے مغربی پودھون کو اپنے کنار عاطفت کی کیاری مین برسوان سچی محبت اور خالص ہمدردی کی آب حیات سے سیچ کر بدلنے والی - لڑکپن کی معصومانہ مدہوشی مین انکو روز بیسیون پر آفت اور پر مصیبت موقع مین ہوشیاری اور نمک حلالی سے سنبھالنے والی - وہ ہندوستانی جس کی ساری خصلت کی یوروپین سازش ہی - ایک دریس کے لہنگے پر جس کو کمخواب کے پاجامے سے زیادہ نازش ہی - آیا آیا کی جان نواز آوازانگلو انڈین کے بچون کے نچانے کا سب سے پرانا ہندوستانی باجا ہے - ہر ایک انگریز کا بچہ آیا کی گود مین فرط بے پروائی و آرام و مسرت سے ایک ہندوستانی راجا ہے - وہ ہندوستانی فیمیل تالیق جس کی ضرورت ہر کوٹھی مین ہوتی ہی - وہ ہندوستانی عورت جو اپنے ملک کے تعصب انگیز اور حماقت خیز خیالات کو صاف کرکے ولایتی صابون سے دہوتی ہی - بیرانی کی کرامت کی خوشبو میم صاحبون کے شانے کے بالاخانے مین خفیہ پہنچانے والی - ولایتی عورتون کے کمزوری خصلت کی چور دروازے سے اکثر اُنکے اعتقاد اور اعتقاد کے کمرے مین غیر ملک کی عورتون کی غیر معمولی قدرت کے خیالات لا بیٹھانیوالی

اور جھٹکتی ہے - اپنے شوہرون سے اکثر خانہ جنگی - نیٹو اور انگریزی برے
خصائل کی ایک سچی تصویر - دورنگی آپنے ہمقوم اور ہمسایے کے خیال مین ذات
پات کھو کھا کر کمانے والی - گھر سے ایک بار تلاش روزگار مین نکلکر پھر لوٹ کر
گھر کم آنے والی - اکثر اپنے ظالم اور بے انصاف شوہرون کی بدسلوکی اور بے تحاشا
کی سیلی سے غصہ اور رنج مین ڈوب کر ابر سیاہ کی طرح گھر سے نکل جانے والی
اکثر ساس نند کی ایذا رسانی اور دلآزاری کی تاب نہ لاکر حکام عالی شان کی
کوٹھی مین آرام اور امان پانے والی صفائی اور چستی مین واقعی بے نظیر ہے -
مصیبت کے وقتون مین اکثر مظلومون کی بھی دستگیر ہے کوٹھی سے روزانہ
معلومات اور تازہ واقعات عالم کا ایک ذخیرہ لاکر ہمسایہ والیون مین ایک غیر معمولی
کھلبلی مچانے والی - اپنی ذاتی کوشش اور محنت سے اپنے ہم قومون مین بہت کچھ
واقعی اور اصلی راحت و آرام پانے والی - ہمسایے مین ہر شخص پر ایک تحکم کی
ادا سے اپنا رعب جمانے پر جست اور بار کھایا ہے - ہر فصل بہار مین شملے اور
نینی تال کی صحت مالامال ہوا سے جس نے اپنی صحت کو چمکایا ہی اکثر نازک
اور مشکل مواقع پر صاحب کی خوابگاہ مین رئیسون اور عہدہ دارون کا ٹکٹ
لیجا کر سیکڑون شرفا کو آفتون اور مصیبتون سے بچانیوالی - اپنی خاص خاص
حسن خدمت کے صلے مین بہت کچھ داد اچھی انعام و اکرام پانے والی - اکثر امور
خانگی مین میم صاحبہ کی مشیر کمتر نیک بخت اور سیدھی - اکثر چالاک اور شریر
مس بابا لوگون کی بڑی پیاری بابا لوگون کی بہت دلاری - بابا لوگون کی
ٹیسل گاڑی کی خوش رفتاری سے غیر محسوس طور پر ہندوستانی بابون کو

پال بچون کو لیکر بڑے اطمینان اور پوری آزادی سے ایک عمر تک
زندگی بسر کرنے والی۔ پیری۔ کے تیرہ و تار وحشت آثار اور کلفت کے
درکنار راتون کو اپنے کامیاب سوانح عمری کے تصور کے نشے مین بے پروائی
اور عافیت کی گہری نیند مین سحر کرنے والی۔ علی بابا ایسے قدر انداز نشانہ باز
اور پھکیت محرر کی تجربہ کار اور پرکار۔ درکنار الماسی نوک قلم کے کچوکون
سے اپنے دامن خصلت کے اکثر عمدہ اور تعجب انگیز پہلوون کو بچا جانے والی
ملکی اور قومی ہمدردی اور محبت سے اپنے ہموطنون کی کامیابی مین معین
ہونے اور اپنی خصلت کی سچی تصویر کھنچوانے کی غرض سے بیجا بانہ ہماری برش
خیال کی پوری زد پر آکر اپنا اصلی جلوہ اہل عالم کو دکہانے والی۔

یورپین کنسرٹ (یورپ کے سلاطین کا اتفاق)

ظاہر مین شہد۔ باطن مین سم۔ اندرونی اختلاف۔ باہمی جنگ
وجدل کا عنقریب پہوٹنے والا بم۔ یورپ کے صحیح النسب اور معصوم حکمت عملی
کے بچے کے جہولنے کا ہنڈولا مصنوعی اتفاق۔ پرانی کاوش۔ تاریخی
عداوت۔ اور پرشوکت دہمکی۔ کے جہلانے کا جہولا۔ کم زور کے دبانے کا ہتیار
باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار مدبران یورپ کے دریائے عقل
کی بلند موج۔ خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج۔ صلح نامون کے
شروط یاد دلانے کی تاکید۔ مانٹی نگرو کے واسطے نصرت اثر نوید سلاطین یورپ
کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل۔ دنیا کی آزادی کا ضامن مجوب الپرزون
کے حقوق کا سرپرست۔ اور کمزور سرکشون کا وکیل۔ مشرقی مسئلے کے حل
کرنے کی کھرل۔ کم زور کو زور آور اور زور آور کو کم زور بنانے کی

نذر و نیاز کے مد خرچ کے لیے میم صاحبہ کی خاص پاکٹ پر مداخلت بیجا کی عادی
ہی۔ اُن کی خوش عقیدگی اور پیر پرستی کی اکثر خوش عقیدہ نسوانی اور
درگاہی حلقون مین زندہ منادی ہی۔ شادی بیاہ اور جملہ تقریبات مین
اپنے ہم جنس اور رحم دل آقا سے عطیۂ تائیدی پاتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ ایسی
تقریبون مین نہایت سیر چشمی سے سیر کرکے اپنے مہمانون کو کھلاتی رہے۔
ڈاگ کے دو ہزار سے لینڈو[1] کے مخملی گدّے پر نہایت شان و شوکت سے
دم سیر بیٹھکر جذب حرارت تفاخر کرکے بابا کو ہوا کھلانے والی۔ فرسٹ کلاس
سیلون مین میم صاحب سے پہلے اپنی نابالغ امانت کو لیکر جگہ پانے پر مسکرا مسکرا کر
اسٹیشن والون پر اپنا غیر معمولی داب و رعب جمانے والی۔ اکثر انگلوانڈین
خاندان کا زندہ اور صحیح شجرہ ہی۔ بابا لوگون کی سیر کا نفیس بڑی بجرہ ہے
مختلف ملکون اور شہرون کی سیاحی کے متعلق واقعات اور حالات کو ایک
تجر اور ہمہ دانی کی ادا سے ہمسایے کی عورتون کو سنانے پر مغرور ہی۔ ہر وقت
اوسکو اپنی مرفہ الحالی۔ اور نوکری کے نتیجے کا ایک مزہ دار سرور رہے۔
گھر سے نکل کر بگڑ کر بننے والی۔ اپنی قوت بازو کی کمائی پر سلف ہلپ کے غرور
سے تننے والی۔ پنشن لیکر ذات مین آتی ہی۔ مبلغ سنگین دیکر اکثر حقہ پانی
کھلواتی ہی۔ تادم موت گھر بیٹھے اپنے عمر بھر کی محنت کا خوش ذائقہ میوہ کھاتی ہے۔
اکثر خاندان عالی سے نمک حلال آیا لوگ عمر بھر لائق پرورش پنشن پاتی
ہین۔ پنشن کے لیے خلش۔ راحت رسان اور تسکین بار سایے مین اپنے

---

[1] ایک قسم کی نو ایجاد اور نفیس گاڑی ۱۲

کوئی عمدہ سبیل نہین۔ غل مچانے اور گپ ہانکنے کا بلند زینہ۔ قومی دولت قومی عزت۔ قومی قوت۔ قومی لیاقت۔ قومی فصاحت اور قومی شوکت کا خزینہ۔

تھینکس (شکریہ) انگریزی معصوم لفظون کا اولڑ بایا۔ خشک تحسین۔ خشک سلام خشک احسان۔ وہ بائی جسکے اندر صرف ہوا ہی۔ وہ لفظ جو دنیا بھر کو خوش کرنے کے لیے بلا صرف کسی قسم کے ایک مجرب دوا ہی۔ وہ انعام جو سال بھر تک دل و دماغ کے خون کرنے کا صلہ دیتا ہی۔ وہ تمغا جو سیکڑون کو جان نثاری کی حسن خدمت کی عوض مین ملا ہی۔ وہ پُر معنی لفظ جس نے حاتم دلون کی سخاوت کی داد دی ہی۔ وہ کرامت کی پڑیا جس نے بڑے رجواڑون کے دل و دماغ کی خبر لی ہی۔ وہ دولت لازوال جسکا تہذیب یافتہ دنیا مین بے انتہا خرچ ہی وہ تسخیر قلوب کا نسخہ جو اکثر سرکاری کاغذ کی پیشانی پر درج ہے خوش کرنے کا کم خرچ بالانشین آلہ۔ وہ رئیس بادشاہ مزاج جسکا لفافہ بغیر کمخواب ورزر بفت کے درست نہین ہوتا وہ پر تاثیر دعا کہ ہزار بلا کو زبان سے نکلتے ہوے ٹالدے۔ وہ تسخیر با تاثیر جو دم بھر مین دشمن کو دوست بنائے وہ دم کل جو کم ظرفون کو دم بھر مین غرور اور عُجب کے آب مصفا سے ربڑ کے تکیے کی طرح پھلا دے وہ قہقہہ انگیز زعفران کہ بابا فغانی کو ایک آن مین ہنسا دے۔

سلہ ایک قسم کا انگریزی کھانا سر پوش کی صورت کا ۱۲

ولایتی گل - کمزور سلطنتون کے بٹوارے کا نیا قانون - ٹرکی کی آیندہ
ترقی کا نہایت نیک شگون - دوسرون کے انتظام خانگی مین دست اندازی کا
بہانہ - اصیل کے واسطے سنگ ریزہ اور ٹینی کے لیے دانہ نار وا اصرار - دلشکن
دباؤ نا جائز جبر - احمد کا مردہ - محمود کی قبر - اندرونی اختلاف کے ڈہا کنے
کا سرپوش - وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سرجوش
شاہان یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام - ترکون کے لیے
ایک روح افزا - جان پرور اور مسرت بار پیام - پرانے مریض کے لیے نیا
نیا پرسکرپشن[سلہ] - سلطنت ٹرکی کی انتظامی رپورٹ پر گورنمنٹ یورپ کا زبردست
رزولیوشن - مہذب شاہون کے آشوب چشم کا علاج ایک بنتھ ہزار کاج -

پارلیمنٹ (مجلس مدبران ملکی)

مدبرون کا آشیانہ فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ کسی ملک کے
قابل لوگون کی قوت گویائی کے تماشا دکھانے کا تھیٹر - وہ بالی جہان کا
اصیل اور ٹینی دونون کٹر - زبانی لڑائی کا میدان - خیالی پلاؤ بیچنے والے
کی دکان - باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور - خیالی اور لسانی
کشتی کا مہذب اکھاڑا - تمدن کے دنگل مین حکمت عملی کے مطابق وزرا
کے چت پٹ ہوجانے کا سہارا - مغربی فخر و نازش کی حفاظت کی مضبوط
دیوار - ملکی مصلحتون اور قومی حقوق کے بچانے کا سنگی حصار - ستم دیدون
کی چارہ جوئی کا وہ عمدہ و نادر داوری گاہ جہان کوئی کالا وکیل نہین -
انصاف آموزی کا وہ اسکول جہان روسیون کے ظلم ناحق کے اسناد کی

سلہ نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہین ۱۲

مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند

پالیسی (حکمت عملی) خیالی پلاؤ۔ مفت کرم داشتن۔ لہو لگا کے شہیدون مین نام۔ بانگِ بے ہنگام۔ خودستائی۔ خود غرضی۔ وعدہ فراموشی۔ آشنا فراموشی۔ گیدڑ بھبکی۔ ہوائی بندوق کی آواز۔ ممبران پارلیمنٹ کے آپس کا نازونیاز کمزور کو دبانا۔ زبردست سے ڈرنا۔ اپنی قوت خیالی کو بہالنے سے بیان کرنا اپنے مُنھ میان مٹھو۔ زبانی جمع خرچ۔ وقت کی پرستش۔ خیالی لڑائی مین حریف کو شکست دینے پر نازش۔ ہان مین ہان ملانا مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا۔ کسی کے جلتے ہوے گھر سے تاپنا۔

آنر (عزت) مفہوم خیالی۔ جی خوش کرنے کے لیے ایک موقر لفظ۔ لندن کے اخبار نویسون کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق۔ پھوٹی ہوئی ہانڈی۔ نقارخانے مین طوطی کی آواز۔ عنقا۔ ایک قسم کا ولایتی نکسیر جو تالیف قلوب کو مفید ہے نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی زمین سے نکالا نہین جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگونکا دماغ معطر رہتا ہے۔

انٹرسٹ (حقوق) وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہین۔ ساری دنیا کو اپنا جاننا۔ ایک شکل تصوری دوسرون کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا۔ ایک نازک ہڈی جسپر ایک محلے کے ایک ہی رنگ اور نسل کے کتّے اس ہیبت ناک طرح سے لڑین کہ اُن کی آواز سے دوسرون کے ڈرنے کا احتمال ہو۔ ایک قسم کے تمدن کی مچھلی جو کبھی جال مین پھنستی نہین۔ حبش کے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش مین بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے ہوے ہین۔

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اوسکو ایک ایسی بی بی کی ضرورت ہی
جس مین صفات ذیل ہون۔
(۱) عالی خاندان کی چندان ضرورت نہین۔ مگر جس خاندان سی ہوا ُسکے
خون مین تازگی ہو۔ اس تازگی کا ثبوت یون ہوسکتا ہی کہ بذریعہ اسناد یا شہادت
چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت کیجائے کہ اسکی اوپر کی دو تین پشتون مین خون
مین قوت اور تازگی دینے کے خیال سے کسی قوی الخلقۃ اور صحیح المزاج غیر خاندان
کے آدمی کے خون کو نیچر کے معمولی قواعد فرحت بخش و نسل انداز کی تائید سی منتقل
کیا گیا تہا۔ (انگلستان کے تہذیب یافتہ ملک مین طبی خیالات سے تازگی خون کا
ایسا سامان اکثر ہی لوگون سے قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)۔
(۲) پختہ سِن کی عورت ہو یعنی چالیس۴۰ اور پچاس۵۰ کے اندر۔ کاٹھی مضبوط۔
قویٰ درست۔ طول مین ۵ سے ۶ فٹ کے اندر۔ نہ بہت دُبلی نہ بہت فربہ
وزن قریب تین مَن کے (جوکہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا وزن سلطنت
ممالک تہذیب یافتہ مین ہی) رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم
غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکہون کی ضرورت نہین۔ معمولی چھوٹی گربہ نما
آنکہین بہت خوشگوار ہون گی صحت نہایت اچھی ہو ایسی کہ سوا مرض موت
کے ڈاکٹر اور حکیم بُلانے اور اس فضول مد مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہو
کسی قدر معمولی دوا مین بچون کے علاج کے قابل اوس کو معلوم ہون تو بہتر

قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے فن مین کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا
صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بے بہرہ ہی تو اُس مین اس فن نامی مین
مہارت حاصل کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے ایک تہذیب یافتہ
انسان کی بی بی دنیوی کامون مین عمدہ طور سے قابل استعمال نہین
ہوسکتی) اگر اس فن مین مہارت حاصل ہی تو کس درجہ (اس کو لکھنا ضرور ہوگا)
کیا اُسکے بوسے کی کشش اور کوشش سے نوکری۔ ووٹ۔ یا کسی کونسل
و ونسل کی ممبری مل سکتی ہی یا اسکے بوسے سے کسی مجرم کی خطا دھوئی جاسکتی ہی؟
یا اُسکے بوسے سے ترقی یا تمغے مل سکتے ہین؟ یا اُسکا بوسہ کمند بن کر کسی جنٹلمین کو
پھنسا سکتا ہی؟ (ان ضروری مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا
کیونکہ اور صفات کے مقابلے مین اس صفت کو بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلیٰ
درجے کی انگریزی سوسائٹی مین پہاڑون کے اوپر اور انکے دامنون اور شہرون مین
اپنے شوہر کے صفائی اور بے روک ٹوک طور سے پوری آزادی سے آتے جاتے
اور ملنے جلنے مین کلکتے کی نمایشگاہ کے سیزن ٹکٹ یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو
نمایشگاہ مذکور مین برابر ہر وقت آنے جانے کے لیے کافی تھا۔
بے امتیازی سے لڑکے جن جن کر اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت
اور اپنے گھر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرا نہ کر دے بلکہ لڑکونکے جننے کے شوق سے
اوسکا دل و دماغ ایسا پاک وصاف ہو جیسا ہر باغ خزان مین پھول اور پتون سے
مشتہر اپنے مختصر حال سے بہی پہلے سے ان بیبیون کو واقف ہونے کا
موقع دیتا ہے اور در صورت فرمایشی جوڑے کے میسر ہونے کے اپنے

تعلیم و تربیت اس انداز کی ہو کہ متوسط اور اعلی درجے کی تہذیب یافتہ انگلش
یا نیم انگلش ہندوستانی سوسیٹی مین نہایت آسانی سے بے خلش طور پر
چل پھر سکے۔ گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہی ہو کہ
مجھے شام کے بعد گھر مین روک رکھنے کی قوت ہو۔ ناچنے مین اگر کمال نہو تو
اتنا دم خم تو ضروری ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے جلسے کی مہذب
اور فرحت بخش ہالی مین بخوبی تھکا دے۔ گھُس بیٹھ کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر
اسکی مشق نہو تو ایسا مادہ ہو کہ آیندہ اس خصوص مین طبیعت تعلیم پزیر ہونے
کے لیے تیار ہو۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگون سے کسی قسم کی قرابت ہو تو بہت عمدہ
بات ہی۔ اگر واقعی طور پر نہو تو ایسی قرابت کا دعوی۔ وہ یا اُس کے قرابت مند
زور و شور سے کرتے ہون یا کرنے پر راضی ہون (نسبنامہ کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم
شجرون سے آسانی اور صحت کے ساتھہ ملا دینا میرا ذمہ۔ اس کا تردد ہر گز نہ کرین
خوش خوراک۔ خوش گپ (خوش ادا۔ اور خوش مزاج ہو (خوش خوراکی سے
ایک چپاتی اور چار تلے ہوے کباب غرض نہین بلکہ اقل مرتبہ دو تین سیر گوشت
دس پندرہ انڈے سیر دو سیر دودھ پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے
ماسوا میوہ جات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور ولایتی پانی اور چاے وغیرہ وغیرہ
کھائے پیے) مذہبی خیالات مین نرہست خشکی ہو نہ بہت تری ہو۔ نئی روشنی کی
پھلجھڑی۔ تہذیب کی ہتھکڑی آزادی کی چھڑی۔ خلاصہ یہ کہ چھٹی نیچری ہو۔
گھوڑ سواری اور مہذب اور صحت بخش کھیلون سے واقف ہو اور ہر طرح کی
آب و ہوا کی سختی کو برداشت کر سکے۔ قانون کے مطابق شادی ہوگی۔ اور جسٹرار

مُنشی جوالا پرشاد برقؔ مرحوم

تفصیلی حالات سے بھی واقف کرنیکا وعدہ کرتا ہی۔ فی الحال بفضل نیچر مین
ایک ممتاز عہدے پر مامور ہون اور میرا مشاہرہ ایسے ایک فرمایشی بی بی کو لیکر
آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ میری ترقی کے لیے دکن کا مطلع
صاف نظر آتا ہی۔ کیونکہ اُس طرف آج کل میرے ہم خیال اور ہم مشرب لوگونکا
دور دورہ ہی اور میرا لگا بھی گویا ایک طرح الگ چکا ہی فضل نیچری کے سایے
مین دو چار برس وہان بسر کرنے سے پھر مین بھی اپنے شہر نیچر آباد کا کالا
ڈیوک بن جاؤنگا اور پھر اپنی آرام جان کو لیکر نینی تال پر (جو میرے
شہر سے قریب ہی) مزے سے رہونگا۔ مجملاً میری موجودہ حیثیت ایک فرمایشی
میم صاحبہ کے نبھانے اور اُن کا مجھے اپنا دائمی شریک رنج و راحت بنانے
کے لیے کم نہین ہی۔

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ ضلع سیتاپور قصبۂ محمدی میں پیدا ہوئے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی میں گذرا۔ ۱۸۷۹ء ضلع کچہری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول میں پاس کیا اور وظیفہ پایا۔ ۱۸۷۹ء سے کیننگ کالج میں تعلیم پاکر ۱۸۸۳ء میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۴ء میں وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فدائے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم کے دامن عاطفت کے سایہ میں کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۵ء کے آخری حصہ میں وکالت کا سلسلہ ترک کرکے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ میں خاطرخواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج کے عہدہ پر بھی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۹ء میں گورنمنٹ کی جانب سے گریون کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوئے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ میں بعارضۂ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تھا۔ انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے اعتبار سے اودھ کے سب ججون میں بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکھتے تھے

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تھے اور واقعی اسم بامسمیٰ برقؔ تھے۔ اُردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تھا۔ پہلا اُردو کا مضمون تیرہ برس کے سن میں کایستھ سماچار میں لکھا تھا۔ مرحوم کے بھتیجے بابو کرشن کمار صاحب فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں فسانۂ آزاد نکلتا تھا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تھے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑھتا ہے لکھنؤ میں آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربھون ناتھ ہجرؔ منشی احمد علی شوقؔ سے ملاقات ہوئی اور اودھ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا منشی صاحب موصوف ان معدودے چند لوگون میں تھے جنھون نے اپنی ابتدا سے اودھ پنچ کی بود وباش کو سنبھالا

مقفیٰ اور مسجع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی۔ اہل زبانون کی پیاری پیارے اچھوتے روزمرے سُنکر جی پہڑک اوٹھتا ہی۔ سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبھہ جاتی ہین۔ نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا نوٹو کھینچکر نظر کے سامنے لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی۔ ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم　　کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اِن قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم طبعات۔ جر اثقال اور طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا حق ہی۔ مین کیا اور میری شاعری کیا۔ نہ عرفی نہ خاقانی یہ کس برتے پر تتا پانی۔ لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو۔ اور اس رنگ کی شاعری کی طرف دوسرونکی توجہہ بہی مبذول ہو۔ یہ امر کہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا مین نہین کہہ سکتا کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون۔ میری نظر مین سوا آپکے کوئی دوسرا نہ جچا۔ اُردو زبان کے مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پہونکی۔ اس زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی۔ آپ ہی کی مستقل اور با اثر کوششون نے اودہ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا رنگ پائداری کے ساتہہ چڑہایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی و مغربی خیالات باوجود اپنی ذاتی تباین کے نہایت خوبصورتی کے ساتہہ ہماری زبان مین ادا ہوسکتے ہین۔ مین اپنا فخر سمجہونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے۔

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تہی اور زبلندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخن سنجون مین ممتاز درجہ رکہتے تہے۔ علاوہ چہوٹی چہوٹی نظمون کے جو اودہ پنچ مین اکثر شائع ہوئین۔ مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کہ رومیو جولیٹ کا ترجمہ ہی انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکہکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تہا کہ

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ ایسی سند تہی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تہا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت مین کیا ہی کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سُنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی موجود ہی۔ بنگالی دُلہن۔ پرتاب۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل مین بنگالی زبان کے قصہ ہین جنکی تصویر اردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شیکسپیر کے نو یا دس ناٹکونکا ہوبہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین کیا ہی اور اگر زندگی وفا کرتی تو انکا یہ ارادہ تہا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا ترجمہ کر ڈالتے مگر ۱۹۰۹ء مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور ۱۹۱۰ء مین اُنکی زندگی کا افسانہ ختم ہو گیا۔

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربہون ناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستو مین تہے۔ اودہ پنچ مین دونو کے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا لکہا ہوا ہی جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربہون ناتھ وکالت کرتے تہے اور بابو جوالا پرشاد منصف تہے یہ وہ زمانہ تہا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستو نکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تہی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبہی ایک سی نہین رہی۔ آج کچہ اور ہی کل کچہ اور۔ تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہی۔ زمانے کے ساتہ خیالات بہی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکہیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑہی ترچہی بلندیون کو چہوڑ کر فی زمانہ کس ڈہرے پر آ رہا ہی۔

منشی جوالا پرشاد صاحب برق

منشی جوالا پرشاد صاحب برق ضلع سیتاپور قصبۂ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔ ۱۸۸۰ء ضلع کھیری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔ ۱۸۸۰ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۵ء مین۔ بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۷ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فدائے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۹ء کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کرکے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین خاطرخواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج کے عہدہ پر بھی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ کی جانب سے گریون کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ مین بعارضہ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تھا۔ انکے انتقال پر تھمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے اعتبار سے اودھ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکھتے تھے

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تھے اور واقعی اسم بامسمیٰ برق تھے۔ اُردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تھا۔ پہلا اُردو کا مضمون تیرہ برس کے سن مین کایستھ سماچار مین لکھا تھا۔ مرحوم کے بھتیجے بابو کرشن کمار صاحب فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تھا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تھے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑھتا ہے لکھنؤ مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت ترہون ناتھ ہجر منشی احمد علی شوق سے ملاقات ہوئی اور اودھ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا منشی صاحب موصوف ان معدودے چند لوگون مین تھے جنھون نے ابتدا سے اودھ پنچ کی بودھ کو سینچا۔

مقفی اور مسجع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی۔ اہل زبانون کی پیاری پیارے
اچھوتے روزمرے سُنکر جی پہڑک اوٹھتا ہی۔ سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبھہ
جاتی ہین۔ نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے
لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی۔ ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اِن قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم
طبعات۔ جر اثقال اور طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا
حق ہی۔ مین کیا اور میری شاعری کیا۔ نہ عرفی نہ خاقانی پھر کس برتے پر تتا پانی
لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق
مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو۔ اور اس رنگ کی شاعری کی طرف
دوسرونکی توجہہ بہی مبذول ہو۔ یہ امر کہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا مین نہین کہہ سکتا
کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت
کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون۔ میری نظر مین سواے آپکے
کوئی دوسرا نہ جچا۔ اُردو زبان کے مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پہونکی۔ اس
زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی۔ آپ ہی کی مستقل اور با اثر
کوششون نے اودھ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا
رنگ پائداری کے ساتھہ چڑہایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی نہ
مغربی خیالات باوجود اپنے ذاتی تباین کے نہایت خوبصورتی کے ساتھہ ہماری زبان مین ادا
ہوسکتے ہین۔ مین اپنا فخر سمجھونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے۔

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زبلدانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخن سنجون مین ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظمون کے جو اودھ پنچ مین اکثر شائع ہوئین۔ مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کہ رومیو جولیٹ کا ترجمہ ہے انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ ع

روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت مین کیا ہے کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سُنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی موجود ہے۔ بنگالی دُلہن۔ پرتاپ۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل مین بنگالی زبان کے قصہ ہین جنکی تصویر اُردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شیکسپیر کے نو یا دس ناٹکونکا ہو بہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین کیا ہے اور اگر زندگی وفا کرتی تو اُنکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا ترجمہ کر ڈالتے مگر ۱۹۰۵ء مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور ۱۹۰۱ء مین اُنکی زندگی کا انسانہ ختم ہو گیا۔

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستون مین تھے۔ اودھ پنچ مین دونوں کے مضامین کا کثیر حصہ اُس وقت کا لکھا ہوا ہے جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستونکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہین رہی۔ آج کچھ اور ہے کل کچھ اور تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہے۔ زمانے کے ساتھ خیالات بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیون کو چھوڑ کر فی زمانا کس ڈھرے پر آ رہا ہے۔

سُن گُن جو ہین فصل گل کی پائی
سردی گھبرائی سٹ پٹائی

گردش سے دنون کے بی خطر تھی
مطلق نہ بسنت کی خبر تھی

معزولی کی اپنی پاتے ہی چھاون
اوتر کو کسک چلی دبے پاون

رنگ اوڑ گیا پہلے جو جما تھا
گہر مٹ گیا جو بنا ہوا تھا

بیچاری کی کوکھ اوجڑ گئی ہے
پالے پر اوس پڑ گئی ہے

کُہرے پہ گھٹا ہے غم کی چھائی
چہرے پہ ہے چھوٹتی ہوائی

پھوٹی قسمت پہ روتی ہے برف
ہستی گھُل گھُل کے کھوتی ہی برف

رنگت ارض و سما کی بدلی
صورت سیرت ہوا کی بدلی

اطراف جہان ہین مچ گئی عید
پہونچا خطِ استوا پہ خورشید

چرخ چارم پہ ہے نمایان
فیاض زمان مسیح دوران

چلتی ہے ہوا اوسی کے دم سے
ہے نشو و نما اوسی کے دم سے

نیچر کو شعاعین پالتی ہین
ہر چیز مین جان ڈالتی ہین

کرنون نے گڑی جڑون مین گھُس کر
پیدا کیے یہ نمو کے جوہر

شاخون مین جڑون سی چڑھ کی پہونچین
دوڑین پتون مین بڑھ کی پہونچین

سجنے لگین باغ و بوستان کو
رنگنے لگین تختہ جہان کو

فیروزی - صندلی - گلابی
خاکی - عنابی - سرخ - آبی

لاکھی - نارنجی - ارغوانی
طوسی - خشخاشی - آسمانی

کافوری - کاکریزی - لاہی
بادامی - سیاہ - زرد - کاہی

عباسی - پیازی - زعفرانی
ماشی - زنگاری - سبز - دھانی

بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی
کس ناز سے ہے بہار آتی

کم سن - الھڑ - حسین - البیلی
چوتھی کی دولھن نئی نویلی

بوٹا سا وہ قد بہار کے دن
اوٹھتی کوپل اوبھار کے دن

گہنا پھولون کا زیب تن کر
دھانی جوڑا نیا پہن کر

گھونگٹ اک ناز سے نکالے
سہرا پھولون کا منہ پہ ڈالے

ہریالی بنی وطن مین آئی
اک سبز پری وطن مین آئی

اوتری گلشن مین جب سواری
سورج نے آرتی اوتاری

گل نے زر گل کیا نچھاور
صدقے ہوئی عندلیب اوڑ کر

شبنم بھر لائی کورے کورے
شربت سے گلاب کے سکورے

خورشید نے آئینہ دکھایا
کرنون نے مورچھل ہلایا

نہرین ہر پھر کے لائین پانی
سبزے نے بچھایا فرش دھانی

خوشیان اشجار نے منائین
میوون کی ڈالیان لگائین

غنچون نے چٹک کے لین بلائین
بلبل نے چہک کی دین دعائین

مرغان چمن نے گیت گائے
ہر رنگ کے زمزمے سنائے

چڑیون نے گا کے دل لبھایا
مورون نے ناچ کر رجھایا

بدلی پھولون نے اپنی وردی
اودی - زنگاری - لاجوردی

بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی
کوئل نے یہ پھیر دی منادی

معشوقۂ گلعذار آئی
آئی آئی بہار آئی

گھر سے اپنے کسان نکلے
بوڑھے بالے جوان نکلے

تارون کی چھاؤن۔ منہ اندھیرے
کھیتون مین پہونچ گئے سویرے

گوڑی جوتی زمین کمائی
نیچے کی زمین اوپر آئی

بو جوت کے بیڑیان لگائین
کچھ لوگون نے چرخیان لگائین

پُر سے پانی کسی نے کھینچا
بعضون نے ڈھیکلی سے سینچا

برہا کوئی سنبھالتا ہے
نالی کوئی نکالتا ہے

مل مل کے وہ تانین ہین گاتی
کھُرپی لیے کھیت مین نراتی

کھیتی پہ نثار ہونے والے
وہ جوتنے والے بونے والے

فارغ ہوئے آج جوت بوکر
پلٹے گھر ہاتھ پاؤن دھوکر

پانی کھیتون مین بھر چکے وہ
جو کچھ کرنا تھا کر چکے وہ

اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد
اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد

آفت سے اوسے خدا بچائے
اُمید پہ پانی پھر نہ جائے

بیچین ہین سخت ہے تردد
ہر دم کمبخت ہے تردد

دھڑکا ہے بڑا پڑے نہ افتاد
کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد

دل مین ہین یہ وسوسے سمائے
گروی گیہون مین لگ نہ جائے

پتھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد
پالا نہ پڑے کہ پیڑ ہون زرد

پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے
گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے

پیڑون پر ٹڈیان نہ چھا جائین
ہرہے گورو نہ کھیت کھا جائین

چوہون کے کاٹنے کا ڈر ہے
دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے

ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن
ہر سبزہ پہ ہے بلا کا جوبن

سایہ بھی ہے اور ہے روشنی بھی
گرمی سے ملی جلی ہے سردی

سبزے کا او بہار کیون نہ بھائے
ہر فصل بہار کیون نہ بھائے

او آنکھون کو نور دینے والے
او دل کو سرور دینے والے

کہسارون پہ تو ہی ڈہڈہایا
گلزارون مین تو ہی لہلہایا

ساری خلقت ہری ہی تجھ سے
ہر چیز ہری بھری ہے تجھ سے

اللہ ری نمو کی کارسازی
بخشی گلشن کو روح تازی

باد سحری چلی جو سن سن
ابھرا ہر شاخ گل کا جوبن

سینون مین ہوئی اُمنگ پیدا
ننھی کلیان ہوئین ہویدا

چھیڑا جو صبا نے کسمسائین
کچھ کچھ دبے ہونٹون مُسکرائین

پھر گل پہ نسیم نے کھلایا
بڑھ کے پہلو مین گدگدایا

سب مارے ہنسی کے کھلکھلائین
پھولے نہ وہ جامے مین سمائین

باچھین گئین کھل خوشی کے مارے
دم پھول گیا ہنسی کے مارے

خوشبو درج دہن سے نکلی
اترائی ہوئی چمن سے نکلی

کچھ ایسی دماغ مین سمائی
شاخ گل کو ہوا بتائی

اٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے
چہلین کرتی ہوئی ہوا سے

گھوڑے پہ سوار تھی ہوا کے
جھونکے گئے بن اوڑن کھٹولے

ہر موج نسیم تھی معنبر
خوشبو سے جہان ہوا معطر

پیارا پیارا سمان جو دیکھا
خلقت کو شادمان جو دیکھا

دکھلایا دعا نے یہ نتیجا — آہون سے فلک کا دل پسیجا
نکلا تیزی سے نیر انور — حدت سے بھڑک اوٹھا سمندر
کرنون کی ادہر بڑہی شرارت — پانی کی ادہر بڑہی حرارت
قلزم کی بدن مین لگ گئی آگ — منہ پر غصے سے آگیا جھاگ
اک جوش مین آیا بحر ذخار — دل بادلون کے چڑہے دہوان دہار
چھایا بڑھکر فلک پہ مارا — چھانٹا دل کا بخار سارا
خورشید کو بادلون نے گھیرا — عالم مین چھا گیا اندھیرا
کرنون سے ہوا لطیف ہوکر — چلنے لگی بن کے باد صرصر
بادل ڈرتے ہوا سے بھاگے — باتین کرتے ہوا سے بھاگے
میدانون مین بڑھ کے آگئے وہ — کہسارون پہ چڑھ کے چھا گئے وہ
ٹکرائے پہاڑ سے کہین پر — جھلا کے برس پڑے وہین پر
اونچی نیچی پہاڑیون پر — دہارین گرتی ہین لڑکھڑا کر
چشمے کہین زور کر رہے ہین — نالے کہین شور کر رہے ہین
نہرین اٹھلاتی جا رہی ہین — لہرین موجین اوڑا رہی ہین
سبزے سے ہرا ہے دامن کوہ — پھولون سے بھرا ہے دامن کوہ
تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی — گملا پھولون کا یا کہ جھاڑی
سبزے کا پہاڑ پر یہ انداز — جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز
گھاٹی پھولون سے رشک گلزار — دانتی پہ درخت سلسلہ دار
معشوقہ سبزہ رنگ ہے گھاس — ہر پھول مین ہی دولھن کی بوباس
بیلین ہین پڑی ہوئی شجر پر — بندھن واری بندھی ہے در پر

کھیتون مین بیج سڑ نہ جاے
کھیتی پر اوس پڑ نہ جاے

دل ٹوٹ گیا پھٹے جو بادل
جی چھوٹ گیا ہٹے جو بادل

پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد
سرسون نہ جمی تو مُنہ ہوا زرد

خورشید حمل سے ہو ہویدا
نیچر مین کر امتزاج پیدا

برہم نہ مزاج آب و گِل ہو
حدّت کرنون کی معتدل ہو

بادل برسادے ابر نیسان
دانے موتی سے رولی دہقان

شبنم بدہ جا تو ڈالیون مین
موتی سے پرودے بالیون مین

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آؤ
اودی اودی گھٹائین چھاؤ

گھبرا نہ کسان ہی خدا ساتھ
اللہ کے ہین بڑے بڑے ہاتھ

دنیا کا رفیق تو ہے دہقان
عالم کا شفیق تو ہے دہقان

مُفلس۔ قلّاش۔ بُھوکے محتاج
زردار۔ امیر۔ صاحب تاج

سب کا تو نے ہے پیٹ پالا
تیرا ہو جہان مین بول بالا

تیری فیاضیان ہین مشہور
کیونکر نہ ہو تجھپہ ہند مغرور

یا رب برسادے ابر رحمت
لگ جاے ٹھکانے اسکی محنت

نیت مین ہو پھَل جناب باری
محنت ہو سوپھل جناب باری

ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا
شاخین پھولین پھلین خدایا

ہان جوش نمو بڑھے الٰہی
یہ بیل منڈھے چڑھے الٰہی

پودے جو نہال ہون تو بجاے
دہقان خوش حال ہون تو بجاے

اے ابر کنون بہ ہوش در آ
اے رحمت حق بہ جوش در آ

گاڑھی ہے کسان کی کمائی
باشد کہ برو کرم نمائی

ایسی کھیتون مین کچھہ تو اودی — کچھہ شربتی اور کچھہ کبودی

ٹیسوے ہے لال لال جنگل — منہ پر ہے ملے گلال جنگل

آتے ہی بسنت مدہ پہ آئین — شاخین آمون کی بور لائین

کوئل کوکی تو آئے بادل — سر پر گلشن کے چھاے بادل

اوپر چھائی ہوئی گھٹا ہے — نیچے پریون کا جمگھٹا ہے

شکلین نکھری ہوئی ہین سب کی — زلفین بکھری ہوئی ہین سب کی

سحر انکھڑیون مین زبان ہین جادو — نظرون مین فسون بیانئین جادو

مستانی ادا۔ نشیلی آنکھین — تیکھی چتون۔ رسیلی آنکھین

بانکی وہ پھبن وہ ترچھی چتون — شوخی۔ طراری۔ چلبلاپن

جو ہے وہی کھیلتی ہے ہنس کر — اک ایک ڈہکیلتی ہے ہنس کر

انداز سے آ رہی ہے کوئی — منہ پھیر کے جا رہی ہے کوئی

ہنستی پھرتی ہے کوئی تنتی — جوڑا پہنے ہوئے بسنتی

کوئی کرتی ہے چھیڑ خانی — دکھلا کے کسیکو کچھہ نشانی

کوئی پڑی آہ کر رہی ہے — کوئی کھڑی واہ کر رہی ہے

کلیان چن چن کے توڑتی ہین — آپس مین شگوفے چھوڑتی ہین

کھل کھیلی ہین راگ لا رہی ہین — مل مل کے بسنت گا رہی ہین

دنیا تو بہار سے ہے مسرور — ہے برق کا سوز دل بدستور

وان دشت و چمن ہرے ہوئے ہین — یان داغ کہن ہرے ہوئے ہین

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے یار بہار خوش نباشد

چرتے ہین ہرن پرے جمائے
پھرتے ہین کنوتیان اوٹھائے

مستی مین کلیلین کر رہے ہین
میدان مین طرارے بھر رہے ہین

کھوہون مین چھپے ہوئے ہین زہاد
دنیا بھولی ہوئی خدا یاد

چپ بیٹھے ہین دہونیان رمائے
اللہ سے اپنے لو لگائے

جل پیتے ہین کھا کے جنگلی پھل
جنگل مین منا رہے ہین منگل

پھل پھول پہ کرتے ہین قناعت
تنہائی مین کرتے ہین عبادت

صانع کی دیکھتے ہین صنعت
اللہ کی دیکھتے ہین قدرت

ہر شے سے عیان ہی نور اوسکا
ہر رنگ مین ہے ظہور اوسکا

افلاک و زمین - نجوم و حیوان
دہات اور نبات - جن و انسان

جھیلین - دریا - پہاڑ - چشمے
اوسکی قدرت کے ہین کرشمے

مرغان چمن سرون مین گاؤ
توحید کے زمزمے سناؤ

نہرو پھر پھر کے ہو عبادت
جھرنو گر گر کے ہو عبادت

سر سجدے کو خم کراؤ ثمر تو
جھک جاؤ شاخ بارور تو

مرغان چمن چہک اوٹھو تم
گلہاے چمن مہک اوٹھو تم

بلبل کی زبان پہ قال آئے
پتّی پتّی کو حال آئے

قدرت کے ہتھکنڈے ہین نرالے
دیکھین آنکھون سے آنکھون والے

تازہ کیا جسم و جان کو اوسنے
سرسبز کیا جہان کو اوسنے

ہے رشک جنان ہر ایک گلشن
ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن

رک رک کے نسیم چل رہی ہے
سبزے پہ ہوا مچل رہی ہے

گیہون کے کھیت دھانی دھانی
تختے سرسون کے زعفرانی

کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے   حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

البرٹ بل

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان　　طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم

لو سارا طلسم ٹوٹ گیا - ایک چھلاوا تھا جو چشم زدن مین نظر و سے اوجھل ہوگیا
یکایک بلاے آسمانی پھٹ پڑی - ایک اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی -
پیارا بل ہاتھ سے بے ہاتھ ہوگیا - اوسکی پیدایش پر کیا کیا ناز تھے اُسکو والدین
نے اُسے کیسے کیسے لاڈ سے پالا - بچپن مین کیسی کیسی داشت کی - رات کو رات
دن کو دن نہ سمجھا - مگر دشمنون کی نظر کھا گئی - سوتیلی مان کے پالے پڑا - ماباپ
ہاتھ مل کے رہ گئے ہماری امیدون کا خون ہوگیا -

فوج اندوہ والم ٹوٹ پڑی ہوکر ہین　　آرزوئین ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

کلیجہ دھک سے ہو اکیسی کچھ دل پر چوٹ لگی - ریپن کا زمانہ - ہم توخوشیان مناتے
بغلین بجاتے مست پڑے ہوے تھے آخر کو پالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا -
مگر یکایک پردہ غفلت جو آنکھون سے اُٹھا تو بھور ہوگیا - ان انیگلو انڈین سے
خدا سمجھے عین موسم بہار مین ہمارا آشیانہ نوچ کھسوٹ کے پھینک دیا -
کمبخت دو کنکار ڈ ٹ،، نے منحوس شکل دکھائی سخن سازون نے ملکۂ معظمہ
کے پروکلیمیشن کے الفاظ مین نئے نئے معنی پہنائے - پیارے ریپن کو
مجبور کیا - وہ بھی بُرے پھنسے - کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا ممبران کونسل کے
نقارخانے مین طوطی کی آواز کسی نے نہ سُنی - آخرش وہ بھی اُنھین کے
ساتھ سر ہلانے لگے -

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہوگیا　　بلبل کا حال قابل فریاد ہوگیا

انصاف اُلٹے اُسترے سے مونڈا گیا۔ بغاوت نے نقارۂ فتح کر دم دھڑم بجا دیا۔

ع سچ ہی حرامزادے کی رسّی دراز ہی٭ پیارے رہن کو ہم کیا کرین۔

بیش بالای تو نازم چہ بصلح و چہ بجنگ   کہ بہر حال باندازۂ ناز آمدۂ

اختیار رہا مگر برائے نام۔ جوری کی پخ بلا کی طرح پیچھے لگی۔ مگر ہمت نہ ہارنا چاہیے پارلیمنٹ مین واویلا ضرور رہو۔ ہندیو دشمنون سے سبق لو پڑھ لکھ کے اتنو سیکھو۔ دیکھو حقوق کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی کام آتا ہی۔ جسکی لاٹھی اوسکی بھینس اگر ہم بھی گورنمنٹ ہوس پر چڑھ دوڑنے کی فکر کرتے۔ فتنہ انگیزی پر کمر باندھتے تلوارین سنبھالتے تو کچھ مل ہی رہتا۔ مگر شر ہمارا شیوہ نہین۔ ہم تو سچّے خیر خواہ سرکار ہین۔ مگر ہاے سال بھر کی محنت کھاری کنوئین مین ڈوب گئی کیا کیا خیالی قلعہ بنائے تھے مگر دلنکار ڈٹ،، کے ایک ہی گولے نے اُنکا صفایا کر دیا۔ جن پر ہمین بھروسا تھا۔ جو ہماری خیر خواہی کا دم بھرتے تھے وہی دغا دے گئے۔ وقت پر نکل کھڑے ہوے۔ کاندھا ڈال دیا۔ گویا ہم بیچھ بیچ سمندر مین ایک ٹاپو پر اُترے تھے۔ کھانا پکایا۔ دسترخوان بچھایا۔ جیسے ہی کھانے کو ہاتھ بڑھایا کہ دفعۃً جزیرہ ہلنے لگا اور دم کے دم مین سب غڑاپ سے سمندر مین۔ افوہ۔ دھوکا ہوا تھا۔ وہ جزیرہ نہ تھا وہیل مچھلی کی پشت تھی۔ خیر۔

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

کام انجام دیتا تھا۔ یہ عہدہ اُس زمانہ کا تبرک ہی جبکہ جوڈیشل ورا ایگزیکٹو شاخون مین علحدگی ممکن نہ تہی۔ جبکہ مقدمات کا تصفیہ عام اصول قانون وانصاف پر نہین۔ بلکہ عملی کارروائی پر منحصر تہا۔ عذر کے بعد جب اودھ مین تسلط ہوا تو یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حکام عملی اورا گزیکٹو طور پر انتظام و فیصلے کرین۔ نہ کہ الفاظ قانون اور اصول انصاف کا لحاظ رکہین۔ اوسوقت مین جوڈیشل کمشنر کا کام مثل ہائی کورٹ کے نہ تھا کہ وہ قانونی پیچیدگیان سلجھاتے یا عدالتہاے ماتحت کو پابندی ضوابط کی ہدایت کرتے۔ بلکہ وہ مثل چیف کمشنر کے ایک قسم کے ایگزکٹیو انتظام کے نگران تھے۔ مگراب ع۔

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

اب تو ڈہنگ ہی نرالے ہین۔ امن وامان نے ہاتہہ پیر پہیلائے۔ صوبے کا بندوبست ہو گیا۔ رعایا اپنے قانونی حقوق کو حقوق سمجہنے لگی۔ اوس طوفان بے تمیزی کا زمانہ جاتا رہا۔ وہ وقت آگیا کہ سنجیدگی قانون اور عام اصول انصاف کے مطابق عوام کے حقوق کا فیصلہ ہو ضوابط سرکاری کی پوری پوری تعمیل ہو۔ انہین خیالات سے ایکٹ ۱۳۔ ۱۸۷۹ء کا نفاذ ہوا۔ جس سے عدالتہای لگان و دیوانی علحدہ ہوگئین۔ تاکہ جوڈیشل افسر مقدمات دیوانی مین اپنا وقت صرف کرین۔ مگر یہ کارروائی مکمل نہوئی کیونکہ عدالت جوڈیشل کمشنر مین کچہ تغیر نہوا۔ نہایت ضروری تہا کہ اس انتظام کے ساتہہ عدالت جوڈیشل کمشنر بہی مثل ہائی کورٹون کے کردیجاتی۔

جوڈیشل کمشنری اودھ

مسٹر اڈیٹر۔ چونکہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی مین ترمیم ہونے والی ہے اسلیے یہ مناسب موقع ہی کہ اوسکے بارے مین کچہ لکھون۔ ابھی حال مین سول عدالتہاے اودھ کی رپورٹ بابت سنہ ۱۸۸۳ شائع ہوئی جسمین چند ایسے امور قابل غور ہین جنکا اثر عدالت جوڈیشلی پر پڑتا ہی۔ تعداد مقدمات متدائرہ ہر سال بڑھتی جاتی ہی۔ مالیت مقدمات مین ایک عجیب و غریب تغیر ہوگیا۔ سنہ ۱۸۸۱ء مین مالیت مقدمات قریب ۵۳ لاکھ کے تہی سنہ ۱۸۸۲ء مین ۱۰۴ لاکھ ہوگئی۔ اور سنہ ۱۸۸۳ء مین ۱۴۷ لاکھ۔ باوجود اس زیادتی کے ۷۷ فی صدی مقدمات کی اوسط مالیت پچاس روپیون سے کم تھی۔ جس سے یہ امر صاف مترشح ہوتا ہی کہ ابہی حقیقت کی چھوٹے چھوٹے مقدمات کا تصفیہ نہین ہوا۔ آخر اسکی وجہ کیا۔ انگریزی سرکار کے زیر سایہ تعلقدارون نے خوب گلچھرے اوڑائے۔ غریب رعایا کو دباتے رہے۔ اِدھر دو چار برس سے رعایا کی آنکھین کہلین اور اوسکو معلوم ہوا کہ وہ ایک آزادی پسند گورنمنٹ کے زیر حکومت ہی۔ اب وہ انگریزی عدالتون سے مستفید ہونا چاہتی ہی۔ اسی کثرت مقدمات کا یہ نتیجہ ہی کہ جوڈیشلی مین دو دو برس تک اپیلون کی پیشی نہین ہوتی۔ غریب مستغیث حالت امید و یاس مین اپنے دن کاٹتے ہین۔ الانتظار اشد من الموت سے کشتہ ہوکر انگریزی انصاف کو دعائین دیتے ہین۔ اب وہ زمانہ لد گیا۔ جب ایک جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالۃ العالیہ کا

تو تعلقداران اودھ کچھ کن منائے تھے۔ مگر اب وہ راضی ہین۔ افسوس! موجودہ پالسی یہی ہے کہ جو لڑکا نہ روئے اوسکو دودھ نہ ملے۔ اس الحاق سے جو نقصان ہوا اوسکو کوئی رعایا کے دل سے پوچھے۔ ہزارون کے دلون مین آرزوون کا خون ہوگیا۔ کہ ہم اپنا حال لاٹ صاحب سے کہتے۔ مگر لاٹ صاحب کا پتا صوبے بہر مین نہین۔

مسٹر اڈیٹر برا نمانیے گا۔ مجھے اودھ کے اخبارون پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ معاملات مصر و افغانستان۔ جنگ چین و فرانس۔ جرمن و سوڈان کے پالسی پر مضمون لکھکر کالم کے کالم سیاہ کرتے ہین مگر اودھ کا حال نہین لکھتے۔ اخبارات آئینے ہین جو پبلک کا سچا سچا حال گورنمنٹ کو دکھلاتے ہین۔ مگر یہان تو معاملہ برعکس ہے۔ اگر اودھ کی اخبارات نے اپنا منصبی فرض ادا کیا ہوتا اور پبلک خیالات کا پورا چربا اوتارا ہوتا تو آج پایونیر کی یہ ہمت نہوتی۔ کہ وہ الحاق اودھ سے ہین نیم راضی بلکہ بالکل راضی سمجھ لیتا۔ اب عدالتون کے سرکاٹ لینے کی دہمکی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہان کے اخبارات خاموش ہین۔ کیا اخبار جاری کرنے سے یہی منشا ہے کہ اڈیٹر یا مینجر کہلائے یا کچھ روپیہ کما لائے۔ ہرگز نہین۔ جو لوگ اخبار جاری کرتے ہین اور پبلک بحث کو نہین سمجھتے۔ یا اگر سمجھے بھی تو کچھ خبر نہین لیتے۔ وہ پبلک کے دشمن ہین کیونکہ سرکار یہ سمجھتی ہے کہ اس صوبے مین اسقدر اخبارات ہین۔ اگر عوام کو کوئی تکلیف ہوگی تو ہمکو ان اخبارات سے معلوم ہوگا۔

جس طرح پنجاب مین چیف کورٹ ہی - اوسی طرح پر جوڈیشلی اودھ کی ہوتی -
اب جوڈیشلی کو ہائی کورٹون کی طرح سرچشمہ قانون وانصاف ہونا چاہیے
یہ اوسوقت مین ممکن ہے جب دو مستقل جوڈیشل کمشنر مقرر ہون - اور وہ
بطور بنچ کے کام کرین -

الہ آبادی اخبار پایونیر لکھتا ہی کہ جوڈیشلی بالکل توڑدی جاوے
اور اودھ کی اپیلین ہائی کورٹ الہ آباد مین دائر ہوا کرین - وہ لکھتا ہی
کہ اس انتظام سے گورنمنٹ کی کفایت ہوگی - اور رعایا کے حق مین اچھا
انصاف ہوگا - کفایت کی ایک ہی ہوئی - مگر ہائی کورٹ الہ آباد مین
دو جج بڑہائے گئے تو اونکی تنخواہین موجودہ خرچ جوڈیشلی سے پانچ گنی زیادہ
ہونگی - رعایا ایسا انصاف نہین چاہتی - چھوڑ دے بلی چوہا لنڈورا ہی رہیگا -
پایونیر سمجھتا ہی کہ ہائی کورٹ کی کرسیون کی ہوا مین منصف بنانے کی تاثیر ہی -
اور جوڈیشلی اودھ کی کرسی کی ہوا - کرسی کی ہوا ہی - اگر انتخاب عمدہ ہو تو
جوڈیشل کمشنر بھی لائق اور منصف مزاج مل سکتے ہین - غریب رعایاے اودہ
لکھنؤ تک بمشکل پہونچتی ہی - اوسکو اپیلین دائر کرنے کے لیے الہ آباد بلانا -
در انصاف کا بند کرلیتا ہے - پایونیر چاہتا ہے کہ جس طرح چیف کمشنری
بٹے کہاتے مین ڈالدی گئی - اوسی طرح سے جوڈیشل کمشنری بھی نیست
ونابود ہو جائے - ؏

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

وہ لکھتا ہی کہ جب دونون صوبون کی اکزیکٹو شاخ کا الحاق ہوا تھا -

اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔ لمبی چوڑی عقل والے اُنکی تحقیق پر کیون
حرف نہ رکھین۔ مجازی اور حقیقی کی تفصیل میری دانست مین فضول ہے
اُنسے تمام پُرانی کتابین بھری پڑی ہین رہین نوایجاد قسمین۔ اُنکا سمجھانا
کون بڑی بات ہی۔ چٹکی بجاتے سمجھائے دیتا ہون۔ عشق ایک قسم کا
ولولہ ہے۔ جو ایام شباب مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو ایک جنس کو رجوع
کرتا ہے طرف دوسری کے۔ بازاری مین یا نسبتی تصور فرمائیے۔
چونکہ عشق بازار سے تعلق ہے۔ اس لحاظ سے عشق بازاری نام رکھا گیا
اسکی دو قسمین ہین۔

قسم اول تھوڑا سا دن باقی رہا۔ اور لپ جھپ نہا دھو۔ کنگھی سے
بال سنوار۔ ٹیڑھی ٹوپی۔ بنارسی رومال۔ رنگین گھٹنا پہن۔ گلوری
دبا۔ پو قدمے چوک مین جا نکلے۔ کبھی اس کمرے پہ نگاہ کبھی اُس
مونڈھے پہ۔ باچھین کھلی ہوئین۔ موچھین تین پائے۔ اس کمرے سے
لگا وٹ۔ اُس کمرے سے نگاہبازیان۔ کوئی ہنس دی۔ اور یہ ریشہ خطمی
ہوگئے۔ کسی نے جھوٹھون اشارہ کیا۔ اور یہ دائین بائین دیکھ کھٹ سے
زینے پہ۔ آئیے نواب صاحب۔ حضور کیا کہنا۔ حضور ایسے۔ حضور ویسے۔
وہ بٹیر لڑائے۔ کہ بڑے بڑے اُستادون کے چھکے چھوٹ گئے۔
وہ وہ کنکوا لڑایا۔ کہ لوگ ہبّی بول گئے۔ طبلہ بجانے مین ماشاءاللہ
ہاتھ ایسا تیار۔ جیسے ریل کا انجن۔ گھڑی کا پرزا۔ اُدھر حضرت نے
گلوری کھائی۔ ادھر غیرت آئی۔ مبٹی رنڈی کے پان لُون نت

عشق کیا شے ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیی

آخر یہ عشق ہی کون جانور۔ چرند ہے۔ یا پرند۔ رہتا کس دیس مین ہی۔ کھاتا کیا ہی۔ پیتا کیا ہی۔ بس۔ یہ ننھی سی رائی کے دانے برابر بات۔ جسکے واسطے کامل کی تلاش۔ کشف نہین۔ کرامات نہین۔ مراقبہ نہین۔ سماع نہین۔ حال وقال نہین۔ مسئلہ تجدّد امثال نہین ؎

کوچۂ عشق کی راہین کوئی پوچھے ہمسے   خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

اللہ اللہ۔ آپ ہین۔ اودھ پنچ کے نامہ نگار۔ چشم بد دور آپ سے بڑھ کے اس معمّے کا حل کرنے والا کون۔ عُلما زاہد خشک صوفی جاہل۔ پنڈت برائے نام۔ شعرا بے اعتبار۔ ایک آپ کی ذات ہی۔ باقی اللہ اللہ۔ خیر سلّا۔ بندہ پرور سُنیئے۔ اگلے زمانے والے بسم اللہ کے گنبد کے رہنے والے سیدھے سادھے آدمی تھے۔ جو جی مین آیا۔ کہہ گذرے۔ جو سُنا مان لیا۔ نہ حجّت۔ نہ دلیل۔ یہ عقل جو اِس زمانے والون کو اللہ نے دی ہے۔ پہلے اسکی چھانون بھی نہ تھی۔ نہ یہ طریقۂ تعلیم۔ نہ یہ تہذیب۔ نہ یہ اوپچ۔ نہ یہ ایجادین۔ نہ یہ رفتار۔ نہ گفتار۔ نہ یہ لباس۔ نہ قیاس۔ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اسی عشق کے معاملے مین دیکھ لیجئے متقدمین نے کیسی موہنہ کی کھائی۔ ہزار عقل کے گھوڑے بگ ٹٹ دوڑائے۔ لیکن منزل مقصود کو نہ پہونچے۔ صرف دو قسمین قائم کین۔ ایک مجازی۔ دوسری حقیقی۔ بھلا عشق بازاری۔ عشق خانگی۔ عشق ازدواجی۔ انکا بھی کہین ذکر ہے۔ خاک نہین۔

یہ بات۔ وہ بات۔ لٹیا پسند۔ خاصدان پسند۔ گھڑی پسند۔ اُگالدان پسند
آنا فانا گھر کا تعلیقہ کر لیا۔ فرمایشین مزید برآن لیکن یہ چاندنی چار ہی دن کی ہی۔
ادھر میان کا دوالا نکلا۔ اُدھر ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

پر عمل کیا گیا۔

قسم دوم دو روپیہ کمر مین باندھ چل کھڑے ہوی یہ گھر دیکھا۔ وہ گھر دیکھا آخر
ایک مکان مین سبزے کی روش جم گئی۔ اور اُدھر کی بات چیت ہوئی۔ حضرت
خوش غلاف ہو پلنگ پہ دراز ہوئے خانم صاحب کو پیاس کی شدت۔ دوسرے مکان کا
دروازہ کھلا ہوا۔ پانی پینے کو اُٹھین۔ اور غڑاپ سی اُسی دروازے مین میان ہین
کہ امیدوار بودہ بدانند یا الٰہی زمین کھا گئی۔ یا آسمان۔ اتنے مین دو تین سنڈ مسنڈ
ڈنڈے باز آدھمکے۔ ای ہی۔ قیامت نازل ہوئی۔ اوسان خطا ہو گئے۔ پیٹ مین
سانس سمانی مشکل پڑ گئی۔ دو چار ڈگ جما کا نٹا سا نکال باہر کیا۔ جی ہی جی مین
پچھتاتے۔ اپنا سا مُنھ لیے ٹپے گاتی چلے آتی ہین بہت ترے کی۔ یہ عشق خانگی ہوا رہا
عشق ازدواجی۔ اسکی مزی کچھ نہ پوچھیے۔ جو ہین سو ہین۔ یہ عشق خود ہی مہذب ہی اسکی
حقیقت سنیئے۔ ایک مہذب مرد کا ایک مہذب عورت کو عقد کے لیے دیکھنا بھالنا۔ اب اگر
یون ہی بن دیکھے بھالے عقد کر لیا۔ اور دونون مین میزان نہ پٹی۔ شادی عذاب جان
جور و اجیرن۔ زندہ درگور ہوئے۔ اس سی عقلا نے عقد سی پہلے کچھ دنون امتحان
لازمی ٹھہرایا پھر اختیار ہی۔ چاہا کیا۔ چاہا۔ کھٹ سی الگ ہو رہے۔ تم اپنی راہ۔
ہم اپنی راہ۔ اسے عشق ازدواجی کہتے ہین۔ اور یہ اپنا ہی بھائی ہی۔ احمد علی شوق۔

کیا کھا جائین- لٹو دار پگڑی والے کو اشارہ کیا- اُسنے جیب سے نکالے- اور نائکہ جی کے حوالے کئے- بھڑوون نے دیکھا- اچھی سونے کی چڑیا پھنسی- ساز ملا مجرے کا رنگ جمایا- غرض چیتھڑے چھڑانا مشکل- دو چار جو گرہ مین تھے- وہین چڑھا دیے- ہاتھ جھلاتے رخصت ہوئے- یار دوستون مین لن ترانیان اوڑانے لگے- بڑے مرزا آج تو بی . . . . نے وہ خاطر داریان کین کہ واللہ ہے بندہ بے زر بنالیا- بھئی کیا خلیق لوگ ہین- جب اُدھر سے ہو نکلے دو چار گلوریان کھائے چھٹکارا محال ہو گیا-

قسم دوم اسکے واسطے صرف چار ٹکے پیسون کی ضرورت ہے- مٹھی مین دبا بازار کی سیدھیان بھرین- ہانپتے کانپتے جا پہونچے- چڑیلین نظر پڑین- آنکھین ملائین- باتین چکنائین- دو چار جوتیان- دس بیس گالیان کھائین- ٹکے حوالے کیے- یہ تو عشق بازاری ہوا- اب عشق خانگی کا ماجرا سُنیے- یہ بھی دو قسمون پر منقسم ہے- اول بلانا- دوسرے خود جانا

قسم اول بڑے آدمیون کے حصے مین ہے- این بڑے آدمی کیا یہی دراز قد فربہ- نہین نہین- بھیا روپیے والے کو بڑا آدمی کہتے ہین- اب قسم اول کی تعریف سنیئے- دس بیس روپیہ کے خرچ مین اونچی سی اونچی . . . کیون نہو- گھڑ گھڑ گھڑ بگھی دروازے پہ موجود- پری نے جلوہ دکھایا حور نے حجاب فاصل اُٹھایا- چودھوین کا چاند نکل آیا- تکلف برطرف ع

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا ہے پردہ غیرت کا پھٹ گیا ہے

ترس کھاکے کوئی نئی روشنی والا دے ہی دیگا (دین کا معاملہ ہے) نہین
تو ٹوٹی پھوٹی پٹاری سہی - بوٹ کا کچھ اندیشہ نہین - بات کرتے سیکڑون
بوٹ - بھلا ہم ان خیالون کے آدمی - چوک کے گرد پھٹکتا کیسا - وہان
ہئی کیا - وہی خشک بانکے - جو آپ ہی آپ ریشہ خطمی ہوے جاتے ہین - اور
خشک بانکے نہ سہی - جنہین خدا نے دیا ہی وہی کیا ہین - عقل کے پورے -
خاص الخاص لکھنؤ کے تورے - نزاکت اللہ اللہ ؎

اللہ ری نازکی کہ وہ دہرا کے آئینہ لگواتے ہین ضماد مہاسون کے عکس پر

اُٹھتے ہین تو ناک بھون چڑھا کے - بیٹھتے ہین تو مارے شکنون کے چہرے کو
مسطر بنا کے - دولتخانے مین جیتھڑون سے بیزار ؏

نازکی کہتی ہے یہ بارگران دور رہے

غرقی کافی ہی - باہر نکلنے کو پاجامہ ہو تو نین سکھ کا ہلکا پھلکا - انگرکھا ہو تو شربتی
یا ململ کا - ٹوپی ہو تو چار اُنگل کی - برسات کے دن - جو کہین بادل خان
بھربھرا کے برس پڑے - تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے (لولو ہے لولو) سچ بولین
اُن کے دشمن - کوئی اشتہا پشت مین نہین بولا - سپوت ہین - کچھ کپوت تو
ہین نہین - جو باپ دادا کا چال چلن چھوڑ دین - نماز کا نام لو تو کان پکڑ ین -
نہ پڑھی نہ قضا ہوئی - فقیر کے نام ٹکڑا سا جواب دینے کو سخی داتا - بھولا ایسے
جہان صحبت گرم ہوئی - دمبازون نے چھینٹے دیے - لگے دہکا دہک چانڈو اڑانے
لکھنے کو اپنا نام لکھنا آگیا - وثیقے کی رسید پر دستخط کرنے بھر کو ہوگئے - کنجوس تو
ہین نہین - جو حساب کتاب دیکھین بھالین - اور پھر بڑے بڑے ایماندار

خضر کو دیکھ کے کہتا ہی سبزۂ خط یار
بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لئے

اندنون کا رنگ کچھ نہ پوچھیئے ؎

جنون پسند مجھی چہانون ہی پھولون کی   عجب بہار ہی ان زرد زرد پھولون کی

طبیعت کی لہر کچھ دریا سے کم نہین ع

جوشش پر ہے بہر مواج آج کل

شبدیز قلم ہوا مین بھرا ہوا طرارے بھر رہا ہی ع

کھیل ہے راہ سخن طے کرنا

واہ ری بہار تیرا کیا کہنا - تو ہوا اور جہان - گلی کوچہ ٹھنڈی سڑک ہو رہا ہی ؎

دیکھکر ٹھنڈک تبونکی سردھری بھول جاے   دل گرفتہ ہنس پڑے یان غنچہ آئی پھول جاے

جی گھبرایا اور کمٹ سے نکل کھڑے ہوئے - چوک مین پہونچتے ہی ساری وحشت فی النار والسقر تھی - آپ جانیے رنڈیان معجون وافع خفقان پھر دل مضطر تسکین کیون نہ پائے - گلرویون کی بہار - پھول سے رخسار دیکھکر بیساختہ یہی مُنہ سے نکلتا ہے ؎

قدے چو سرو ورخے ہمچو ارغوان داری   مرو بباغ کہ در خانہ گلستان داری

ارے بھئی کوئی بتاؤ تو - آج ہم ہین کہان - آپ مین تو ہین نہین - ورنہ یہ مہذب زمانہ - تہذیب کوڑیون کے مول ماری ماری پھرتی ہی - ایک دو سوتی مین کوٹ پتلون طیار رہی لال ٹوپی - سو مانگے جانچے

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

آؤ مجسم ہی نہ دیکھ لو ؎

جھک کرا اُسی رُخ کلاہ کی طرح بنگلے کو چلے نگاہ کی طرح

دہنی کرسی پہ گوری بی بی۔ بائین پیڑھی پہ کالی بی بی۔ بیچوں بیچ کے درمیانین نئے مہذب تگڑا جمع۔ تینوں مصالحے اکٹھا۔ تین تلوک جو سنتے آتے تھے۔ وہین نظر آئے۔ باتین وہ وہ سنین کہ ہنستے ہنستے قہقہہ دیوار ہنگئی۔

گوری بی بی۔ ول آج ہم فٹن پر ہوا کھانیکو جائیگا اور مسٹر جونس کی ملاقات کرکے بارہ بجے راٹ آئیگا۔

نئے مہذب۔ خہ خہ خہ خہ۔ ول فٹن آپ کا۔ ہم آپ کا۔ چہے آپ رات بھر نہ آئے اور جو آپ کہے تو ہم چلکے مسٹر جونس کی کوٹھی مین پہونچا آئے۔

کالی بی بی۔ میان ہم بھی اپنے دولھا بھائی کو نہ دیکھ آئین۔

نئے مہذب۔ چپ لگاؤ۔ ہمارا بنگلے پہ سب کو اقانون قانون کریگا۔ بانگیگا کون۔

گوری بی بی۔ ول جب تک ہم نہ آئے تم نہ سونا۔ جو رات کو ہم آئے گا۔ اور تمکو سوتا پائے گا تو ہم امید کرتا ہی ہم سیدھا لوٹ جائیگا۔

نئے مہذب۔ نو نو (نہین نہین) ہم نہ سوئیگا۔ کبھی نہ سوئیگا۔ جو آپ کہے تو ہم سیدھا کھڑا رہے۔ نہ بیٹھے نہ پاکھانے پیشاب کو جائے۔

کالی بی بی۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) آہ! کیا کہون سر پھٹا جاتا ہے۔ سرمین درد شدت سے ہی کہو تو ذری اسوقت مین ایک جھپکی لیلون۔

نئے مہذب۔ کہوب۔ اوکہان درد ہی لاؤ ہم منڈا سے جھاڑ دے۔

ملازمون کو بدظن کرنا یہ بھی عقل نوابی کے خلاف ہی-
بٹیرون کی وہ لت کہ دن رات ہاتھ مین- بہلا ایسے بیفکرونکا دیکھنا ہی کیا-
لینا ایک نہ دینا دو- مفت مین افسوس کرنا پڑتا ہی- اس سے یار جی چلو تہذیب نگر چلین
مزے اوڑائین- کچھ پئین- کچھ کھائین- یہ کچہ کیا چیز ہے- چپ چپ ع
مثل سُنی ہے کہ دیوار کان رکھتی ہی
کہین ایسا نہو- کوئی غیر مہذب لمبی ڈاڑھی والا سن لے- این اور ڈاڑہی
توآپ نے بہی بڑھا رکھی ہے- اِدھر دیکھو- بے سمجھے بوجھے اعتراض جما دینا
کتاب مین لکھا ہی- اسمین تمہارا کچہ قصور نہین- لیکن جو تمہارے مان باپ ملتے
تو مجھسے اون سے دو دو نوکین ہوتین- اور تمہین یہ کیا منحصر ہے- ہندی
خراب- انکی بات چیت خراب- انکا چال چلن خراب- انکا طریقۂ تعلیم خراب-
علم ادب کو جانتے ہی نہین- ہی کس دیس کی چڑیا- خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے-
وہ اللّے تللّے کا زمانہ ہی اوڑنچھو ہوگیا- ع
بیٹھو شرما کے لکیر اب کہ گیا سانپ نکل
یہ ڈاڑھی نہین اول تو دھوکے کی ٹٹی ہے- اچھا داغ کاہے کو جاٹیئیگا-
آگے بڑھیے- یا وحشت- کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ-
اجی جنگل مین یہ کسکا گھونسلا ہی- گھونسلا کیسا- ایک جنٹلمین کا بنگلہ ہے-
اخاہ جنٹلمین اِسی مین دہرے رہتے ہین- بہلا آدمی ہوتے ہین- اے لو اور سُنو-
آدمی نہین تو کیا شیطان ہوتے ہین- بہئی ہمنے تو کانون ہی سُنا ہی- آنکھون سے
دیکہا نہین- کیا جانین- اجی ع

ایک نادان خوش اعتقاد کسان کی دعا

ای میرے اچھے خدا مین اعتقاد رکھتا ہون کہ تیرا کوئی ساجھی نہین مجھپر کرم کر- پڑھے ہوئے ملا کہتے ہین کہ تو قوی ہی قدیر ہی محیط ہی مین ان بیچدار باتون کو کچھ نہین سمجھ سکتا مگر اتنا جانتا ہون کہ تو لاٹ صاحب سی بھی بڑا ہی عالم لوگ کہتے ہین کہ تو ہر ذرّہ عالم کا منتظم ہی مین اپنے چھوٹے سے اور کمزور خیال کو اتنے جگر نہین دے سکتا کہ ہر ذرّہ پر نظر دوڑا کر تیری قدرت کی کارروائیونکا مشاہدہ کرون مگر یہ جانتا ہون کہ حاکم بندوبست نے بغیر تیری مرضی کے مجھپر جمع نہین بڑھائی- ای میرے داتا مجھپر رحم کر جب تو ہر ذرّہ کا منتظم ہی تو میرے کھیتون مین بہت سا غلہ کیون نہین پیدا ہوتا کہ اسکو بیچ کر- جو باقی بچے اُس سے بال بچون کو پالون- ای اللہ تو ہر جگہ ہی مگر شاید اِس موضع مین تو نے گذر نہین کیا اور اگر گذر کیا تو میری اُجڑی حالت کو دیکھکر مجھکو اپنا بندہ نہ سمجھا اور اگر بندہ سمجھا تو گنہگار پایا اسیوجہ سے مجھپر جمع بڑھوادی اے اللہ میرا گناہ معاف کر وہ گناہ کچھ بہت بڑا نہین ہی مین نے نیل والے صاحب کی ایک بھینس چُرائی تھی مگر اُسکے لیے دو مہینے کی قید بھی بھگت لی اُسنے میرے کھیت کا نقصان کیا تھا مین نے اُسکو باندھ رکھا تھا اِسکے سوا اور کوئی گناہ بھی نہین کیا نہ کسی کی زمین دبالی نہ مال چھین لیا یا خدا اب مجھپر اپنا فضل کر اور میری اس دعا کو بدلی کے لفافہ مین لپیٹ کر تیز رو بجلی کے ہاتھ صاحب لوگون کے پاس بھیجدے اور حکم دیدے کہ مہنگی بھر غریب کسانون پر مالگذاری کیواسطے ذرا سختی نہ کرین-

ا-ح ازالہ آباد-

گوری بی بی۔ دل ہمارا برش ٹوٹ گیا۔

نئے مہذب۔ ابھی تو آتا ہے چٹکی بجاتے۔

کالی بی بی۔ اے میان ترے صدقے گئی جو خانسامان چوک جاے تو مجھ بجختی کو بھی ایک کنگھی ربڑ کی منگا دو اور نہین تو سینگ ہی کی سہی۔

نئے مہذب۔ مت بولو۔ جواب کنگھی ونگھی کا نام سُنا۔ توہم بالور کو بُلا کے تمہارا سارے سر کا بال ایک سرے سے منڈا ویگا۔

گوری بی بی۔ دل ہمارا بینے کا پورٹ نہین رہا۔ اب ہم بیٹے کیا۔ تمہارا الہو۔

نئے مہذب (تھر تھر کانپ کے) ہم انجیل پہ ہاتھ رکھکے کہتا ہی۔ بالکل نہین جانتا کہانسامان بڑا نا ٹی۔ ہمکو کھبر نہ کیا۔ برطرف۔ ہم آپ جاکے ابھی لاتا ہی۔

کالی بی بی۔ تو ہمارے لیئے تھوڑی مسّی لیتے آنا۔

نئے مہذب۔ پاگل۔ تم اپنا مُنھ کالا کرنا مانگتا ہی۔

گوری بی بی۔ یہ سایا لکھراب گیا۔ ابکی ہم لیگا بہت اچھا بڑا کیمبٹی گرنٹ کا۔

نئے مہذب۔ کون بڑا بات ہی۔ ایمان بیچ کے روپیہ آپی کیواسطے جمع کیا ہی۔

کالی بی بی۔ مین صدقے جاؤن۔ ابکی مجھے بھی سنگی کا پاجامہ بنوا دو۔

نئے مہذب۔ ہش۔ تم ویسی آدمی وہ مثل بھول گیا۔ یہ مُنہ اور چار جنگی لاسا۔

گوری بی بی۔ آج برانڈی پی کے ہم کباب کہاے گا۔

نئے مہذب۔ اور ہم بھی تو۔

کالی بی بی۔ میرا بھی جی چلبلاتا ہی کہ آج پیسے کے لونگ چڑے کھاؤن۔

نئے مہذب۔ تم کھائے بُرے کی جان (خدا وہ دن کرے)

نہ چل اد غیرت شمشاد بہت اترا کر بڑھکے جو چلتا ہی گرتا ہی وہ ٹھوکر کھا کر

(اخذ علی خون)

بندہ بنادیا ہے تجھے حُبِّ جاہ کا

واعظ جو کچھ سنانے لگے سخت سُست آج
سید کا پھر تو طیش مین آہی گیا مزاج
جب ہو سکا نہ ایسی حماقت کا کچھ علاج
اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج
راحت مین جو مخل ہو وہ کانٹا ہی راہ کا

لازم ہی یہ کہ چھوڑے نہ انصاف کو بشر
کیجیے جو غور آپ کے دل پر بھی ہو اثر
سمجھے وہی کہ جسکی زمانے پہ ہو نظر
افسوس ہی کہ آپ ہین دنیا سے بیخبر
کیا جانیے جو حال ہی شام و پگاہ کا

جو دل مین آئیگا وہ سُناؤنگا بیخطر
گھر سے کبھی حضور تو نکلے نہ عمر بھر
بتلایئے کہ آپ کو کیونکر ہو کچھ خبر
لندن کا پیش آئے اگر آپ کو سفر
گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا

از من عروج خانۂ شاہی چو بشنوی
بیتاب و بیقرار شدہ سوے او دوی
پیشِ مکان چو آئی یقینم کہ غش شوی
وہ آب و تاب و رونقِ ایوان خسروی
جس سے خجل ہو نورِ رخِ مہر و ماہ کا

دستِ ادب کو جوڑکے حاضر ہون سب نقیب
خود ملکۂ معظمہ ٹہلائے جب قریب
عزت یہ دیکھہ دیکھہ کے جل جل مری رقیب
سرکار ذی وقار کا دربار ہو نصیب
ممبر بنائے آپ کو وہ بارگاہ کا

اک مس سگاہ لیکے یہ کہتی ہو جس گھڑی
ٹیک اٹ پلینر مائی ڈیر اولڈ مولوی
بتلایئے کہ کیسی ہو اُسوقت دل لگی
دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی
کم سن مسون سے ذکر ہو الفت کا جاہ کا

ضرور دیکھیے

حضرت واعظ علیہ الرحمۃ سید کا جو دور دورہ سنتے تھے تو نہایت ہی رشک ہوتا تھا خصوصاً کوٹ پتلون اور ٹرکی ٹوپی تو نظروں مین بہت کھبی تھی جی مین یہ کہتے تھے کہ کہین ملاقات ہو جاتی تو سمجھا بوجھا کر وضع تو ترک کراتے لیجیے آج مڈبھیڑ ہو ہی گئی۔

مخمس قطعہ بند

از بہر پند و وعظ تلاشی تھے جابجا　　ملتا نہ تھا مگر کہین اوس شخص کا پتا
خیر اتفاق کار جو رستے مین مل گیا　　سید سے آج حضرت واعظ نے یون کہا
چرچا ہے جابجا ترے حالِ تباہ کا

بتلا کہ روز حشر ترا ہوگا حال کیا　　تو لاشریک کا نہین قائل ہی مطلقا
صد حیف اپنے مذہب و ملت سے پھر گیا　　سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل مین ذرا اثر نہ رہا لاالٰہ کا

جب سے ملا ہی عہدۂ سب آرڈینٹ جج　　رکھنے لگا ہے سر پہ تو اپنے کلاہ کج
اسلام سے تو دور ہی کوسون ہی تیری دہج　　ہی تجھسے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہین جناب رسالت پناہ کا

نفرین تیری عقل پہ کرتا ہے سارا شہر　　دولت کی فکر ہوتی ہی انسان کو حق مین زہر
تیرے تو فہم پر یہ پڑا ہے خدا کا قہر　　شیطان نے دکھا کے جمالِ عروس دہر

سرما بگذشت واین دلِ زار ہمان

گرما بگذشت واین دلِ زار ہمان

القصّہ تمام سرد و گرم عالم

برما بگذشت واین دلِ زار ہمان

دنیا مین کوئی رت بدلے کسی طرح کی فصل آئے مگر مہجوران خانہ بدوش کو کسی قسم کا حظ نہین جاڑے کی فصل باعتبار لطافت جملہ فصول مین عمدہ شمار کی جاتی ہے۔ ادہر میزان مین آفتاب آیا اور ادہر طبیعت خود بخود دریائے شفقت کے کانٹے مین تُل گئی۔ جنگی فوج مین قواعد کا حکم سُنا دیا گیا۔ نئی وردیان تقسیم ہوئین۔ زنگ خوردہ اسلحہ مین صیقل ہوئی مالی صیغون مین حکام کی گردش کا وقت آیا۔ ناظران محکمہ پُرانے خیمہ اور چھولداریون کے درست کرانے مین مصروف ہوئے۔ چپراسی اور مذکوری جو اساڑہ کے درزی کی طرح خمیدہ کمر بیٹھے رہتے تھے پٹی اور صافہ باندھکر اکڑنے لگے۔ نیلگون وردی کا چشم انتظار مین ڈورکھنچا۔

گاڑیون کے بیگار پکڑنے کا ولولہ بڑہا۔ تہیدستی کا غم گھٹا۔ زمینداروں کے نام رسد رسانی کے شقہ جاری ہونے لگے۔ رنڈیون نے برسات کھائی ہوئی چیزون کو دہوپ دکھا کر سایہ مین پھیلا تنگ اور چست لباس کی کھلی ہوئی سیون اور .... مین بخیہ درفو بنوایا۔ ریکسون کے

باغون مین نازنینون کا نظارہ کیجیے　　　گر کوئی مس پلائے تو بہرٹ بہی پیجیے
ہی چاہے جس جگہ پہ ہان پہر ڈگہوڑ　　　آزاد ہے بتانِ پریوش کو دیکہیے
بیساختہ ہو لب پہ گذر واہ واہ کا

تعریف لکہون اُنکی یہ طاقت مجہی نہین　　　وہ مس کہ جس سے آنکہ چُراتی ہو حور عین
گلگون عذار و سیم تن و شوخ و مہ جبین　　　نوخیز و دلفریب و گل اندام و نازنین
عارض پہ جنکے بار ہو دامن نگاہ کا

بہر کر گلاس دیتی ہو جب ایک مہ جبین　　　بسکٹ لیے قریب ہو اک اور نازنین
اول تو عذر ہوتا ہی اس حال مین کہین　　　رکیے اگر تو ہنس کے کہی اک بتِ حسین
دل مولوی یہ بات نہین ہی گناہ کا

ہاتہون مین لیکے بادۂ گلگون کا ایک جام　　　اک مس حسین و شوخ و گل اندام و لالہ فام
ہنس ہنس کے نیچی نظر دبے کرتی ہو جب کلام　　　اُسوقت جُہک کی قبلہ کرون آپکو سلام
پہر نام بہی حضور جو لین خانقاہ کا

کہتا ہون صاف آپسے سچ اسکو جانیے　　　اوڑ جائین ہوش آپکے یہ بہی رہے سہے
تسبیح و جانماز و عمامہ سب ہی بکے　　　پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دہن بندہے
سودا جناب کو بہی ہو ٹرکی کلاہ کا

غش بہی ہون بیٹہی بزم مین اور ڈہلتی ہو شراب　　　اک مس ہو چودہ سال کی ہملو مین بے حجاب
اُسوقت بچیے آپ تو البتہ ہی حساب　　　مسجد مین یون تو بیٹہ کے ممبر پہ ای جناب
سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا　　ا-ح- از الہ آباد

اب آتش لباس سے دل پھر ٹھنڈہی پانی کی چاہ پیدا ہوئی کپڑون مین شربتی اور آب روان کی قدر بڑہی۔ روسا اور امرا دن بھر خسخانون مین گوشہ گیر اور رات کو بالاخانون کی بلندی پر جنت کی قمریون کے ساتھ ہمصفیر۔ عظیم اللہ خانی مدار یے پہولون سے لپٹے بجاے لب معشوق ہمدم۔ آغا باقر کے امام باڑے کا دوسرا باعث تفریح شام عالم چاندنی مین فرش سفید نور افگن۔ تفریح طبع کے لیئے ہرمونیم اور ارگن پہولون کی اوٹ سے صحن بام عطر آگین۔ لمپون کی روشنی سے سقف خانہ چرخ چارمین۔ کہین تادری سوار گنجیفہ کا شغل۔ کہین پچیسی کا چرچہ چت پٹ پر ہار جیت کا معاملہ مگر رنڈی اوپچی تیلی کو کیا

شعر

خزان کیا فصل گل کہتے ہین کسکو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہی

دن بھر دنیا کے دھندے مین پریشان۔ اور رات کو خالی چارپائی ور تنہا مکان۔ ایک قطعہ کسی پُرانے شاعر کا مجھے یاد آیا ہی ہرچند محاورہ حال کے خلاف ہی مگر میرے حسب حال ہی

قطعہ

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہی　　کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہی
ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی　　نہ سوتے کٹے ہی نہ روتے کٹے ہی

چند روز مین یہ بھی پر جوش موسم آخر ہوا۔ اور برسات نے اپنا جمال باکمال دکھلایا۔ ابر سیاہ دامن کہسار سے جانب شہر چلا۔ ہوای خنک نے دماغ پریشان کو چاق کیا۔ ناسپاس مسلمانون کا ذکر ہی کیا ہندوون کے

یہان بدریان کہلین۔ رفوگرون کی گرم بازاری ہوئی۔ آتشخانون اور حمامون
کی شکست وریخت ہونے لگی۔ کابلی میوہ لادکرپشتو بولتے ہوے کابل سے
چلے میوہ فروشون کی دوکانو نمین بہار تازہ آئی۔ کہتیک لوگ مال
خرید کرکے ہر گلی کوچہ مین پہرنے اور صدا لگانے لگے ولایتی انار اعلے۔
پٹیاریان ہین انگور کی۔
گرمیون کا لباس رخصت ہوا گلابی جاڑون کی پوشاک نکل آئی۔
حدت آفتاب مین کمی مگر شعلہ رویون کی سرکشی اور آتشی مزاجون کی گرم
خوئی مین ترقی ہوئی۔ اثر مجاورت سے حرارت غریزی کا مقیاس کئی درجہ
بڑھ گیا۔ نیر اعظم کے انقلاب شتوی سے سیارات ارض کی چال بدلی
.... کہین بدر سیما تحت الشعاع مین نظر آئی۔
تحقیق جدید کی رو سے فلک اول محدب حاس فلک ثانی کے محدب کا ثابت
ہوا۔ مقعر کی تہاہ نہ ملی منطقہ کی تحقیق مین ارباب حل وعقد سرگردان ہوے۔
الغرض بہت سے نیرنگ عالم بدلے مگر مجرد بیچارے ثلاثی مجرد ہی رہے انہین
سے مطرد غربا بے زر ہین اور شاذ امراے عالی قدر اور حسرت وافسوس
مین ان دونو نکا پلہ برابر کسیکی راتین زردی گذرین اور کسی کی بے دوئی شعر
فرق ست میان آنکہ یارش در بر   با آنکہ دو چشم انتظارش بر در
جاڑے تو یون گذرے گرمیان تشریف لائین۔ برج حمل مین آفتاب
کے آتے ہی نازک مزاجون کے پیر بہاری ہوگئے کیا ممکن کہ دہوپ مین
قدم بہر چل سکین۔ صاحب لوگ با اینہمہ جفاکشی سایہ مین چھپنے لگے

اور لکھنؤ کے بانکے گبڑیون سے تو بچا نہ چھین لین۔ اور چھڑیون سے لڑا کر لکھنؤ خالی
کرالین۔ اور ہر جوارین خاص کی یہ کیفیت کہ ثنا و صفت کا ساون بہادون
برسا رکہا ہی۔ اور تعریفون کی بوچہار لوہے کے بل تک جاتی ہی۔ طرہ یہ کہ فقط
واہ واہ پر اکتفا نہین بلکہ اوسکے ساتھ یہ بہی ہی کہ قسم ہی قرآن کی اگر آج
میانصاحب (جنکی ملار مشہور ہی) زندہ ہوتے تو اسوقت کے گانے کی داد دیتے۔
یا اگر حضرت سلطان عالم شاہ اودھ بقید حیات ہوتے تو بیشک انکی قدر کرتے۔
چند ہی روز مین انکی رتی چمک جاتی افسوس ہی دنیا خالی ہوگئی نہ اہل مال ذی
اور نہ صاحب کمال (کوئی نہین رہے تو نہین سہی خوشامدی سلامت رہین
جنکی ذات سے سب کچہ ہے) دوسرے صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ بہئی واللہ سچ
کہتے ہو مین اپنے اور اپنی بیوی دونون کے ایمان سے کہتا ہون کہ انکا مثل
کاہی کو ہی اور آج اس شہر مین کیا بمبئی تک کوئی انکا جواب دینے والا نہین ماشاءاللہ
سی آواز کا سریلہ پن تو دیکہو معلوم ہوتا ہی ارگن بج رہا ہی یا کوئل کوک رہی ہے
گلے مین گویا ہڈی نہین رہی (دریں چہ شک گلے مین کیا تمام جسم مین کہین ہڈی نہین)

الغرض جہان اسقدر زندہ دلون کا مجمع تہا وہان ہم ایسے دو چار تجربہ پیشہ
غریب الدیار بہی علحدہ چپ کہڑے ہوئے نیرنگی عالم کا تماشا دیکہہ رہے تہے۔
اگر داہنے بائین سے کہین چوڑیون کی آواز یا چہڑون کی جہنکار کان مین
آگئی تو کن آنکہون سے یک نظرے خوش گذرے دیکہہ لیا ذرا کنوتیان تو بدلین
مگر سر جہکا کے گہاس کہانے لگے شعر

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے — یہ سب کچہ ہوا ہم اکیلے رہے

از حضرت داغ

یہان برسات پوچی گئی۔ دو چار دن بادلون کی گھیر گھار رہی ایک دن بسم اللہ
کرکے پہلا ہی دونگڑا اس دہڑلے کا پڑا کہ جل تھل بھر دیے کل شئی حی من الما
کا عالم نظر آگیا رات ہی بھر مین تمام دنیا کے حشرات الارض زندہ ہوگئے
سبزۂ نو رستہ سے صفحۂ زمین چرخ اطلس بنا۔ اساڑھ کا مہینہ خیر یون ہی کچھ
گذرا ساون کے آتے ہی عیش باغ کے میلے شروع ہو گئے رنگین مزاجون سے
کیا ممکن کہ کوئی میلہ ناغہ ہو۔ جمعہ آیا اور صبح سے طیاری ہونے لگی نتیجہ سنو تیسرے
تھوڑا سا دن باقی رہگیا۔ اہل دول جوڑیون پر معہ جوڑے کے سوار ہوکر چلے
شوقین غربا ہی دوگامہ بھاگے ہوئے آگے پیچھے پہونچ گئے۔ اس میلہ مین
سا قنون کا ہجوم رنڈیون کا جھرمٹ تماشائیونکا مجمع مختلف الالوان پوشاکون کا
لطف جھولے کے پینگ ساون کا دردانگیز اور نراقیہ مضمون قابل دید وشنید ہوتا ہے
فی الحال جب سے بی مشتری نے غروب کیا دہومن صاحب کی دہوم دہام ہے
اور شہر کی گانیوالیون مین اول نمبر کا ٹکٹ انہین کے پاس ہے۔ جہان انہون نے
جھولے پر بیٹھ کے تان لگائی (آئی ساون کی بہارسیان جہولا ڈالو باغ مین)
تمام میدان عیش باغ مین کھلبلی مچ گئی۔ مشتاقان بی زرصفین پہاڑ پہاڑ کر
قریب آپہونچے۔ داہنے بائین پرا باندھکر جم گئے۔ بی دہومن کی صدائے
دلکش سے آگاہ بھائیون پر وہ اثر پیدا ہوا کہ جو گورو نیر نائے رزمی کے سننے
سے ہو۔ سر و گردن بے قابو اعضائے بدن اختیار سے باہر۔ جان نثاری کا ولولہ
اظہار شجاعت کی امنگ۔ تمنائے سرفروشی کا وفور۔ مگر وقت اور زمانے سے
مجبور۔ اگر اوسوقت بی دہومن کہین فیر کا حکم دیدین تو غالبًا خون خرابہ ہوجائے

وہو ہذا۔ دوش رفتم سوئے بازار کسے یافتم عیّار۔ زہر قید سبکسار۔ بہ تزویر گرفتار۔ ز خود درفتہ و سرشار۔ سبک خیز چو رہوار۔ تنش چون تن زنبور۔ سیہ خال رخ حور۔ مثالِ شب دیجور۔ بیرکوٹ و پتلون۔ بدن شستہ ز صابون۔ رخش زرد۔ دلش سرد۔ تن و جان ہمہ گرد۔ نہ او صاحب ایمان۔ ولی بندۂ شیطان۔ نہ ہندو نہ مسلمان۔ نہ از قوم نصارا۔ دو دہ ہر سمت بصد شوق۔ گہے تحت گہے فوق۔ گہے استادہ وشاشید۔ گہے جست و سرائید۔ گہے ٹھوکر و سیٹی۔ گہ چار و گہے کافی و شمپین و برانڈی۔ گہے بیرو کلارٹ۔ گہے پاکٹ۔ گہے جاکٹ گہے شیری دگہے رم۔ گہے نگھی گہے ٹم ٹم۔ ہمین فکر بہر دم۔ کشتہ حرص و ہوا را۔ گفتم اے ہمسر فرعون۔ چرا ایشدی مطعون۔ کسے نیست چو یارت۔ چہ بود آخر کارت۔ این وضع کدام ست کہ داری۔ چون شد ز خرد عاری۔ شیشۂ ننگ شکستی۔ درِ دانش بچہ بستی۔ تو ئی دیوانہ و مدہوش۔ رہِ عقل فراموش۔ بشر علم و ادب دور۔ بئی گمرہے مخمور۔ بگو نام و نشانت۔ شوم آگاہ بجانت۔ مکن دیر بعدارا گفتہ عدوے ناموس۔ بر و ڈام بگ نوس۔ تم آدمی ہے کالا یو سور کا لتالا من صاحب لوگیم۔ فداے بسر میم صاحب پلپلی نامم بجہان شہرۂ عام۔ ز ر موزم توجہ دانی۔ کہ نا قابل آنی۔ بزنم تھپٹر و ٹھوکر اینگو ڈام ایر۔ شکنم روے شمارا۔

گفتم اے صاحب اوصاف۔ مزن بیہدہ بہ من لاف۔ بہ بین روی سیہ خویش بنہ آئینہ در پیش مشو طائر نقال۔ مزن مفت پر و بال۔ بجوزہ بسکٹ و ہم نیک۔ مکن ترک رہ نیک بشو پیرو حسنات۔ برست از مزخرفات بہ بین صدق و صفا را۔

راقم ہندی نہ فارسی
بھیا جی بنارسی

متفرق مضامین

بحر طویل

حضرت سلامت۔ لمبی چوڑی تسلیمین عرض ہین آپ نے کچھ سنا ہمنی نماز پنجگانہ
کو پانچون وقت کے سلام اور وظیفون کو پانچون وقت کے طعام سے بدل دیا!
دیکھیے کیا طول عمل ہی! اگر آرد شیر دراز دست بھی ہوتا تو اس دستبرد ہاتھ
کے طوطے اوڑ جاتے۔ اور بے اختیار ہوکر ہاتھ اُٹھاتا۔ اس طول عمل مین کیا
مجال جو آپ کوئی بات ہلکی پاوین۔ اگر کوئی مصرعہ ہی تو وہ بھی شیطان کی
آنت سے کم نہین۔ قطعہ رباعی ترجیع بند بیت غزل ورسارے زمانہ کے
وزن آپ نے سنے ہونگے۔ بحر طویل کو کاہیکو سنا ہوگا بندۂ درگاہ جہان کے
کوچہ گرد۔ نور کے تڑکے پھندنے والی ٹوپی دیکر پوچھلے دار تبنگ کی طرح جو
بڑھ نکلے تو بیاہ براتون کی کثرت تو ہئی ہی کھٹ سے ایک لالہ صاحب
کی محفل مین داخل ہوگئے۔ وہان بھی کوکب اقبال کی رہنمونی نے ڈمدار
ستارہ ہی بنا رکھا۔ دیکھتے کیا ہین کہ غزل بازی۔ بیت بحثی۔ شعر خوانی۔
رقعہ بازی۔ گالی گلوج۔ ہورہی ہی۔ لیاقت اور فضیلت کے گلون پر کُند
چھریان ریتے جاتے ہین۔ اتنے مین کوئی بھیاجی کسی کونے سے بوڑھے
بکرے کی طرح لگے برانے۔ تھرتھراتی آواز سے لگے بحر طویل سُنانے۔ ہم تو کیا
اگر امیر خسرو ہوتے تو مان جاتے۔ وہ بحر طویل کاہیکو دریا کا پاٹ تھا
یا آہنی سڑک یا تار برقی یا حرامزادے کی رسّی۔ جی چاہے تو آپ بھی
سماعت فرمائیے۔

خوری تا چند مرغ سر بریدہ با ہمہ غیبت | حرامی رانمائی از دلیل خویش چہ حجلت
خوری نالدامی نیچر بہ بین عقل بہ بین ہمت | عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بہائی سنگ لے مو وری و لیلڈ می ابو سیدن | بہ قیمت گیند کرکٹ بید عمر کہ بتیاب گردیدن
چہ قرآن وحدیث ہا تو نیچری انجیل را دیدن | عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

تو کوئی گرانید درا کہ ہست آن خالق بیچون | کیوتر چون بکا بک تتہ ہے از دغاغون غون
[illegible] | عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بات کا تبنگڑا

بی بی۔ چلو ہٹو۔ مجھ جنم جلی کی قسمت ہی خدا نے ایسی بنائی۔
میاں۔ این خیر تو ہے۔ یہ آج تمکو کیا ہوگیا۔
بی بی۔ ہوگا تمکو یا تمہارے ہوتوں سوتوں کو۔ مجھ دکھیا مفلس کو کیا ہوگا۔
میاں۔ باتین تو زمستوں کی سی کرتی ہو۔
بی بی۔ جی ہان۔ بس مُنہ نہ کُھلواؤ ایسا ہی تمنے مجھے روپے اشرفی ہی بانٹ دیا ہے۔
میاں۔ پھر اسمین بھی کچھ شک ہے۔ تم جانتی ہو جو کچھ آتا ہے تمہارے ہی پاس جاتا ہے۔
بی بی۔ اجی وہ آپ ہی کو مبارک رہے۔ موئی خیر نہ برکت۔ ادھر روپیہ آیا چنر پڑ مین اُڑ گیا۔ مین کیا سب کھالیتی یا زیور گڑھا لیتی ہوں۔

مخمس

کلاہ سرخ ٹرکی دائما بر سرنمی ماند ہمیشہ کوٹ وجاکٹ زینت ویزین برنمی ماند
زمانہ ہر کی آئین اسے نیچرینے ماند عروس نوحجاب آلودہ باشوہرنمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

براندی دائما بر بوتل و ساغر نمی ماند چنین بید و چرٹ در دست و لب اکثر نمی ماند
بیا این بوٹ انگریزی فز[ف] بر سر نمی ماند عروسِ نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مدام این گیند و کرکٹ نسخہ ریڈر نمی ماند ہمیشہ بر زبان اسپیچ ہم لکچر نمے ماند
برائے مدرسہ این چندہ بر زر نمی ماند عروسِ نوحجاب آلودہ باشوہر نمے ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چنین اسپ خرد سرپٹ بمیدان تا کجا تازی ہمیشہ گیند و کرکٹ ہمچو طفلان تا کجا بازی
مزیب بر بدن تا کی چنین پتلون گو سازی عروسِ نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

براندی تا بکے از ما بگو اے نیچری نوشی لباسِ جاکٹ و پتلون بکھٹکہ چنین پوشی
برائے کردن این رسم لندن تا کجا کوشی عروسِ نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کنی گمراہ عالم را باسپیچ زبون تا کے بسر مرز من نمودن این چنین خبط و جنون تا کے
نمودن بول استادہ بمثل سگ کنون تا کے عروسِ نوحجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

[ف] فز یعنی کلاہ ٹرکی۔

(اتو میان سے نرہا گیا کفن پہاڑکے بولے)

میان۔ یہ یہ بہ۔ یہ بیگم تم نے کیا کہا۔ ذرا پہر تو کہو۔

بی بی۔ ہان ہان۔ کچہ جھوٹ کہا۔ لو صاحب جبتک ہم بولتی نہین تب ہی تک

میان (آنکھ نیلی پیلی کرکے) یعنے ہم رنڈی باز ہین۔

بی بی۔ یہ تو جانے میری جوتی۔ مگر آدمی کے آثار کہین چھپے رہتے ہین۔

میان۔ بہلا کچہ تو معلوم ہون۔

بی بی۔ اجی بس جانے ہی دو۔ بیفائدہ کے تئین کیون بات بڑہاتی ہو۔ ابہی بتا چلیون گی تو جہوٹے جہوٹے دس بیس کلام اللہ اوٹہانے لگو گے۔ مفت مین گنہگار ہونگی۔ بہرے گہر مین تم کو کلام اللہ اوٹہاتے تامل ہوتا نہین۔ خدا کرے ان جہوٹی قسمون کا مظلمہ انہین حرامزادیون کی جان پر پڑے میرے اور میرے بچون کی جان سے دور۔

میان۔ جی نہین مین قرآن نہ اوٹہاؤنگا کسیکا نشان دیجیے تو۔

بی بی۔ نام اور نشان کیسا۔ یہ بہی جولاہے کا تیر ہے۔ ہم کو سب کہا تین معلوم ہین۔ یہ آئے دن کمیٹی جانا خالی از علت ہی! جب خدمتگار سے پوچھوایا تمہارے سرکار کہان گئے تھے۔ صاحب کمیٹی گئے تھے۔ اب جو پوچھوا وسمین ہوتا کیا ہی تو نمک حرام بتاتا نہین۔۔ اور مزا یہ جب کمیٹی موئی مین جانا ہوا بی چندہ کے بہی کچھ نہ کچھ نذر کرنا پڑا۔ یہ بندہی بات ہی۔ جب کبہی تم سردار کمیٹی مین گئے ہو اُسکے دوسرے ہی تیسرے اوبدا کے بی چندہ کے نام دوسو چار سو ضرور حساب مین موجود ہین۔

میان - یہ نہ کہو بیگم - ابھی خیال کرو - کچھ نہین تو ہزار دن حساب بتا دون ابھی تمہاری شادی مین ابا جان نے (خدا جنت نصیب کرے) باوجود قرضداری کے پانچہزار صرف کیے - پھر مین نے نوٹ بیچکر پونے چار ہزار کا مکان لے دیا - ابھی نادرہ کے ہونے مین سوا تین ہزار ایک دیلے مرقیلہ کی دفعہ بیطرح خرچ ہو رہا تھا دو ہزار پھر دیے - نادر کے ختنے مین چار ہزار اُٹھے - بسم اللہ مین ابھی کل ڈھائی ہزار دیچکا ہون - زیور اور پوشاک بھی ایک ایک دو دو کرکے پانچہزار کی ہو گئی -

بی بی - بس مردوے بس - خالہ کے آگے ننہال کی بڑائی - اپنے مُنہ میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے - لگے بنیے مہاجن کی طرح بہی کھاتہ سُنانے - یہ سب آپنے اوٹھایا ہوگا - جانے میری جوتی کی نوک کی پیزار - میرے جونڈے پر اُسکا کیا احسان - میرا گھر آپنے کیا بھر دیا - شادی مین اُٹھایا اپنی ناچ رنگ مین اوڑایا - جن جن کا کھایا تھا اونکو کھلایا - باقی ان دو بچون کے واسطے بھی جو اوٹھایا وہ بھی آپ کے حوصلے کی بات تھی نکرتے تو بندی کا کیا بگڑتا - جو لوگ کہتے اپنے تمہین کو کہتے - ہان کپڑے اور زیور لا کلام (چھاتی ٹھونک کر) سو وہ ایسے لاکھون کرورون کے نہین اس سے ہزار گونہ تو مین اپنے گھر سے لائی تھی - اور آج جو نہ لائی ہوتی تو آپ اللّے تللّے بے فکریان کسپر کرتے - غضب خدا کا جسکے آگے بال بچے اور وہ تمہاری طرح اس عمر مین یون بگڑے - نابابا مجھے تو ان باتون کی عادت نہین - مین تو رنڈی باز مرد عورت پر آنکھ نڈالون -

بی بی - پھر کیا رنڈی بازی مین عقلمندی کا خرچ ہی - یہی صلاحین ہوتی ہونگی کہ آج اُسکو بلواؤ - کل اُسکو بلواؤ - پرسون اُسکا مجرا ہو -

میان - یہ نہین میرا مطلب ہی ملک اور شہر کی باتین ہوتی ہین - جیسے لڑکیون کا پڑھانا - لڑکون کا پڑھانا - شہر کی صفائی - عورتون کے واسطے قابلہ عورتون کو پڑھانا - اور انھین باتون کے واسطے روپیہ سب دیتے ہین آ اُسکا نام چندہ ہی -

بی بی - ہان اب مین سمجھی - توبہ توبہ میرا کدھر خیال تھا - اُس لڑکے نے تو مجھے بوکھلا دیا تھا - آج دن بھر مین اسی مین ناحق حیران رہی - دس بجنے کو آئے اور اوڑکر کھیل مُنہ مین نہین گئی - معاذاللہ کی پناہ ہے اب جاکر حواس درست ہوئے - خیر ہوگا ایسا ہی شاید ہو - یہ بھی کوئی بُری بات نہین - اگر دائیان پڑھ لکھ گئین تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا - مگر مجھے تو مردون کی بات کا اعتبار نہین -

میان - خیر سرِ دست تو چندے چپ رہیے -

فریاد

یارب نہ وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات ۔۔۔ دی اور دل اُنکو جو نہ دی مجکو زبان اور

رب العالمین تیرے دریدہ دہن شریر مفسد اور آزاد بندون نے دم ناک مین کر دیا - جی اوکتا گیا - زندگی سے عاری ہون اور زیست سے بیزار - کوئی خطا نہ قصور مگر یہ فتنہ پرداز دق کیے جاتے ہین بدنامی سے بدنامی - بنیا بنیا ستے جان عذاب مین ہو گئی - خداوندا ان کے دل بدل دے - چشم بصیرت

دیوان سے پوچھتی ہون ارے کمبخت یہ کیا چیز ہے۔ وہ کہتا ہی سرکار کمیٹی مین گئے تھے وے آئے ہین۔ آگے بتاتا ہی نہین۔ اور مین کمبخت اس راز سے کیون آگاہ ہونے لگی تھی۔ وہ تو اُسدن چھوٹے بھیا آئے تھے مجھے کچھہ یاد آگیا۔ پوچھہ بیٹھی کمیٹی کون چیز ہے؟ وہ تو جانو انگریزی فارسی۔ زرزری۔ فرفری۔ سرسری سب مین دست وقلم ہے۔ جھہ چھینکا ل اس انگریزی کی گٹ پٹ اسکول مین سیکھی ہی۔ وہ سمجھکر چپ ہورہا۔ لاکھہ پوچھتی ہون اب بتاتا ہی نہین۔ جب بہت پوچھا بہت پوچھا تو بتایا جلسے کو کہتے ہین۔ بس فوراً ہی تو مین سمجھہ گئی۔ کہ یہ کچھہ نہین۔ دس ۱ بیس موئے لچے بدمعاش جمع ہوتے ہونگے۔ ناچ گانا جلسہ ہوتا ہوگا۔ جہان اور رنڈیان منڈیان آتی ہونگی وہ شغل چندہ مُردار ہی ہوگی۔

(اب تو میان سے ہنسی ضبط نہو سکی)

میان۔ قہہ۔ قہہ۔ قہہ۔ بھئی واہ کیا بات نکالی ہی۔ واللہ بیگم ہو طبیعت دار بات خوب نکالی۔ پھر اب کیا ہوگا۔ ہم نے تو چندہ سے نکاح کرلیا۔

بی بی۔ میرے ٹھینگے سے (انگوٹھا دکھا کر) ایک نہین ہزار۔ لیکن بندی کو تو اب اس گھر مین بائین ہاتھ کا کھانا حرام ہی یہ نچے آپ کو مبارک رہین۔ میرا میکا سلامت رہے۔ مجھ بھر کو بہت ہی۔

میان۔ کچھہ خیر ہی؟ آدمیون کی سی باتین کرو۔ آج یہ نیا خبط ہوا ہی۔ وہ لونڈا تمہارا بھائی تو ہی احمق۔ وہ بھلا کیا جانے۔ کمیٹی اُسکو کہتے ہین جہان دس پانچ عقلمند آدمی عقل اور ہوشیاری کی باتین اور صلاحین کرتے ہین

اور چاپلوس بنیا ہون - کاش اگر مین انگلنڈ مین ہوتا تو اہل یورپ میرے
سوانح عمری سے ترقی کا ایک عمدہ سبق حاصل کرتے - مگر فریاد ہے فریاد -
یہ ناشناس ہندی میری خوبیون کو مٹتے ہین - میری شہرت کے دشمن ہین
اچھا مین خوشامدی ہی سہی - مگر رب العالمین جب خوشامد سے تو راضی ہی
تو یہ اعتراض کرنے والے کون - تیری ہدایت کے موافق حاکم تیرا سلیہ ہین
پھر اگر مین نے خداوند احاکمون سے لگاوٹ یا خوشامد کی تو گنا ہی کیا ہی
الٰہی تو دلون کا حال بخوبی جانتا ہی - بہت سی باتین انسان دنیا کی تعلقات
مین پھنسکر بمجبوری کرتا ہے - میرا بھی بعض صورتون مین علی ہذا دروغ
مصلحت آمیز پر عمل ہے - حاکمون کے انتظام مین مجھے نکتہ چینی کی جرأت
نہین ہوتی - کہ مبادا میرے فائدون مین فرق آجائے - مین واقعی اس مین
لاچار ہون - کیونکہ میرا دھندا بالکل حاکمون کی عنایت سے چلتا ہی - پھر کیونکر
ممکن ہی کہ مین کسی کے خلاف لکھکر اپنے پیر مین خود کلہاڑی مارون - مجھے
نہ آزادی کا دعویٰ نہ اخبار کے ذریعے سے ملک کی خدمت منظور - میرا پرچہ تو
بالکل خوشامد کا آلہ اور مدح سرائی کا ساز ہی - خداوندا بوجہ اصلی بنیا ہونے
کے میرا نام بد ہی - ورنہ ہر شخص جسکے تعلقات میرے سے ہین یہی کرتا ہے اور
کوئی اُسکے خلاف نہین ہوتا - مالک الملک کہنے کو سبھی کہتے ہین - مگر کیا دیکھا
جاتا ہی جو مصلحت وقت ہی مسٹر گلیڈاسٹون کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہی
منسٹر ہوتے ہی وہ تمام آزادانہ خیالات بدل گئے - پالسی ہی اور ہوگئی - بس
خداوند ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہی - اور مین بھی یون ہی کرتا ہون -

عطا فرما۔ جو میری خوبیوں پر نظر ہو۔ میرے حلم اور بردباری کی قدر کرین میری ملکی خدمت اور ہمدردی کا خیال ہو۔ مالک الملک میرا حال تجھپر پوشیدہ نہین۔ نیک کامون مین کبھی مین نے روپیہ پیسے سے دریغ نہین کیا ریفارمرون کا شریک۔ چندہ دینے والون کا مشیر کوئی ملکی خدمت ایسی نہین جہان تیری عنایت سے میری ہمت نے کمی کی ہو۔ کالج اسکول اور سوسائیٹیان میری فیاضی کی گواہ ہین۔ مگر پہر بہی خداوندا یہ ناہنجار بندے میری عزت کے درپے ہین میری تمام کارروائیون پر خاک ڈالنا چاہتے ہین۔ رشک ہی اور جلن۔ میری ناموری عروج اور ثروت کو نہین دیکھ سکتے یہ مانا کہ مین بنیا سہی مگر خالق کون ومکان۔ کیا بنیے آدمی نہین۔ اور انکو تیرے بندے ہونے کا اعزاز نہین بخشا گیا۔ کیا پاک پروردگار بنیون کی خوبیان بہی تیرے شریر بندے برائیان خیال کرنے کا استحقاق رکہتے ہین۔ عالم الغیب تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے۔ تیری توفیق اور توجہ سے جو دولت اور وقعت مین نے حاصل کی اوسکا حال تجھپر روشن۔ خداوندا مصیبتین مین نے جہیلین۔ کڑیان مین نے سہین سختیون کا مقابلہ مین نے کیا۔ شدائد مین مستقل مین رہا۔ ہمت مین نے ظاہر کی۔ محنتی مین۔ کوشش مین نے کی تیری عنایت سے اپنی ہستی کو درست کرنے کے لیے زمین آسمان کے قلابے مین نے ملائے۔ دربدر مین پہرا خاک مین نے چہانی۔ جوتیان چٹخاتے چٹخاتے تیری کرم گستری سے اس مرتبے کو مین پہونچا۔ مگر خداوندا پہر کچہہ نہین۔ مین ان شریرون کے نزدیک وہی بنیا۔ خود غرض مطلبی

در زیست مین یہ امر محال - تو ؎

دل دے کوئی دل اس دل کی بدلے　　　آلٰہی تو تو رب العالمین ہے

اس بوسیدہ بنیے کے لباس کی دھجیان اُڑا - اور راے بہادر یا خان بہادر کا خلعت پہنا - کہ تیری کرم گستری کے تصدق مین کسی قدر مستعار زندگی خوشی اور عزت سے بسر کرون - اور نہین تو ان دریدہ دہن آزاد بندون کے قلب ہی سے بنیے کا لفظ میٹ دے کہ یہ بار بار برچھی کی زبانین میرے نازک اور شکستہ دل پر برچھی کا کام نہ کرین -

جنگ سوڈان

ز بدعنوانی مہدی بمصر افتاد مشکلها　　　کہ از پیچیدگیش سرنگون گشتند عاقلها

ز بدحالی ملک وشہ نمی فہمند غافلها　　　چو در چاہ ضلالت سرفرو بردند جاہلها

ازین زحمت بسی رنجیدہ دل گشتند کاملها　　　بملک فکر و اندیشہ روان گشتند فاضلها

خبر کردند در لندن چو ہشیاران ناقلها　　　کہ مہدی ہیبت ظلم و ستم اندانت در دلها

الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها

خدیو از خوابگاہِ خویش ہم بیرون نمی آید　　　کہ لرزہ بر تنش از قوت مہدی بیفزاید

چو مہدی مرد مان اہمرکاب خویش بگراید　　　مجال این ہیچکس را نیست وا روی بنماید

بنا بنہاد رسم ظلم و دست از خون بیالاید　　　مخنث گشت فوج مصر شرم اور انمی آید

تغافل شرط ہمت نیست انگلش راہمین باید　　　کہ از رعب جلال خویش مہدی را بشرماید[1]

[1] چہ خوشش -

رشک اور حسد کے الزام میرے نسبت نہایت مبالغے سے کیے گئے ہین
تیری عزت کی قسم اگر دشمنی بہی مجھ اپنے ہمعصرون سے ہی تو اسی خیال سے۔ کہ
بود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن.
زیادہ کسی کو مین کیا ستاؤن گا۔ مین خود گو ہون۔ اور اس قدر سخت دل
کہان سے لاؤن۔ ہاے نا قدرون مین میری قدر نہین۔ ملکی فائدے
اور ترقی تجارت کے لیے جو کوششین مین نے کین اونسے تو بخوبی واقف ہ
اپنا سرمایہ لگایا۔ لوگون کی خوشامد درآمد کرکے راضی کیا۔ سالہا سال کی
کاہش اور جانفشانی سے چرخا قایم کیا۔ لاکھون بندگان خدا کی رزق کی
تدبیر نکالی۔ دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھا۔ دوڑ دہوپ مین میری ت
چربی پگھل گئی۔ تندرستی مین فرق آیا مگر مین نے ہمت نہ ہاری۔ جان
مال پر آبنی مگر مین نے کچھہ دریغ نہ کیا۔ پرائے شگون کے لیے اپنی ناک
مین نے کاٹی۔ ایک ٹانگ کھو بیٹھا۔ پہر خاک قدر نہین۔ بجاے ستائش
خود مطلبی کے الزام میری نسبت رکھے گئے۔ بے ایمان اور بدطینت ثابت
کرنے کے لیے کمیشن کی تجویز میرے لیے کی گئی۔ خلعت کے بدلے لعن وطعن
مجھے ملے۔ مشکوری کے عوض برائیون کے ہار مین نے پہنے۔ اور رہی سہی
عزت کھو بیٹھا۔ خداوندا آدم کی مصیبت سے یہ ذلت زیادہ ہی۔ تاب ورض
رخصت ہوگئی۔ اب دنیا اور اوس کے ناشناس لوگون سے نفرت ہ
خداوندا اب اپنی ستائش کے فرشتون مین مجھے جگہہ دے۔ کہ تیری صفا
نامحدود کا الہا گایا کرون۔ اور جو کسی قدر ہنوز میری زندگی باقی

تڑپتا گارڈن تہا وان مثالِ طائرِ بے پر
گرانڈیلون فی لندن مین چلائی یان زبان ترتر

ہر اک کی زق زق و بق بق سی برٹش پہ پڑا تہر
کہ بالکل عقل و دانش اُسکی آکر چر گئی ڈانگر

مگر جسدم سُنا یہ دمبدم وان حال ہے ابتر
روانہ ولسلی کو کر دیا پہر ہار کر آخر

دکہایا ولسلی نے وان اگرچہ جاکے کروفر
نہ بگڑا اگارڈن کا کام انسے چپ سکا بہتر

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

گذشتہ را صلوٰۃ اب جانے دے ہرگز نہ رو حافظ
مزا ہرگز نہ آئیگا نہ اپنی جان کہو حافظ

بہلا جسمین ہو کچہہ تیر اکر اوسکی جستجو حافظ
زمین مردمی مین تخم ہمت کا تو بو حافظ

جو غصہ ہی تو دشمن کو جواب فتح دو حافظ
کوئی تدبیر مہدی کی ہلاکت کی کرو حافظ

رہو مضبوط اور دشمن سی بدلا چلکے لو حافظ
کہ دشمن زیر ہو دل دوستونکا شاد ہو حافظ

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا

بہوی نافہ کا خر صبا زان طرہ بکشاید
ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

گئی لندن کو جسدم مصر کی جہٹ پٹ خبر یہ بد — پڑی اک دہوم کونسل مین ہوئی بسیار رد و کد
ہوئی ہنگامہ سی اس بحث کی کونسل مین تید دند — کوئی کہتا تہا لڑنا چاہیے کرتا تہا کوئی رد
کسیتے یون کہا ڈر کر خرابی لائیگی بے حد — کہ روکو جلد اوسکو تا خرابی کی نہو آمد
بنایا ہکس کو جنرل کہ مہدی ہین بڑے مرشد — چلی پہر فوج یون بلکر کہ کانپی جس سے وام و دد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ادہر جب فوج برٹش مصر مین داخل ہوئی بی غم — جہڑا کی ہکس کے مہدی سی پہر ہونے لگے باہم
شکست فاش کہا کر نا کمین مہدی کا آیا دم — لگا تب شعبدی کرنے ہوا جب سخت ہی بیدم
یقین انگلش کو پہر تو ہو گیا وان فتح کا سالم — کہ وہ سمجہی ہوئے تہا جنگ کا عربی کی پیچ و خم
تغافل ہو گیا دل پہ خیال اوسکا رہا پہر کم — یہان حال ہکس کا بگڑا نہ ہستی پر رہا قائم

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہردم
جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

خبر لندن مین پہونچی ہکس وان ہو کر مرا گہائل — ہوا نامردمی کا مصر کے پہر تو یقین کامل
صلاحون مین نہ کچہہ سلطان ٹرکی کو کیا شامل — یکایک گارڈن صاحب سپہ لیکر ہوئی داخل
مگر انگلش ہوا پہر بہی بطور سابقہ غافل — ہوا محصور جب تو گارڈن کا بجہگیا وان دل
ہوا امداد کا ہر چند انگلستان سی سائل — بنا لاچار تو رو کر سُنایا حال یہ مجمل

شب تاریک و بیم موج گردابے چنین حائل — کجا دانند حال ما سُبکساران ساحلہا

سند لیے گنتی کے چار دن ہوے ہین - وہ بھی (تم کہتے ہو)
ہوئی نیچے درجے کی ہی - روز جو دو ایک ملے اونسے گھر کا دھندا بھی نہین چلتا
ٹکس گیا چوٹھے بھاڑ مین - اپنے کیواڑ بند کرکے بیٹھ رہو - جب کوئی آئے گا
مانا کھدیگی نہین ہین - جب دھڑکا نہ رہے تب نکلنا - بلا سے دس
بیس دن گھٹتا پاتا بیچکر بسر کرینگے -
م - اے لو تم بچون کی سی باتین کرتی ہو - گرفتار ہون ؟ ہتکڑیان
پہنون ؟ یہ انگریزی ہے انگریزی ! -
ب - تو تمہارا شوق آپ ہی چرایا ہی - جاؤ - جلدی جاؤ - میری اور چار
اڑوسیون پڑوسیون کی بلا سے - بڑی پڑوسن سنتی ہو - یہ مجھ سے ٹرن بناتے
ہین - تمہین خدا لگتی کہو - مین انکے بھلے کو کہتی ہون یا برے کو - انکے پاؤن
مین تو چکیان بندھی ہین کہون گی تو مرچین لگین گی - ہو نہو - کہین آنکھ
مٹکن کی ٹھہرائی ہے - تمہین میری جان کی قسم - اپنی جو نج بند رکھنا نہین
اچھا نہین - جو تم کہتے ہو وہی سچ ہے - برتن باسن سب بیچ باچ کے
موئے ٹکس کے چوٹھے مین جھونک آؤ آپ ہی مونگ مانگتے پھرینگے -
بلا سے کلیجے مین ٹھنڈک پڑ جائے - ان بچون کو بھی وہین دے آؤ -
سرکار پال پوس لے گی - ایک ڈولی دو کہار لا دو - میرے ٹھینگے مین
گیا یہ گھر - مین اپنے میکے جاتی ہون -
م - بھئی واللہ مجھسے ناحق لڑتی ہو - وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین - آنکھ
مٹکن کا نام نہ لو - آنکھین پھوٹین اگر کسی رنڈی منڈی کو دیکھا بھی ہو -

انکم ٹکس اور میان بیوی

بیوی - ب - میان - م

ب - مین کہتی ہون روز تم جلسے مین کیون جاتی ہو - کچھ دال مین کالا ضرور ہی

م - نہین جی تم خدا واسطے کو بدگمان ہوتی ہو - سُنا نہین ٹکس کی ڈہول پڑنیوالی ہی

ب - اوئی ! کیا بلا ہی !! - انا کہتی تہین ٹکس رنڈیون پر بندہا کرتا ہے یہ مردون پر کیسا ؟ بس مین سمجہی - کوئی تمہاری چہیتی ہوگی - اوسپہ ٹکس بندہا ہوگا - جب ہی تو تلوون سے لگی ہی - چلو ہٹو - مجہسے نہ بولو -

م - این تم آگ بگولا کیون ہوتی ہو ؟ - کیسی رنڈی - یہان ہوش ٹہکانے نہین تلے کی سانس تلے اوپر کی اوپر ہی - رنڈی کس بہڑوے کو سوجہے گی تم ہوکہ آپ ہی آپ برس پڑنے پر تیار - وہ مثل نہین سُنی "دو آؤ بہڑوے تن لڑین" بہئی کیا کہون واللہ ہی - بعض وقت اس دیس کی عورتون پر رونا آتا ہی - اور نہ پڑہائی لکہائی جاوین - یہ انکم ٹکس ہی - کمبخت سب پر بندہا ہی - کم سے کم پانسو روپیہ سال کی آمدنی والا سیکڑے پیچہے دو روپیے سرکار مین داخل کرے گا - قانون پاس ہوگیا - اب اُسکی تشخیص کا وقت ہی اوسکے صلاح مشورے کو چار صورتین ایک جلسے مین جمع ہوتی ہین -

ب - یہ تو تم جانگلوؤن کی بولی بول گئے - مین خاک نہ سمجہی - قانون پاس ہوگیا تو میری جوتی سے - اور یہ تخشی (تشخیص) نہ جانے کون چڑیا ہے - ذری آنکہین دیکہون - کچہ پی کے تو نہین آئے ہو - ! - ابہی وکالت کی

م - چُپ چپ سرکاری چپراسی ہی - واللہ ہے جا کے کچھہ زہر اوگل دیگا
تو قیامت آجائے گی - تم انہین نہین جانتین ایک ہی بس کی گانٹھہ ہوتی ہین -

ب - اری ماما دوڑ کے کواڑ بند کردے - زنجیر چڑھا دینا - موا چلا یا کرے
(دامن پکڑ کے) تم اوٹھے اور مین بھرا کے کنوئین مین پھاند پڑی - نہ جانے
دونگی - دُنیا اُلٹ جائے نہ جانے دونگی - مین کچھہ نہین سنتی - ای بہری سہی
مجھپر جن چڑھا ہی - تم ہلے اور مین نے لٹے لیے - موئے چپراسی کو بے نقط
سناؤنگی - نا بس چپ سن بیٹھی رہو - مُنہ پہ ہاتھہ رکھ کے ہم ہوئے اور ستم ہوا -

م - مین کب تک کونے مین دبا بیٹھا رہونگا - اور یہ جرم ہی بڑا جرم ہے - !! -
آج چھپا تو کل گرفتار ہو کے جاؤنگا - تم اُلٹی سمجھہ - نہ سیدہی کیا یکدم کرر کہا ہے -

ب - اچھا ذری جھروکے سے دیکھون - چپراسی ہوتا کیسا ہی ؟ (جھانک کے)
بڑا سا لال پھینٹا سر سے لپیٹے ہی - ایک ٹکیا بھی کمر سے باندھے ہی - اوئی یہ تو
تلوار بھی ہاتھہ مین لیے ہی - اے خدا بچائے - تمہاری جان سے دور پار -
جیسے موا جلاد آیا ہی - اچھا جاؤ - امام ضامن کی ضامنی - میرا کلیجہ دہڑکنے لگا -
دیکھو نا بدن مین تھرتھری پڑی ہی - خدا کے لیے جلد آنا - میری ٹکٹکی دروازے پر
لگی رہیگی - پھر یہ تلوار باندھ کے کیون آیا - کیا تم کوئی خونی ہو - اے لو
زنجیر کھٹکھٹا رہا ہی - کہین بول بھی اُٹھو - آئے ہین - میان کچہری کو گئے - اور
ایک ہزار کی آمدنی تجویز ہو کر بیس روپیہ ٹکس باندھا گیا - مُنہ جھلائے گھر کو آئے -

ب - ای مین صدقے - تم صحیح سلامت آئے - کہو کیا ہوا ؟ -

م - ہوا کیا بیس روپیے ٹکس کے بندھ گئے -

جناب امیر کی قسم ٹکس کے مارے عقل تبی بول رہی ہی۔ دبی بلّی چوہون سے کان کٹائے۔ بھلا سرکار کا حکم اور مین نہ مانون۔ ا۔

ب۔ سرکار کو ہو کیا گیا ہی۔ اوسے نہین سوجھتا کہ یہ غریب غربا کیسے جئینگے۔ تم تو کہتے تھے اب دن پھرتے ہین۔ اب دن پھرتے ہین۔ بڑی آمدنی ہوگی۔ خاک نہ دہول۔ آج سند بدلانے کو اتنا چاہیے۔ کل ٹکس کو اونا چاہیے۔ اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی۔ آئے دن کی چوٹین سہنے کو کوئی پتھر کا کلیجا کہان سے لائے۔ مین مردوا ہوتی تو ایک آنکھہ نہ بھاتی۔ سرکار سے کہتی بھلا ان بیکسون کے ستانے سے کیا حاصل؟۔

م۔ تو کیا مین ہی اکیلا ہون۔ لکھو کہا اسی جال مین پھنسے چڑیون کی طرح پھڑک رہے ہین مجبور رہین۔ واللہ ہی بڑے بڑے صاحب لوگ نہین بچے۔

ب۔ اونکی نہ کہو۔ تم حق کہتے تھے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین۔ پھر اُنہین کچھہ نہ کھلے گا۔ یون موٹائی کی چلبون اور ہی۔ مین ایک جھنجی ندونگی۔ حضرت عباس کی قسم زہر کہا لونگی کوئی میرے بچون سے لاڈ لاتو ہی نہین جو اونکو چھوڑ کے اوسکے نیگ لگاؤن۔ جاؤ اسی طرح بڑی صاحب سے کہہ آؤ۔

(اتنے مین سرکاری چپراسی آپکارا)

"میان صاحب ہوت۔ میان صاحب ہوت۔ ہو مہہ۔ بولت ناہین سپٹا مارے بیٹھے ہین۔ جنو ٹکس سے بچن تو جیین"

ب۔ یہ کون نگوڑا اگلا پھاڑ رہا ہے۔ اے خدا سنوارے اسکے حلق پر جھاڑو پھرے۔

سود وسو گنانے کو کس بھکوے کے گھر سے لاؤن۔

ب۔ چلو ہٹو بھی۔ اچھا اب گھر بار تمھین دیکھو۔ مین تو بھی تہ لوان گی۔ وہ کون ایسا حاکم ہی جسے بیکس بندون پر رحم نہین آتا۔ میرے پاس کوڑی نہین۔ کہین سے قرض لو۔ میرا رونگٹا رونگٹا آج کوس رہا ہی۔ خدا سمجھی اور کیا کہون۔ مجھہ نبختی کے جنم کو تمھین کیا کم تھے۔ جو سرکار بھی تھرڈ ہانے کو بیتا رہو بیٹھی۔

(غرض ٹکس کیا بندھا غریب کی گھر مین آ دونتی تم کا سامان ہوگیا)

نیچریہ شاعری

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا

جو غور سے دیکھو تو سو برس کی یہ قہر و آفت غضب خدا کا

سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی

بدن پہ جاکٹ گلے مین ٹپی سے عبا اور سپرہ اک بلا کا

جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین

کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ بال پھیلا۔۔۔۔۔۔ دوعا کا

ہین باتین اوسکی وہ سحر افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون

غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپہ طرز بیان بلا کا

بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے

خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا

ب۔ (سر پیٹ کے) دوہائی ہی بڑے لاٹ صاحب کی۔ ارے تم تو جا کے لٹو آ گئے۔ پیٹھو میری۔ تم کس نگوڑے کے گہر سے آئیگی۔ تم وہان گونگی کیون ہو گئے تھے۔ پہوٹے منہ سے چلائے کیون نہ۔

م۔ (غصہ سے) اب تم جا کے چلا آؤ۔ کہون کس ست۔ جب کوئی سنے بہی وہ تمہارے میکے کے پڑوس بلکہ دیوار بیچ میر جواد حسین نہین رہتے ہین اونپر چالیس لادویے اس اندہیر کا کہین ٹھکانا ہی۔

ب۔ تو ہوتا کیا ہی۔ آج سے دو وقت کے کہانے پر جہاڑو پہیرو۔ ایک ہی وقت کہانا۔ پہر یہ بچے کاٹ کہانیں گے۔ روئین گے بلکین گے۔ ماما موقوف گہر مین جہاڑو۔ ہم تم دو سے لیجئے۔ تم برتن دہو دہا کے رکہہ دیا کرنا۔ مین کہانا پکا لیا کرونگی۔ خدمتگار کہان سے رہیگا۔ بازار سے سودا سلف تمہین لا دینا۔ ٹٹو آج ہی بیچو۔ کچہری کو یونہین جایا کرنا۔ سلطانو کا بیاہ اب کیسے ہوگا۔ تنہ کا بہی ٹھکانا نہین آخر قبول کیونکر آئے۔ تم تو دو دو پیسے سیکڑہ اکہتے تہے۔ یہ کیا اندہیر ہوا۔ سو پر دو۔ دو سو پہ چار۔ تین سو پہ چہہ۔ چار سو پر آٹھہ۔ پانچسو پر دس۔ ہزار پر بیس۔ اوئی اللہ۔ ہزار تو آنکہون نہین دیکہی ہین اب بولتے نہین منہ مین گہنگنیان بہرے بیٹھے ہو۔ مین ہوتی تو ساری کچہری کو تگنی کے ناچ نچا دیتی۔

م۔ اے بی تمہاری تو وہ حالت ہوتی ہی۔ جیسے بڑا قون کی گڑہی مین آگ لگادی۔ کچہری کے معاملے تم نہین جانتین۔ جو ہی وہ یون منہ پہیلائے ہہے جیسے مچہلی کے تاک مین بگلا۔ دہان رقمین کٹتی ہین۔ مین

جو کوئی کچھ دے کھلے خزانے نظر چرا کر وہ بھرلے جیبین
جو دیکھے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پھیلائے وہ دغا کا
نگاہ بد دور رنگ گورا گلے مین کالر وہ سرخ ٹوپی
نئی جی بیجو کی وہ زنبیلین بغل مین کتا وہ سرخ ٹوپی
چرٹ دہوان دہار تہوک منہ مین سیاہ پھندنا وہ سرخ ٹوپی
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین پٹے سی عالم اوسپہ اک بلا کا
گذر چکے ہین جہان مین ابتک ہزارون عاقل کرورون مجنون
بدل چکا ہی زمانہ کروٹ دکہا چکا رنگ پیر گردون
یہ ہو چکے ہین کرشمے سارے نہو مگر اب جو کچھ رہا ہو
ہین باتین وہ سحر اور افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپر طرز بیان بلا کا
کہان ہی اس طرح کوئی پر فن نئے جو ہر دم مچائے نخرے
کرے جو دنیا مین اور کوئی کہان سے زائد وہ لائے نخرے
مین سخت حیران ہون الٰہی غضب کے ظالم نے پائے نخرے
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا
بہت دکھائی ہی تمنے ابتک ہر اک قرینہ سے اپنی فطرت
[illegible] دنون سے بڑہی ہوئی ہی تمہاری تیزی تمہاری جودت

پرا ہتوان ہتکنڈہ یکی حضرت زمانے پر کہل گئی حقیقت
یہ پڑھتے غمزے دکہا کے کب تک بہروگے تم سوانگ ... کا

ظریف کی ہے دعا الٰہی تو اپنے بندونکو رکہ امان مین
کہ دین وایمان کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہے بلکا

مخمس

مسٹر پنچ - گنا مانتا ہوں - واللہ مانتا ہوں اوستاد کیا پھڑکتی ہوئی غزل مولانا ظریف کی آپ نے اپنے پرچہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۲- اگست ۱۸۸۶ء مین طبع فرمائی ہے کہ دیکھتے ہی نیچریون کے گروگنتال اوچہل پڑے ہونگے -

آج اینجانب کو تعطیل اتوار مین کچھ کام وام تو تہا ہی نہین - ہمنے کہا لاؤ اپنی غزل کو مخمس کر ڈالین - نہین واللہ نہ کہیے گا کیا مصرعہ لگائے ہین اگر درج اخبار فرمائیے تو ہم جانین کہ آپ آپ ہی ہین -

وہو ہذا

اوسیکا ہی خاص یہ مقلد جو پہلے موجد ہوا دغا کا
اوسیکا منکر ہوا ہے ظالم کہ جسنے آدم کو پہلے تا کا
تمام فکر و فنون مین کامل کیے ہوے پاس بہی ریا کا
نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکہو تو سو برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا

تمام پتلون جا کٹون مین ہر ایک جانب سے کرلی جیبین
کمی اگر ہو تو جیب مین بہی بنا کے دو چار دہر لے جیبین

بدش پیٹر ز مرقد بار بار از نوحہ فرماید	بوئے نافۂ کاخر صبا زان طرہ بکشاید

زتابِ جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

بصد حسرت ز کابل زار زار راہِ ہند میجوید	کہ خواہ از جنگ و خواہ از صلح در ہندوستان پوید
اسیر از دانش نہ داد و گفت روی از اشک میشوید	بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید

کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بہ خلوت جملہ ارکان مشورت کردند چون باہم	ہمہ گفتند کین راہیست سخت داخر بے پر غم
کشیدہ آہ زار روس و گفت از دل بچشم نم	مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم

جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

چو بر سرحد ز فرمانش علی خاوف شد داخل	غریقِ بحر غم گردید و یخ شد با ہوا نازل
دبیابی بسوء روس رخ آورد و گفت از دل	شب تاریک و بیم موج گرداب چنین حائل

کجا دانند حالِ ما سبکساران ساحلہا

لمیشن نام بر سرحد ز ہر سو آمدہ لشکر	بگو بشنو داین و آن بسے شد درمیان کیسر
بہ نوتِ مطلبے زار از دل خود گفت کاکا فر	ہمہ کارم خود کامی بہ بدنامی کشید آخر

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

چو کرزن جانبِ سرحد خدارا کج مرو حافظ	اگر حسن ادب داری بیا دانہ سرِ بد حافظ
نجاتِ وعظ حضرت ... را دایم شنو حافظ	حضوری گر ہمیخواہی از دغافل مشو حافظ

متے ما تلق من تہوی ودع الدنیا واہملہا

جس جس کو کھوا ہی چھڑادین غم سے	ہم غم سے زمانے ہین ہین یا غم ہم سے
دعویٰ ہمین زیبا ہے مسیحائی کا	جی اوٹھتی ہی شاعری ہمارے دم سے

تمہارے آگے رہی ہی باقی نہ عقل کل کی بہی کچھہ فطانت
پرا بتو ان ہتکھنڈون کی حضرت زمانہ پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہا کے کبتک بہروگے تم سوانگ ... کا
بچاے آفت سے اوسکی خالق لگائی تہگلی جو آسمان مین
مٹین وہ جہگڑے معاد کے سب ہوے ہین ظاہر جو خاکدان مین
ہر ایک ساعت بصد تضرع اوٹہا کے دست دعا جہان مین
ظریف کی ہی دعا الٰہی تو اپنے بندون کو رکہہ امان مین
کہ دین و دنیا کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

نیا مخمس

کیون نہو ؟ واہ رے مین۔ اور پہر واہ رے مین۔ مصرعے لگائیے تو یون۔ حافظ جی ہوتے تو بلا مبالغہ سٹی بہولجاتی ۔ ذرا غور سے دیکھیے زمین آسمان کے قلابے کیسے طبقے ملا دیے ہین۔ اب بہی کوئی داد نہ دے تو میرا مقدر۔ اور حافظ جی کی قسمت ۔ لانا میرا قلمدان لکہنا شروع کرون۔ بسم اللہ کیجیے یہ قلم دوات حاضر ہی۔ سٹ سٹ زٹ زٹ۔

وہو ہذا

بہ حسن ہند رفتہ رفتہ راہے کرد دردلہا	ز حکم زار آخر روسیان بستند محملہا
بصد افسوس و حسرت یکزبان گفتند عاقلہا	الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بہ عزم زار نا واقف فغان از چرخ می آید	دو چشم از اشک خونین دامن مژگان بہ آلاید

مجلس شروع ہو گی خیر بھئی اچھا ابتو آئیے کچھ ہی کیون نہو سن ہی کے جائینگے
اب مجاور ہو کے بیٹھے اور لگے گھڑیان گننے اسمین ۶ بجے سات بجے آٹھ بجے
نو بجے لیجیے دس بھی بج گئے بارے دو ایک الوے ٹلوے جو ہمسے دوسرے
نمبر کے شوقین تھے آنے لگے آتے آتے بارہ بجے محفل کھچا کھچ تیسرے
درجے کی گاڑی کی طرح بھر گئی ممبر کے قریب عمائدین شہر اور بڑے بڑے
جھجر خان نہایت شوق سے جم گئے جس طرح گل کو بلبلین شمع کو پروانے
مٹھائی کو مکھیان مسافر کو فقیر پلوٹنا کو روسی کابل کو انگریز انگلینڈ کو بانی
نئی تہذیب کو عینکین۔ مجلس بھن بھن ہونے لگی کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی اور اشتیاق ہی کہ قیامت بپا کر رہا ہے ظلم ڈھا رہا ہے آنکھین ٹکٹکی لگائے
دروازہ تک رہی ہین کان آواز پر تُلے ہوئے ہین آخر کو پردہ اُٹھا جناب
میر انس صاحب چمک دمک سے اُٹھے ؎

یون نہا دھو کے وہ دروازہ سے باہر نکلا　　آتشین برج سے گویا مہ انور نکلا

پیچھے میر یونس صاحب برادر زادۂ میر صاحب موصوف مع دیگر حواری وغیرہ
صفین چیرتے لانگتے پھلانگتے ایک کو دوسرا کیڑے ریلوے ٹرین بنے ہوئے
آتے آتے قریب ممبر آ ہی گئے۔ بھرسے سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے آئیے
تشریف لائیے بندگی عرض کرتا ہون تسلیمات چھوڑتا ہون مجرا بجالاتا ہون
جگہ کہان جو بیٹھین تھالی تو تھالی تل پھینکیے تو منصبداری پگڑیون ہی پر رہجائے
فرش تک نہ آئے غرضکہ ممبر ہی پر چڑھ گئے معمولی بیتر دن کے بعد مرثیہ
شروع کرتے ہین تو واہی واہ شہادت دہادت کچھ بھی نہین بندش ہی دھرین ہی

حیدر آباد دکن

جناب میر اودھو بیچ حسین خانصاحب۔ حضت سوز و ساز عرض ہی۔
بے فصل کا محرم دیکھیے توکچھ عرض کرون کیا معنے اگر سب باتین ہم اپنے
اپنے وقت پر کرین تو ہمسے اور دوسرے سے فرق ہی کیا رہے اور یہ بھی معلوم
کہ ایجاد ہمیشہ مطبوع ہوا کرتی ہی نئی چیز کی طرف ہر شخص کو رجحان ہوتا ہی
اور اس وقت مین تو سو کام چھوڑ کے نئی بات نکالنی چاہیے لہذا بعد اِس
طوطیہ و تمہید کے اصل مطلب عرض کرتا ہون۔
حضت ابکی بار اینجانب محرم مین حیدر آباد تشریف لیگئے وہان کے شیر
لنگور ریچھ بندر دیکھکر سخت نفرت ہوئی کمال افسوس ہوا اب اس تلاش
مین نکلے کہ کہین مجلس عزا ہو تو دو چار ٹسوے بہالین سال سال کی رسم
ادا کرلین اِسی فکر مین اس سے پوچھ اُس سے پوچھ اِدھر جا اُدھر جا
سارے شہر کی تانا بتھاری کرڈالی آخر کو ع

کہتے سنتے یہ بھید پایا

کہ نواب تہور جنگ بہادر کے ہان جناب میر اُنس صاحب لکھنوی حسب معمول
تشریف لائے ہین کل پڑھینگے سنتے ہی باچھین کھل گئین دوسرے دن
صبح سے پہلے ہی لحاف سے سر بھی نہین نکالا تھا کہ جا دھمکے وہان کانی
چڑیا تک نہین ہم گھبرائے کہ اگر آج نامحروم پھرے تو سارا کھیل بگڑ گیا
ہزارون ارمان ہن خاک مین ملینگی مگر پوچھ گچھ کے بعد معلوم شد کہ دوپہر سے

بگڑے ہوؤن کو اور بگاڑین یہ زور تھا
"مارا بدہ بدہ" کا ہر اک سمت شور تھا

اللہ رے من چلے وہ بہادر کہ الامان — بھاری ہزار قحط زدہ پر تھا اک جوان
ٹھٹے یہی کہ لوٹ لین ہر شخص کا مکان — پھر پھر کے پوچھتے تھے کہ ہی روپیہ کہان

بھوکا مرے کہ پیٹ بھرا بھی تباہ ہو
نر رہا تھ خوب آئے کوئی ایسی راہ ہو

جس جا پہ ایک آگیا کنگلے ہٹے تمام — ٹرکو نکا کس صفائی سے بننے کیا ہی کام
ہرچند تھی مچائی قیامت کی دھوم دھام — پروانہ لیکے ہوگئے آخر کو نیکنام

حضور ٹیپ عرض کرتا ہون

پر وہ کھلا نہ کچھ بھی حساب و کتاب کا
یہ دبدبہ تھا افسر عالی جناب کا

محتاج خانے مسلخ قصاب بنگئے — کھانے پکائے ایسے کہ تیزاب بنگئے
محتاج سارے صورت سرخاب بنگئے — (منجھا ہے کہ) وہ مرثے بلا سو احباب بنگئے

چیرے ہین ایسے مال وہ کوڑے بنائے ہین
جسوقت جاہا توڑے کے توڑے منگائے ہین

مجلس سے روز گڑھتے ہین کیا کیا روایتین — ہر روز ہو رہی ہین نرالی حکایتین
کس کس طرح کی آتی نہین ہین شکایتین — کیا پیش جائے کرتے ہین افسر عنایتین

مفلسین پھر ٹیپ سُنین

کہتے ہین لوٹ لو تمھین سب کچھ حلال ہی — امداد قحط خاص تمھارا ہی مال ہی

جدا معرکہ ہی نیا یا اللہ اور تو اور یہ کیا ستم ہی کس قسم کا مرثیہ ہی کس کی شہادت ہی
غور جو کرتے ہین تو قحط دکن کی کیا س کھا لی واہ ہی میرے یار اچھی بٹی
حضور تو قریب ہی ڈوٹے تھے اور کچھے کچھے حال سے واقف قحط کی کارروائیون
کے مولانا حافظ لگے مُنھ بسورنے پیازی رومال سے آنکھین ملنے مگر واہ رے
میر صاحب کیا سحر بیانی تھی ساری مجلس لوٹن کبوتر ہوگئی ٹیس مچادی ہم تو ایسے
اُس مرثیے پر لٹو ہوئے کہ چُپکے چُپکے روتے بھی گئے اور مضمون بھی پاکٹ بک پر
ٹانکتے گئے کہ آپکو بھیجین گے مگر ہت تیری حافظہ کی دم مین نسیان کہ بھول گئے آج
ردّیون مین وہ کاغذ ملگیا لہذا آپ کو سُناتے ہین۔ محرمی صورت بنجائیے۔

مرثیہ

ملکِ دکن پہ قحط کی یارو چڑھائی ہی چارون طرف سے فوج تبہ کار آئی ہی
محتاج خانون ہی کی خدایا دہائی ہی کالی گھٹا سی بھوک ہر اک سمت چھائی ہی
بھرتی امیدوار ہون خواہش ہی کام کی
آؤ سبیل رکھی ہے کنگلون کے نام کی

آئی گھٹا سی ریل بھرے تھے امیدوار اُمڈی بلا کی فوج کہ مُنھ جنکے چار چار
پوربھئی یار اور علیگڈھ کے سب سوار آتی تھی ہر طرف سے صدا بس ہیا بیار
چہرون پہ جھُرّیان تھین وہ پلکین اوڑی ہوئین
سمتِ جنوب سبکی تھین باگین موڑی ہوئین

اِک اور کھیپ آئی کہ اللہ کی پناہ اونچے وہ انگرکھے کہ بھئی واہ واہ واہ
تیور سے آشکار کہ پیسون پہ ہی نگاہ آئے نہ کچھ خیال بھی گو خلق ہو تباہ

یہ جانے ایکدم مین لگاؤن ابھی جو دھار　　کیا جانتا نہین کہ مین ہون ابر نامدار

اک دم مین دیکھ لینا کہ بس کھیت پڑ گیا

(بچا جی) کچھ بھی نہ بن پڑے گا اگر مین بگڑ گیا

حضرات

یہ کہکے لی میان سے شمشیر برق کی　　جھکا را را ہوار کو اور ایک ایڑ دی

تڑپا کے اسپ ٹھوکرسے ماری وہ ہت کٹی　　بھٹا سا ہاتھ اُڑ گیا تلوار گر پڑی

کٹتے ہی ہاتھ قحط جو کمزور ہو گیا

ایسے لگائے ہاتھ کہ بس بھوئیں ہو گیا

پھر تو بزن بزن کی صدا تھی بلند وان　　بھاگے دبا کے دُم جو تھی سردار قحط خان

کانون مین رکھ قلم کو اُڑی ساری کاروان　　اپنے سے مُنھ لیے ہوئے گھر کو ہوی روان

کاواک چہرے سکے تھے بوکھل حواس تھے

مرنے سے قحط والی نعم کے اُداس تھے

آگے نہین ہے تاب بیان پنچ چپ رہو　　اچھی نہین یہ آہ وفغان پنچ چپ رہو

سن لے نہ کوئی مرثیہ ہان پنچ چپ رہو　　بس کرکے اس دعا کو یہان پنچ چپ رہو

یارب امیدوار نہ کرنا کبھی مجھے

دلوا دے بس دکن مین کوئی نوکری مجھے

راقم

تو نے مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دون

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

شعبان کی نوین کو اُٹھا ناگہان سحاب آئین گرج گرج کے گھٹائین سیاہ تاب
بھرنے لگا طرارے سحاب فلک جناب کوندین غضب کی بجلیان ہر سو بے تاب

حضـــرات

سن سن چلی وہ باد کہ خیمے اوکھڑ گئے
سب مستمم بچارے بنے تھے بگڑ گئے

برسا وہ مینھ کہ مٹ گئی سب صبا جونکے کام محتاج خانون کا ہوا برباد اہتمام
سڑکو نسے کامگاریان اُٹھنے لگین تمام پایا بچارے کنگلون نے چھٹنے کا حکم عام

.جھپٹا جو ابر ایسا وہان بیچ بس پڑا
مغرب سے آکے قحط زدون پر برس پڑا

حضور یہ بند سننے کا ہے خدا جانتا ہے کہ دانت کھٹے ہو ہو گئے ہین-
جگر خون ہو گیا تب تقطیع بیٹھی ہے-

کہتا ہے

بوچھار تھی وہ مینہ کی وہ بوندین ٹپی ٹپری بارش کی وہ زمین پہ چوٹین کڑی کڑی
محتاج خانے گرتے تھے کرکے اڑی اڑی (اور) امورکار پیٹتے سر کو دھڑی دھڑی

ٹیپ عرض ہے

آیا اِدھر سے ابر اُدھر وارہ چڑھ گیا
کائی سی چیرتا ہوا اُس پار بڑھ گیا

مفلسین اب تھوڑے سے بند اور رہے ہین ذری متوجہ ہو کے سنیئے-

آیا مقابلے پہ کہین قحط نابکار کہنے لگا یہ [illegible]

ع حلب کو آئینہ پھر جایگا جلا کے لئے

لیڈی صاحبہ جدید تہذیب کی اکسٹرا پالش کے واسطے پھر واپس کیجائینگی یا ایسے کمشنر کی خاطر سے وکلا بھی زنانے مخصوص کیے جائینگے۔ بہرحال کچھ ہی ہو ہمارے تو دونوں میٹھے۔ مگر فی الحال لیڈی صاحبہ کی وقت اور کشمکش کو تصور کر کے ہمنے خیالی اسٹیج پر جو فرضی سین کھینچے ہین وہ ہم نذر ناظرین کرتے ہین۔

وہو ہذا

کمشنر کا مکان

لیڈی کمشنر۔ (خادمہ سے) اری ظہورن ذری ادھر آنا۔ دیکھ آج ہمین کمیشن مین جانا ہی ذرا نہانے کو پانی رکھو۔ اور وزیرن سے کہدے جلدی کپڑے لا ہین نکال لون۔ جھٹ پٹ پنڈا دھو ڈالون۔ دو گھنٹہ اور مجھے کام پر جانا ہی۔

ظہورن خادمہ۔ بہت خوب حضور۔ اے بی وزیرن اے بی وزیرن چلو بی بی یاد کرتی ہین۔

وزیرن۔ آئی ماں آئی۔ اِن کو تو ہلو ہلو کام کی عادت ہی تم ہندوستانیان جلدی کرتے ہو۔

(بی وزیرن صندوق لا کر جوڑا نکالتی ہین اور لیڈی صاحبہ گھنٹہ بھر مین کپڑے منتخب کرتی ہین)

وکلا اور موکل ایک مکان ہین

وکیل نمبرا۔ آج بھئی لیڈی کمشنر کا وزن دیکھنا ہی کیسی لائق اور مہذب ہین صورت کیسی ہی۔ مزاج کیسا ہی باتین کیسی ہین۔

دوگونہ رنج و عذاب ست جان لیڈی را
بلائے فرقت پردہ و صحبت پروا

یار و ہیچ تو یہ ہی اوہیچ بہی کیا چیز ہی- اسکی قدوم جدت لزوم کی برکت سی وہ چہل پہل ہیپر بدل- ترمیم اصلاح- موجزن ہوتی ہی کہ دلچسپی و دلفریبی کا ہر جگہ اٹم قلعون مین گولون کی طرح رہتا ہی ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ گورنمنٹ نظام نے ایک جدید تجویز کے ذریعے سے انگریزی انتظام پر بہی اس طرح لات مارنا چاہی تہی کہ عورتون کی کمیشن کے واسطے ایک ہندوستانی لیڈی صاحبہ مقرر کی جائین- چنانچہ ایسی لیڈی صاحبہ کے واسطے شرائط لیاقت مقرر ہوئے- اشتہار دیا گیا اور شمالی ہند سے ایک نیکبخت فاطمہ صغرا بیگم نام مقرر بہی ہوگئین- اور کمیشن بہی مل ہی گیا- مگر اتفاق دیکہیے کہ لیڈی صاحبہ کو یہ معلوم ہی نہ تہا کہ اظہار دینے والے اگرچہ پردے مین رہینگے مگر مجھے وکلاے فریقین کے روبرو آنا ہوگا بروقت کمیشن آپ نے بہی اصرار کیا کہ مین بہی پردے کے اندر بیٹھکر اظہار لونگی وکلا کے سامنے ہرگز ہرگز نہ آؤنگی- آخر الامر کمیشن دوسری لیڈی کے سپرد ہوا- اور اس معاملے کی رپورٹ کی گئی- اب دیکھنا ہی اس تجویز کے پورے ہونے کی کون صورت نکلتی ہی آیا-

کمشنر۔ (طمانچہ مارکر) قطامہ الزادی۔ ہم توکام مین جلدی کو کہتے ہین۔ آپ ہنستی ہی۔ رہ توسہی غیبانی دیکھہ تو آکر تجھکو کیسا ٹہیک بناتی ہون۔

ظہورن۔ یا توخدا دوسری دفعہ کا کام نہ دے یا مجھے اُٹھالے۔ اگر یہی حال رہا تو میرا کچو مر نکل جائیگا۔

(پوشاک وغیرہ سے لیس ہوکر کمشنر صاحبہ بگہی پر سوار ہوتی ہین کہ کاغذات مقدمہ یاد آتی ہین)

کمشنر۔ اری وزیرن لپک جا دیکھہ وہان گاڑی کے پاس کاغذ ہین اوٹھا لا اور وہان وہ سیاہ بکس بھی لانا۔ اور روشنائی کی بوتل لیتی آنا دوات مین روشنائی نہوگی۔ اور دیکھہ آؤن اور گلوبند کاغذون پر لپٹا ہے وہ رکھے آنا۔ مگر نہین لیتی آنا فرصت کے وقت بناؤن گی۔ اور ہان اے لو ایک بات تو بھول ہی گئی۔ قلم تو باہر ہی ہے اوسکو بہی لیتی آنا۔ بلہ جا دیر ہوگئی۔ دو گھنٹے کی۔

اظہار دینے والیکا مکان

(وکلا و فریقین مقدمہ حاضر۔ مگر کمشنر صاحبہ ہنوز نہین آئین)

وکیل نمبر ا۔ ابتو وقت آگیا کمشنر صاحبہ نے بڑی دیر لگائی دو گھنٹے زیادہ گزر گئے۔

وکیل نمبر ۲۔ تقصیر آپ جانتے ہولیڈی صاحب کا آنا ہی آتے آتے آئینگی۔

موکل۔ اچھا تب تک پردہ وغیرہ تو ہو رہے۔

وکیل۔ کیا کہین بڑی دیر ہوئی۔ ہمارا حرج ہوتا ہی کمشنر صاحب سے کہنا چاہیے کہ اگر ایسی ہی دیر ہوگی تو ہلوگون کا نقصان ہوگا۔

وکیل نمبر ۲۔ عورتان کی ذات سے سوا نقصانی کے اور کیا ہوگا۔

وکیل نمبر۲- اپن کو تو فکر لگی ہی کہ عورت ہوشیار ہین مگر دیکھنا نکو۔
وکیل نمبر۱- اجی ہمارے نزدیک تو یک نشد دوشد بڑی خرابی یہ ہے کہ
اظہار دینے والی اور کمشنر صاحبہ ہین اگر ہمدردی کا مادہ جوش ہین آیا تو
سارا مقدمہ غارت ہوگیا - آپ جانتے ہین اس قوم ہین کسقدر ہمدردی ہی
موکل- (گھبراکر) بہو صاحب یہ باتان اچھی نکو- اِسکی کچھہ تدبیر کرنا۔
وکیل نمبر۱- تم کیون گھبراتے ہو وہان چلو تو سہی۔

لیڈی کمشنر کا مکان

لیڈی صاحبہ- بعد غسل مصروف آرایش ہین۔
لیڈی کمشنر- ارے کمبخت جلد آ میری چوٹی تو باندھدے اور دیکھ نیا جوڑا
بوٹ نکالکر ادھر رکھدے - یہ میلا ہوگیا ہی اور جوتے کی کلھیا ہین پانی ڈالدے
پان تونے ابھی تک نہین دھوئے اچھا چکنی ڈلی اور الاچی ڈبیا ہین رکھدے
اور گاڑی کھینچنے کو کہہ دے - اور کھانا جلد لا - اے لو یہ تو ہین بھول گئی تھی۔
ظہورن- (جی ہین) آج بی بی کو یہ ہو کیا گیا ہی ایک بولی تین کام چاہتی ہین۔
(ظہورن کام کرتی ہی مگر عجلت ہین لیڈی صاحبہ بہت ہی گھبراکر وزیرن کو پکارتی ہین)
"ارے اِدھر آ کمبخت - خدا تجھے غارت کرے - کھانا لا - یہ تسلہ اور لوٹا دبت کر
زیرانداز بچھا - دیکھ تو میری مانگ سیدھی ہی - مجھے جلدی ہین اچھی طرح
آئینہ ہین نہین دکھائی دیتی "
وزیرن- ہوا ایسا سیدہی جیسا ہنسیا۔
(ظہورن مسکراتی ہے)

کمشنر۔ یہ ممکن نہین ہے (غصّہ سے)

وکیل۔ تو وہ بھی ممکن نہین (غصّہ سے)

کمشنر۔ زبان سنبھالکر بولو۔

وکیل۔ آپ قاعدے سے کارروائی کیجیے۔

کمشنر صاحبہ۔ تو یہ کبھی نہین ہوگا عہدے پر پڑے ٹپکی مین بازآئی بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ لو صاحب۔ کیا عزت دینا ہی نامحرمون کے سامنے غضب خدا کا پردہ کے واسطے تو یہ بندوبست ہوا اور خود کمشنر بے پردہ۔ مین جاتی ہون۔ بازآئی ایسے پی ہزار نعمت کھائی۔

فریق جسکی طرف کی گواہی ہے۔ اجی آپ ٹھہرین تو سہی غصہ نہ کیجیے۔

کمشنر۔ غصّہ کیسا یہان آبرو پر بنی ہے۔ لو صاحب مجھے ...... نے دہوکے مین بلایا مین یہ عہدہ کیون قبول کرتی۔

(زنانہ نیچر کے جوش مین کمشنر صاحبہ رونے لگتی ہین اور جلسہ برخاست۔)

ارکان نظام گورنمنٹ

رکن نمبر۱۔ فاطمہ صغرا بیگم کو آج ایک کمیشن مین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہان پردہ و بےپردگی کی بحث آئی۔ اوسکی رپورٹ آئی کہ اونہون نے وکلا کے سامنے آنے سے انکار کیا۔

رکن نمبر۲۔ ہان۔ پھر اب کیا بندوبست چاہیے۔

رکن نمبر۳۔ کوئی ایسی لیڈی ہو جو بےپردہ ہوتی ہو۔

رکن نمبر۱۔ مگر اونکو طلب جو کیا تھا۔

ابھی گھر ہوکر آیا۔ وہان دیکھا پوسٹے پوٹٹی کے واسطے جو کپڑا لایا تھا گھر کے
لوگان نے سب خراب کردیے۔ مقدمہ الگ اپن کو چین نکو دیتے۔

راستے مین سواری آئی۔ اور لیڈی صاحبہ زنانے مین گئین پردہ پڑا۔

وکیل فریق ثانی۔ کمشنر صاحبہ کہان ہین۔

خادمہ۔ ہین پردے کے اندر ہین۔

وکیل۔ صاحب اونکو باہر تشریف لانا چاہیے۔ ہمارے روبرو اظہار لکھے جائین۔

کمشنر صاحبہ (متعجب ہوکر) اپن کیا مین وکیلونکی سامنے آؤنگی لو صاحب خوب بولے۔

وکیل۔ یہ تو لازمی بات ہی۔

کمشنر صاحبہ۔ یہ توانہونی بات ہی۔

وکیل۔ واہ وا۔ تو کمیشن کا ہیکو زچہ خانہ اور اظہار ہوا کہ پردے ہی کے اندر
سب کچھ ہم کمشنر صاحبہ کو پردے اندر بیٹھکر کارروائی نہ کرنے دینگے۔

خادمہ۔ کیا تم لوگان زبردستی کرتے ہو۔ کیسے بے پردہ ہون۔

وکیل۔ چپ رہ تو کون بولنے والی۔ تو قانون کا منشا کیا جانتی ہی۔

خادمہ۔ تقصیر قانون کا منشی خود مجھسے بولا پردہ کیواسطے یہ بندوبست ہوا ہی
تم غارت گئے وکیلان۔ بے پردہ کرنے آئے ہو میری خالہ زاد بہن ماما ن
خاتون تیس برس کالت کئے اپن کو ناواقف نکو بناؤ۔

کمشنر صاحبہ۔ صاحب سنیئے مین یہان بیگم صاحب کا اظہار لینے آئی ہون لیکر
چلی جاؤنگی آپ کے سامنے آنے سے کیا واسطہ۔

وکیل۔ جی نہین اظہار ہمارے روبرو لکھنا چاہیئے۔

نپولین۔ آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد ۔ نہ رہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد

رکن نمبر۳- تو قاعدہ مین اصلاح ہو-

رکن نمبر۲- بھلا کون سی اصلاح -

رکن نمبر۴- اگر آپ میری راے مانین تو ایک مختشم تجویز پیش کردن- اوس سے یہ ساری دقتین دفع ہو جائینگی-

رکن نمبر۱- وہ فرمائیے-

رکن نمبر۴- عموماً خواجہ سراؤن کو کمیشن دیا جیسے یہ مردون عورتون دونون مین کارروائی کرسکتے ہین- علاوہ آسانی کے جدّت بھی ہی غالباً آپ سب صاحب اس تجویز کو ناپسند نہ کرینگے-

(ڈراپ سین)

پولیٹکل شطرنج

حضرت یہ شطرنج بھی عجیب نقشے کی ہی اور کھلاڑی بھی بڑے بڑے
جگا دری۔ بساط تو ہی افغانستان ہی اور سیاہ بازی سلطنت روسیہ اور
سفید ہماری سرکار ہی سیاہ اگرچہ کسی طرح کم نہین مگر چال ایسی پڑی ہی
کہ رُخ چھوٹے ہوئے ہین -
سفید کا فیل (لمسڈن) جو اپنے تیسرے گھر مین ہی کابل کے (امیر) کو مار کر
جو سفید کے بادشاہ کے آگے سے چوتھے خانے مین ہی مات کرتا ہی - اور چال ہے
سیاہ کی اب یہ ششدر ہین کہ کیا کیا ٹھہرے تو سلامتی سے کہی ہین مگر سب
ناکارے ایسے تتر بتر کہ وقت پر ایک کام کا نہین - فرزین کا ٹھہ مارا اور اپنے
رخ کے گھر مین براج رہا ہی - بایان رخ تیسرے خانے مین کاٹھ کا اُلو بنا بیٹھا ہی
صرف ایک گھوڑا فرزین کے گھر مین ہے اُسی سے کابلی گھوڑے کو زور
دے سکتے ہین اگر سیاہ بادشاہ کے تیسرے گھر مین رکھا تو سفید کا رخ (روم)
جو سیاہ کے داہنے رخ کے تیسرے خانے مین سفید فیل (ڈزریلی) کے زور سے
جو سفید کے بائین گھوڑے کے چوتھے خانے مین بیٹھا ہی وہین پلٹ کر شہ
دیتا ہی چلو مات ! اور اگر سیاہ کے بائین جانب کے پیل کے تیسرے گھر مین
رکھا تب بھی رخ نے اپنی رومی چال چلکر شہ دیکر مات کیا اسی طرح جو
چال چلتے ہین مات موجود !